لا اُف

والدین کو اُف تک مت کہو

سورہ بنی اسرائیل آیت



مؤلف

میاں محمد سعید شاد

(سابق آفیسر محکمہ تعلیم پنجاب لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَا اُفٍّ

والدین کو اف تک مت کہو

سورہ بنی اسرائیل آیت 23

مولف

میاں محمد سعید شاد

(سابق آفیسر محکمہ تعلیم پنجاب لاہور)

ادارۃ الاویس ٥ لاہور

اہل ذوق کیلئے دیدہ زیب
خوبصورت' منفرد اور معیاری
کتب پیش کرنے والا ادارہ

کتاب........لااف

مولف........میاں محمد سعید شاد

ناشر........محمد اکمل اویسی پیرزادہ

پروف ریڈنگ........راحیلہ بشیر' مظفر مرتضی

زیر نگرانی........محمد علی' محمد اکرم شاکر

اشاعت........دسمبر 2007ء

تعداد........1000

ایڈیشن........اول

باسمہ ربی

زیر اہتمام...... خدا بخش ایجوکیشنل سوسائٹی

چک نمبر 17 یو سی ضلع شیخوپورہ

قرآن کریم کی ترویج وتدریس اور اشاعت کیلئے مذکورہ بالا دینی درس گاہ اپنی تمام خوبیوں کے ساتھ جاری وساری ہے۔ جہاں حفظ قرآن کے علاوہ دینی ودنیوی تعلیم کا خاطرہ خواہ بندوبست ہے۔ تمام اخراجات سوسائٹی برداشت کررہی ہے۔ اس کے علاوہ شعبہ نشرواشاعت کے زیرانتظام بزرگان دین کے حالات زندگی اور خطبات کے علاوہ معاشرے کی اصلاح اور حالات حاضرہ پر تبصرہ سے متعلقہ سوسائٹی نے یہ کتابیں بھی شائع کرائی ہیں۔ جو ہرلحاظ سے قابل مطالعہ ہیں۔

(۱) خطبات شیر ربانی شرقپوری (۲) حب رسول اور اس کے عملی تقاضے (۳) طلع البدر علینا (نعتوں کا مجموعہ)، (۴) سانحہ کرب وبلا (۵) لا اف (۶) شیطانی مکروفریب (۷) مسلم خوابیدہ اٹھ ہنگامہ آرا تو بھی ہو (۸) غذائی اجناس میں خود کفالت (۹) رشتہ ازدواج کا پہلا زینہ (۱۰) ارض موات، بنجر قدیم سرکاری اراضی کی آبادکاری وغیرہ۔ مذکورہ کتابیں خود بھی خریدیں اور دوسروں کو خریدنے کی ترغیب بھی دیں تاکہ مذکورہ درس گاہ کی مالی اعانت ہوسکے۔

میاں محمد صدیق
SDO(R) واپڈا (صدر)

میاں محمد ارشد جتالا
آف گلاسگو (نائب صدر)

(مولف کتب)

سابق آفیسر محکمہ تعلیم پنجاب

میاں محمد سعید شاد

رابطہ آفس: 403/A رحمٰن پورہ کالونی فیروزپورہ لاہور۔
فون نمبر: 042-7561894، فیکس نمبر: 042-7578772

لَا اُفِّ

فہرست

اظہار خیال

لَا اُفٍ (والدین کو اُف تک مت کہو) قرآن پاک میں مذکور حکم الٰہی ہے۔ یعنی اُمت پر فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ الدین کے حقوق کی ادائیگی میں اس حد تک جائیں کہ ان کی شان میں اُف تک نہ کہیں۔ اللہ اور رسول کے بعد تیسری اہم ترین حقیقت والدین ہیں۔ مولف کی طرف سے بجا طور پر اس اہم ترین موضوع پر لکھی گئی کتاب کی بنیاد قرآن اور حدیث پر رکھی گئی ہے۔ بلکہ مبالغہ نہ ہو گا کہ اگر یہ کہا جائے کہ کلمہ طیبہ کے دونوں اجزاء یعنی توحید خداوندی اور توحید رسالت محمدیؐ کے انوار مجسم ہو کر والدین کی حقیقت کی صورت میں ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ قرآن میں خالق نے والدین کے کردار کو اپنی طرف نسبت دی ہے۔

حدیث نبویؐ ہے محبت سے والدین کے چہرہ اقدس کی زیارت کرنا حج کے برابر ثواب کا باعث ہے اور ایک حدیثؐ مبارکہ میں ہے کہ جو اپنے والدین کے لئے دعا بند کر دیتا ہے اس کا رزق قطع کر دیا جاتا ہے۔ ایک اور روایت میں مذکور ہے جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو

والدین کو ایک حج کا ثواب ہوتا ہے اور حج کرنے والے کے لئے نو (9) حجوں کا ثواب ہوتا ہے۔

قرآن اور احادیث میں مقام والدین کا تعین کر دیا گیا ہے اور مولف مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے دیئے ہوئے آئین میں والدین کے تعین شدہ مقام کے موضوع پر جامع' مدلل' مستند کتاب' لاکھ کرامت محمدیہ کے لئے ایک گراں قدر خدمت سرانجام دی ہے۔ خدا ان کو دونوں جہانوں میں اس کا اجر دے۔

(آمین)

ڈاکٹر کیپٹن محمد ظفر خاں

بی ایس سی' ایم بی' بی ایس' ایم پی ایچ' ایم بی اے

ایڈیشنل ایم اے، ا۔ سروسز ہسپتال لاہور

لا اُفِ

فطرت کا تقاضا

پکھیرو تنکا تنکا جوڑ کر اپنے لیے
ٹھکانا بناتا ہے تاکہ وہ اور اُس کے بچے
محفوظ اور خوش رہ سکیں۔

(مؤلف)

دیباچہ

الحمد اللہ وحدہ والصلوٰۃ السلام من لا نبی بعدہ

امابعد

کتاب ''لَا اُفِّ'' کا موضوع قرآن کریم کے ان اوامر اور نواہی اور واجبات میں سے ہے کہ جس کو محترم جناب میاں محمد شاد صاحب نے عام فہم اور انتہائی سہل انداز میں قرطاس کے حوالے کیا۔

اسلامی عبادات' معاشرتی نظام اور اطاعت والدین ایسے نمایاں خصائص کی بدولت بھی یہ عالمگیر اور ابدالاباد تک رہنے والا دین قرار دیا گیا ہے۔

تہذیب نو کے اثرات سیئہ کے باعث مغرب میں ان کا خاندانی نظام تہہ و بالا ہونے کو ہے۔

اولڈ ایجڈ ہومز (Old Aged Homes) اور مستقل پناہ گاہیں اس کی واضح مثال ہیں۔ ایسے حالات میں دین فطرت اسلام کی تعلیمات کی نشر و اشاعت وقت کا اہم فریضہ اور ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جلیل القدر کتاب کے فاضلِ مولف کو جزائے خیر اور تمام مسلمانوں کو اس سے بھرپور اور ہمہ گیر استفادہ کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

پروفیسر ڈاکٹر خالق داد ملک

چیئرمین

شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی اورنٹیل کالج لاہور

تعارف/تقریظ

جناب پروفیسر ڈاکٹر فضل کریم سابق ڈین فیکلٹی
آف انجینئرنگ وٹیکنالوجی پنجاب یونیورسٹی لاہور

آپ کسی تعارف کے محتاج نہیں- آپ کے ہزاروں نامور شاگرد دنیا بھر میں اہم عہدوں پر فائز ہیں۔ خود آپ بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں- تصنیف وتالیف کا ملکہ بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا ہے- آپ متعدد کتب کے مصنف ہیں جن میں (i) کائنات اور اس کا انجام (قرآن اور سائنس کی روشنی میں)- (ii) قرآن کے جدید سائنسی انکشافات - (iii) قرآن اور جدید سائنس حیرت آفریں (اکتشافات) پبلشرز فیروزسنز (پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور) عالمی شہرت کی حامل ہیں- یہ ایک بڑا دقیع اور تدبر تفکر کا کام کیا گیا ہے- ہر مسلمان مرد اور عورت کو ان کا مطالعہ کرنا ضروری ہے- کئی دوسری سائنسی کتب کے مصنف بھی ہیں- آپ ایک روشن خیال ادیب' تجزیہ نگار اور واضح افکار مصنف ہیں- خود عدیم الفرصت ہیں پھر بھی ان کی کمال مہربانی ہے کہ میری زیر نظر کتاب ''لااُف'' پر پیش لفظ لکھنا منظور فرمایا ہے-

(مؤلف)

میاں محمد سعید شاد مؤلف کتاب ہذا سے میری دیرینہ نیازمندی ہے- یہ لکھنے پڑھنے کے شائق ہیں اور لکھاریوں کے قدر دان بھی ہیں- اس لیے میں بھی اپنی طرف سے اظہار خیال کرنے سے انکار نہ کرسکا- میاں صاحب نظامت تعلیمات پنجاب سے فارغ ہوکر دو کام کررہے ہیں- صبح نماز فجر کے بعد تصنیف وتالیف اور وہ بھی قرآن وسنت کی روشنی میں اور دوسرے آج کے ایک نہایت گھمبیر اور سلگتے ہوئے مسئلہ یعنی بچوں کے لیے تلاش رشتہ میں بےلوث خدمات سرانجام دیتے ہیں- اسی (۸۰) سال کی عمر کے باوجود اللہ پاک نے صحت و تندرستی سے بھی نوازا ہوا ہے- آپ نے اب تک دس کتابیں تالیف کرلی ہیں جن کا مختصر تعارف کتاب ہذا کے آخری حصہ میں ملاحظہ فرمایا جاسکتا ہے-

2- محترمی جناب شاد صاحب ایک دردمند اور حساس طبیعت رکھتے ہیں- معاشرے کی برائیوں، دکھی لوگوں کے کام آنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں- آپ نے ایک دوست پروفیسر کے ناخلف گستاخ اور بے ادب بیٹے کو اپنے والد کے ساتھ مقدمہ بازی کی دل دوز داستان سن کر اس سچی کہانی کو قرآنی احکامات اور ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں فرضی کرداروں کے نام سے بیان کر کے دراصل آج کے دور کی ایسی ہی بے ادب اور باغی اولاد کو درسِ عبرت دیا ہے جو کسی نہ کسی طریقہ سے اپنے والدین کے لیے وجہ پریشانی بنی ہوئی ہے تاکہ شاید کوئی زیرِ نظر کتاب پڑھ کر توبہ کر لے اور والدین کے قدموں میں گر کر معافی لے کر اپنی آخرت سنوار لے- آج کے بگڑے ہوئے معاشرے میں یہ دکھ تو شاید گھر گھر میں ہو- اخبارات دیکھو، کسی دوست سے ملو، کسی مجلس میں بیٹھو یہی دکھڑے اکثر سننے میں آئیں گے- داناؤں کا کہنا ہے کہ گھر ایک سلطنت کی مانند ہے جہاں والدین بمنزل بادشاہ اور وزیر ہیں باقی افرادِ خانہ کا بینہ کی مانند ہیں- اگر ان میں کسی بھی وجہ سے بگاڑ پیدا ہو جائے تو وہ گھر جہنم کا نمونہ بن جائے گا- اگر ایسے خاندان میں کوئی حضرت نوح علیہ السلام کے اس نافرمان بیٹے جیسا نکل آیا جو طوفانِ نوح میں غرق ہونے لگا تو حضرت نوحؑ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اے پروردگار! اب میرے اہل وعیال کو بچانے کا جو وعدہ کیا تھا اب اسے پورا کر اور میرے بیٹے کو غرق ہونے سے بچا لے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ترجمہ (سورہ ہود) (46:11)" اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح! یقیناً وہ تیرے گھرانے سے نہیں اس کے کام بالکل ہی ناشائستہ ہیں- تجھے ہرگز وہ چیز نہیں مانگنی چاہیے جس کا تجھے مطلقاً علم نہ ہو- میں تجھے نصیحت کرتا ہوں تو جاہلوں میں سے اپنا شمار کرانے سے باز رہ-" گویا ایک طرح سے اللہ تعالیٰ نافرمان بیٹے کی جان بخشی کے لیے سفارش کرنے پر اظہارِ خفگی فرمایا ہے- لہٰذا جائے عبرت ہے اس گستاخ اور بے ادب اولاد کے لیے جو اپنے والدین کی بے عزتی اور توہین کرتی ہے- دوسری مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سعادت مند اور تابع فرمان بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ہے- جس نے جان تک قربان کرنے میں "اُف" بھی نہ کی- جس کا نام والد کی اطاعت شعاری اور فرماں برداری کے باعث قیامت تک تابندہ اور پائندہ رہے گا اور اس کی یاد ہر سال عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر منائی جاتی رہے گی-

اسلام چونکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی رہنمائی کے لیے قرآن نازل فرمایا اور اس کی تشریح کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی آخرالزماں بنا کر بھیجا تا کہ محشر کے دن کوئی لاعلمی کا بہانہ نہ تراش سکے۔ وہاں اعمال کی اچھائی اور برائی اعمال نامے میں درج شدہ سامنے آجائے گی۔ وہاں والدین کی گستاخ اور نافرمان اولاد یہ بہانہ نہ بنا سکے گی کہ اُسے کسی نے بتایا ہی نہ تھا کہ والدین کے سامنے ''اُف'' بھی نہیں کرنی تھی۔

3- مؤلف نے نہایت محنت سے قرآن کریم میں سے ان آٹھ مقامات کی نشاندہی کر دی ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے اولاد کو حکم دیا ہے کہ وہ بالخصوص ضعیف والدین کے ساتھ ہر حال میں حسنِ سلوک روا رکھے اور اپنے اعمال، کردار اور گفتار سے رنجیدہ نہ کرے۔ نیز ساتھ ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس موضوع پر احادیث مبارکہ کے حوالے بھی درج کر دیے ہیں تاکہ ان پر عمل کر کے ہر مسلمان بیٹا اور بیٹی آخرت سنوار سکے ان کا یہاں اعادہ کرنے کی بجائے مشورہ ضرور دوں گا کہ انہیں پوری توجہ اور غور کے ساتھ کتاب میں پڑھ کر عمل پیرا ہوں۔ مؤلف نے جہاں اولاد کے حقوق و فرائض کا تفصیلی ذکر کیا ہے وہاں والدین کے حقوق و فرائض جو اولاد کے لیے اللہ تعالیٰ نے متعین فرمائے ہیں ان میں سے بھی قارئین کو پوری طرح سے آگاہ کیا ہے تاکہ کسی پہلو کوئی خامی باقی نہ رہ جائے۔ اس بڑھتی ہوئی معاشرتی برائی کو روکنے کے لیے ضروری ہے کہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا بھی والدین اور اولاد کے حقوق و فرائض پر مباحثے اور تقاریر کا خاطر خواہ انتظام کریں جس میں قرآن وسنت کی روشنی میں گستاخ اور بے ادب اولاد کی اصلاح کے لیے ترغیب و ترویج دی جائے۔ جس کے نتائج انشاءاللہ حوصلہ افزا ہوں گے۔ زیر نظر کتاب چونکہ ایک طرح سے قرآن وسنت کے احکامات کی تلخیص ہے اس لیے حکومت کو چاہیے کہ اس کتاب یا اس کی تلخیص تمام کالجوں، سکولوں اور لائبریریوں میں منظور کرنے اور ساتھ ہی ساتھ نصاب میں شامل کرنے کا اہتمام کرے۔ اخبارات اور میگزین میں بھی اقتباسات شائع کرانے چاہییں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکمرانوں، وزیروں، مشیروں اور امیروں کو اس کتاب کی نسبتاً زیادہ ضرورت ہے۔ اس لیے کہ زر، زن اور زمین کے مسائل اور تنازعات ایسے گھرانوں میں زیادہ ہوتے ہیں۔ غریبوں کے پاس

''نہ ڈھگی نہ وچھی طبیعت رہے اچھی'' والی بات ہوتی ہے یعنی نہ ہوگا بانس نہ بجے گی بانسری!

5- زیرِ نظر کتاب واقعی ایک دردناک قصہ غم ہے- جسے مؤلف نے بڑی حکمت عملی سے اصلی کرداروں کے ناموں کی بجائے فرضی کرداروں کے ناموں سے بیان کیا ہے مگر حالات وواقعات کے تسلسل کو قائم رکھ کر تجسس کا ماحول قائم رکھا ہے تاکہ قاری کی دلچسپی قائم رہے اور وہ اکتا نہ جائے- مجھے محترمی میاں صاحب کی اس کتاب پر اظہار خیال کرتے ہوئے یک گونہ خوشی محسوس ہورہی ہے- اس لیے کہ اس طرح کے موضوعات پر اس انداز سے شاید ہی کسی نے لکھا ہو- اکثر حضرات قرآن اور تفسیر کے بیان تک ہی محدود رہتے ہیں- مزید یہ کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی اس حدیث مبارکہ پر خوب عمل کر دکھایا ہے ''بلّغوا عنّی ولو آیۃً ''یعنی میری طرف سے پہنچاؤ خواہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو'' میری دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم و معظم و محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس کتاب کو میرے عزیز دوست جناب میاں محمد سعید شاہ صاحبؒ کو محشر کے دن بخشش کا ذریعہ بنا دے اور بندہ عاجز کو بھی اس کارِ خیر میں حصہ لینے پر بخش دے۔ اس لیے کہ

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

(شیخ سعدیؒ)

پروفیسر ڈاکٹر فضل کریم
سابق ڈین فیکلٹی آف انجینئرنگ و ٹیکنالوجی
پنجاب یونیورسٹی، لاہور
47- رضا بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
فون گھر: 7446065

ابتدائیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

آیاتِ مقدّسہ/ترجمہ

۱۔ ربّ اشرح لی صدری ۝

اے میرے پروردگار! کشادہ فرمادے میرے لیے میرا سینہ۔

۲۔ وَيَسِّرْلِيْ اَمْرِيْ ۝

اور آسان فرمادے میرے لیے میرا یہ مشکل کام۔

۳۔ وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝

اور کھول دے گرہ میری زبان کی۔

۴۔ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۝

تاکہ (لوگ) میری بات (خوب) سمجھ سکیں۔

(سورۃ طٰہٰ 25:20 تا 28)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ط اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْ هُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝

(سورۃ بنی اسرائیل 23:17)

ترجمہ

اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر بڑھاپے کو پہنچ جائے تمہاری زندگی میں ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں تو انھیں اف تک مت کہو اور انھیں مت جھڑکو اور جب ان سے بات کرو تو بڑی تعظیم سے بات کرو۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا ۝ؕ

(سورۃ بنی اسرائیل 24:17)

ترجمہ

اور جھکا دو ان کے لیے تواضع و انکساری کے پر۔ رحمت و محبت سے اور عرض کرو اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم فرما، جس طرح انھوں نے بڑی محبت اور پیار سے مجھے پالا تھا جب میں بچہ تھا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

(سورۃ سبا 28:34)

ترجمہ

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ (حضور علیہ الصلوۃ والسلام) کو مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر (خوشخبری سنانے والا) اور نذیر (ڈر سنانے والا) بنا کر۔ لیکن اس حقیقت کو اکثر لوگ نہیں جانتے۔

(سورہ النحل (آیت 78)

ترجمہ

اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں نکالا ہے تمہیں تمہاری ماؤں کے شکموں میں سے اس حال میں کہ تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے اور بنائے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل تا کہ تم قرآن بیش بہا نعمتوں پر شکر ادا کرو۔

تصنیف وتالیف

(خدادا نعمت)

تصنیف وتالیف کا ملکہ اللہ تعالیٰ کی خاص نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے جو ہر کسی کو عطا نہیں ہوتی دنیا میں بے شمار عالم وفاضل ہونگے مگر ان کا علم وہنر ان تک ہی محدود رہتا ہے عوام الناس مستفیض نہیں ہو پاتے۔ سب سے پہلی کتاب کیا خود اللہ تعالیٰ نے لکھی اور فرمایا

''ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ''(1:2)

یہ مقدس کتاب قرآن کریم ہے جو جن وانس کے لیے ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔

خاص الخاص نعمتوں کا ذکر رسول (ﷺ) کی اس حدیث میں کیا گیا ہے:

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو خاص طور پر نعمتیں اس لیے دیتے ہیں تاکہ وہ لوگوں کو فائدہ پہنچائیں۔ جب تک وہ لوگوں کو نفع پہنچاتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان کو ان نعمتوں ہی میں رکھتے ہیں اور جب وہ ایسا کرنا چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے نعمتیں لے کر دوسروں کو دے دیتے ہیں۔'' (طبرانی، جامع صغیر)

دنیا کی سب سے پہلی نعت

بزبان حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

(عربی متن دستیاب نہیں اردو ترجمہ ملا ہے)

اے میرے چاند تیری یاد کا غم
مدتوں سے ہے میرے دل کا رفیق
چشمِ مشتاق میری دیدہ خوناب میرا
تیرے چہرے کی سحر کا متلاشی کب سے
تیرے اوصاف حمیدہ کا بیاں اور خدیجہ کی زباں
بس میرے دل کی گواہی کے لیے کافی تھا
کہ وہ موعود نبی ﷺ تیرے سوا کوئی نہیں
چشمِ مشتاق میری جس کے لیے چشم براہ

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

لَنَا شَمْسٌ وَّ لِلْاٰفَاقِ شَمْسٌ
اک ساڈا سورج تے اک اساناں دا سورج
وَ شَمْسِیْ خَیْرٌ مِّنْ شَمْسِ السَّمَاءِ
تے میرا سورج اسمانی سورج توں بہتر اے
فَاِنَّ الشَّمْسَ تَطْلَعُ بَعْدَ فَجْرِ
اسمانی سورج فجر توں بعد نکل دا اے
وَ شَمْسِیْ طَالِعٌ بَعْدَ الْعِشَاءِ
تے میرا سورج عشاء توں بعد چڑھدا اے
(یعنی رات نوں عبادت وچ رجھا رہندا اے)

☆☆☆

مَتٰی یَبْدُ فِی الدَّاجِی الْبَهِیْمِ جَبِیْنُهٗ
انھیری راتے آپ ﷺ دا متھا وسدا اے
یَلُحْ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجَی الْمُتَوَقِّدِ
تے انج چمکدا اے جویں روشن چراغ
فَمَنْ كَانَ اَوْ مَنْ قَدْ یَكُوْنُ كَاَحْمَدٍ
رسول خدا ورگا کون ہوا تے کون ہووے گا
نِظَامٌ لِّحَقٍّ اَوْ نَكَالٌ لِّمُلْحِدٍ
اسلامی نظام دا نافذ کار تے منکراں الٰہی سزا کار حاکم

انتساب

1

بلاتفریق مذہب وملت دنیا بھر کے ہر ایسے ——— بوڑھے والدین کے نام
جو اپنی بے ادب اور گستاخ اولاد کے ہاتھوں دکھی ہیں۔ اللہ انھیں سکھی فرمادے۔

2

ایسی جوان اولاد کے نام جو قرآن وسنت کے احکامات سے
سرتابی کر کے اپنے ضعیف والدین کو دُکھی کرتے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب
پڑھ کر اپنے والدین سے معافی لے کر اپنی آخرت سنوار لیں۔

خیر اندیش
میاں محمد سعید شاد

مقام عبرت

آیئے دیکھتے ہیں آج سے تقریباً چھ صد سال پہلے حافظ شیرازیؒ نے پسران و دُختران کا والدین کے ساتھ سلوک کا کس طرح سے نقشہ باندھا ہے۔ پہلے حافظ صاحب کے حالاتِ زندگی پڑھیے:

حافظ شیرازی۔ خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی فارسی کے بہت بڑے غزل گو شاعر آٹھویں صدی ہجری کے اوائل میں ایران کے مشہور مردم خیز خطے شیراز میں پیدا ہوئے۔ آغاز ہی سے شعر و تصوف کے مطالعہ کے شوقین تھے جو انہوں نے شیخ محمود عطار سے حاصل کیا۔ اس کے بعد کچھ عرصے تک وہ اپنے مربی اور سرپرست حاجی اقوام الدین کے قائم کردہ مدرسے میں تفسیر قرآن کی تعلیم دیتے رہے۔ انہوں نے حافظ تخلص اس لیے اختیار کیا وہ قرآن مجید کے حافظ تھے۔ حافظ چونکہ فطرتاً بہت وسیع المشرب تھے۔ اس لیے تنگ نظر اہل ظاہر کی صحبت ان کے لیے ناگوار ثابت ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے تصوف اور شاعری کی طرف اور زیادہ توجہ کی۔ ان کے رفقا ان اشغال کو پسندیدہ نہ سمجھتے تھے۔ اس کش مکش کا سراغ ان کے کلام میں بھی ملتا ہے کہ وہ شیخ' زاہد اور واعظ اور صوفی پر بے دردی سے طنز اور رندوں مے کشوں سے محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ اگرچہ خواجہ حافظ قطعات قصائد' رباعیات اور مثنویات میں بھی فرد ہیں لیکن ان کی شاعری کا اصل میدان غزل ہے اور دیوان حافظ ہی وہ کتاب ہے جس پر ان کی عظمت کا قصر کھڑا ہے۔ حافظ کے مقبرے پر جو قطعہ تاریخ درج ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ نے خاصی عمر پائی اور ۷۹۱ھ (۱۳۸۸ء) میں انتقال کیا۔

ایں چہ شوریست؟

(یہ کیا شوروغوغا ہے؟)

ایں چہ شوریست کہ در دورِ قمر مے بینم　　ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر مے بینم
یہ کیا شور ہے کہ میں چاند کے دور میں دیکھتا ہوں
سارے جہاں کو فتنے اور شر سے پُر دیکھتا ہوں

ہر کسے روز بہی مے طلب از ایام　　مشکل این است کہ ہر روز بتر مے بینم
ہر شخص بہتر کا روز زمانے سے طلب کرتا ہے
مگر مشکل یہ ہے کہ میں ہر روز بدتر دیکھتا ہوں

ابلہاں را ہمہ شربت ز گلاب وقنداست　　قوتِ داناں ہمہ از خونِ جگر مے بینم
بے وقوف تو شربتِ گلاب اور قند اڑاتے ہیں
جب کہ عقل مند کی غذا خونِ جگر دیکھتا ہوں

اسپ تازی شدہ مجروح بذیر پالان　　طوقِ زریں در گردنِ خر مے بینم
عربی النسل گھوڑا پالان کے نیچے زخمی ہو گیا ہے
جب کہ گدھے کی گردن میں سونے کی زنجیر دیکھتا ہوں

دختران را ہمہ جنگ وجدل است باما در　　پسراں را ہمہ بدخواہ پدر مے بینم
بیٹیوں کا ماؤں کے ساتھ لڑائی جھگڑا ہے
بیٹے بھی باپ کے بدخواہ ہو گئے ہیں

ہیچ رحمے نہ برادر بہ برادر دارد　　ہیچ شفقت نہ پدرا را بہ پسر مے بینم
بھائی کو بھائی کے ساتھ کچھ مہربانی نہیں
نہ باپ کو شفقت بیٹے کے ساتھ دیکھتا ہوں

پندِ حافظ بشنو خواجہ برد نیکی کن　　از آنکہ ایں پند بہ از دُر د گوہر مے بینم
اے خواجہ حافظ کی نصیحت سن جا اور نیکی کر
کیونکہ میں اس نصیحت کو موتی اور جواہر سے بہتر دیکھتا ہوں

(حافظ شیرازیؒ)

سُخن ہائے گفتنی

از

(مؤلف)

نام اس کتاب کا ''لَا اُفِّ'' قرآنِ عزیز کی سورہ بنی اسرائیل (17) کی آیت نمبر 23 سے اخذ کیا گیا ہے۔ پوری آیت اور اس کا ترجمہ صفحہ نمبر 9 اور 10 پر ملاحظہ ہو۔ یہ مسلمہ اصول ہے کہ ہر خالق اپنی ایجاد کو زیر کار لانے کے لیے گائیڈ بک مہیا کرتا ہے تاکہ اس میں دی گئی ہدایات کے مطابق اسے زیر استعمال لایا جائے ورنہ وہ ایجاد محض ایک بیکار شے ہوگی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کائنات کا خالق ہے اور اس میں بسنے والی تمام مخلوق کا بھی خالق ہے۔ کائنات ان گنت مخفی قوتوں پر محیط ہے۔ جس میں کارکنانِ قضاء وقدر خود بخود اپنے اپنے نظام کے تحت مصروف کار ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا فرمائی جسے جمادات، نباتات اور حیوانات سے مزین کیا۔ اس کے اندر بھی ان گنت خزانے اور عجوبے پیدا فرمائے اور اپنی پہچان کروانے کے لیے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی۔ ان کی دل بستگی کے لیے انہی کی جنس سے حضرت حوا علیہ السلام کو پیدا کیا اور جنت میں مقیم فرمایا۔ بعد کے حالات سے ہر مسلمان واقف ہے مگر دنیا کی آبادی کے متعلق قرآن عزیز میں اس طرح سے وضاحت فرمائی گئی ہے:

''اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے پیدا فرمایا تمہیں ایک جان
(آدم علیہ السلام) سے اور پیدا فرمایا اسی سے جوڑا (حوا علیہ السلام)
اسی کا اور پھیلا دیئے ان دونوں سے مرد کثیر تعداد میں اور عورتیں کثیر
تعداد میں۔''
ترجمہ (سورہ نساء 1:4)

2- خالق ارض و سماء نے بڑھتی ہوئی مخلوق کو گروہ اور قبیلوں میں بانٹ دیا۔ سورۃ الحجرات 13:49 کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

''اے انسان! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے اللہ جاننے والا اور خبردار ہے۔''

3- اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسانی نسل کی بقا کا اہتمام فرمایا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ (ترجمہ سورہ الفرقان 54:25):

''اور وہی ہے جس نے پانی سے بنایا آدمی، پھر اس کے رشتے اور سسرال مقرر کیے آپ کا رب بڑی قدرت والا ہے۔''

گویا انسانی نسل کی بقا کے لیے سلسلہ توالد و تناسل قائم کیا۔ قرآنِ مجید میں اسی بارے میں یہ ارشاد ہے (سورۃ روم 21:30) کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اور اس کی (قدرت کی) کی نشانیوں میں (ایک نشانی) یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تا کہ ان کی طرف مائل ہو کر سکون حاصل کرو۔ اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کی۔ بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔''

4- اسی طرح خالق ارض و سماء نے (سورہ الاعراف 189:7) میں فرمایا ہے: ترجمہ:

''وہ اللہ ہی ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ (وہ) اس سے سکون (خاطر) حاصل کرے۔''

5- نسلِ انسانی میں اضافے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے نکاح کا حکم فرمایا۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (سورۃ بقرہ 187:2) ترجمہ

''وہ (بیویاں) تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔''

(سورہ نساء 3:4) ترجمہ

''جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان میں سے دو دو، تین تین اور چار چار عورتوں سے نکاح کرلو۔ پھر اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ کئی عورتوں سے انصاف نہ کرسکو گے تو ایک عورت (کافی ہے) یا لونڈی جس کے تم مالک ہو۔''

6- توالد و تناسل کے اسی سلسلہ سے دنیا کی آبادی بڑھتی گئی اور انسانوں میں کئی طرح کی خرابیاں پیدا ہونا شروع ہو گئیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو سکھانے کے لیے پیغامبر اور رسول مبعوث فرمائے جن کو اپنی طرف سے ضابطہ اخلاق دیا اور ہدایت فرمائی کہ اپنی اپنی امت کو اس ضابطہ کے مطابق زندگی بسر کرنے کا پابند کیا جائے۔ رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ چلتا رہا۔ جن امتوں نے اپنے پیغامبروں اور رسولوں کی نافرمانی کی اُن پر عذاب آتے رہے۔ قومیں صفحۂ ہستی سے مٹتی اور جنم لیتی رہیں تا آنکہ نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ مبعوث ہوئے۔ جن کو قرآن عزیز بطور ضابطہ اخلاق عطا فرمایا جس کے مطابق دنیا کے تمام انسانوں کو انسانیت کے گر سکھانے کے لیے آخری اور حتمی اصول وضع فرما دیئے جس میں مذہب و ملت کی تفریق نہ ہے اور عوام الناس کو ان سے مستفید ہونے کے تمام مواقع مہیا کیے گئے۔ چونکہ قرآن ایک الہامی کتاب ہے جو بذریعہ وحی رسالت مآب ﷺ پر 23 سال تک نازل ہوتی رہی جس کے اسرار و رموز صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کے درمیاں مخفی تھے جس کی تشریح کیے بغیر عوام الناس کے لیے اصلاح احوال کرنا ممکن نہ تھا۔ لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احکامات الٰہیہ کی تشریح اور وضاحت بھی فرما دی تاکہ بعد میں کوئی عذر اور بہانہ نہ کر سکے، آمد وحی کا یہ سلسلہ قرآنی آیات پر اختتام پذیر ہوا۔ (سورہ المائدہ 50: ترجمہ):

''آج میں نے تمہارے (رسالت مآب ﷺ) کے لیے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین کے پسند کر لیا۔''

7- اللہ تعالیٰ نے قرآنی احکامات اور امر و نواہی کو بھی آسان فرما دیا تاکہ انھیں سمجھنے

میں کوئی دشواری نہ ہو۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے: (سورۃ القمر 17:54) ترجمہ:

''اور ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے۔
سو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔''

8- قرآن ایک رہنما کتاب ہے ایک مکمل دستورِ حیات ہے۔ ایسا دستور جو تمام دنیا کے دستوروں سے اعلیٰ و برتر ہے۔ جو قومیں اس دستور کو چھوڑ کر کسی اور آئین زندگی اپناتی ہیں وہ بالآخر ذلیل و رسوا ہوتی ہیں۔ جس طرح انسانی زندگی کے لیے قرآن ایک جامع اور مکمل دستورِ حیات ہے اس طرح خود اسلام بھی ایک ایسا مکمل نظامِ حیات ہے جو زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی کرتا ہے۔ مگر عملی طور پر اس کی تعلیمات کو اپنانا اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک کوئی عملی نمونہ انسانوں کے پاس موجود نہ ہوتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لیے صرف قرآن نازل کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اِس کی عملی وضاحت کے لیے اپنے محبوب نبی مکرم و معظم ﷺ کو مبعوث فرمایا تا کہ پہلے آپ ﷺ خود عمل کر کے دکھائیں۔ چنانچہ سورہ الاحزاب کی آیت 21 میں فرمایا (ترجمہ):

''یقیناً اللہ کے رسول میں ہے ایک نمونہ تم میں سے اس کے لیے جو اللہ
اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہے۔''

9- گویا شرعی اعتبار سے اسلام کا یہ مطلب ہے کہ خدا کے احکام جس طرح وہ قرآن میں نازل ہوئے ہیں بے چون و چرا۔ بلا حیل و حجت پورے دلی اخلاص کے ساتھ ان کی اطاعت کرے اور اس انداز میں اطاعت کرے جس کا نقشہ سنت مطہرہ میں ملتا ہے کیونکہ قرآن حکیم کے ارشادات کا واجب العمل نمونہ وہی ہے جو شریعت کے عین مطابق ہو۔ شرع اور شریعت کیا ہے؟ شرع سے مراد مسلمانوں کا وہ مقدس قانون ہے جس میں قرآن مجید کی تعلیمات، احکامات اور احادیث نبوی ﷺ شامل ہیں۔ اسلامی نظامِ زندگی کا ایک ایسا جامع اور مربوط ضابطہ عمل ہے جس میں قرآن پاک، حدیثِ نبوی ﷺ، فقۂ اسلامی اور اجتہاد کے موضوعات شامل ہیں۔ شرع شریف کو شریعت اسلامی کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ شرع کے لفظی معنی چلنا اور آغاز کرنا وغیرہ بھی ہیں اور شریعت سے مراد خدا کے مقرر کردہ

قوانین ہیں جن کی پابندی ہر مسلمان پر لازم ہے. شریعت کہلاتے ہیں۔ شریعت کا دیوانی اور فوجداری ضابطہ مکمل ترین مجموعہ قوانین ہے جسے خالقِ کائنات کی ہدایت کے مطابق تشکیل دیا گیا ہے۔ شریعت میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق جامع اور واضح قوانین موجود ہیں۔ دراصل شریعت اعمال کی اچھائی اور برائی کی جانچ کی بنیاد ہے۔ خلافِ شرع اعمال چاہے وہ بظاہر کتنے ہی اچھے معلوم ہوں ضرر سے خالی نہیں ہو سکتے۔ شریعت کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی رضا اور مشیت پر مبنی ہے۔ اسی لیے کسی فرد یا جماعت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس پر تنقید کرے یا اس میں اپنی مرضی کے مطابق کوئی تبدیلی کرے اس لیے شریعت دنیا کے دوسرے مجموعہ ہائے قوانین سے اس معاملے میں مختلف ہے۔ آنحضرت ﷺ جو عالمگیر شریعت اور دائمی ہدایت لے کر آئے ان تعلیمات کی ہمہ گیری اور ہمہ رسی سے انسانی زندگی کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا پہلو بھی نظر انداز نہیں ہوا۔ کتاب وسنت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا اور عمل پیرا رہنا فی الحقیقت اسلام ہے۔ شریعتِ محمدیؐ ان چار عنوانات کا مجموعہ ہے:

1- عقائد　　2- عبادات

3- معاملات　　4- اخلاقیات

10- مذکورہ عنوانات کی وضاحت مختصراً اس طرح سے کی جا سکتی ہے:

1- بندے اور خالق کے درمیان رابطہ و واسطہ واضح کرنے والے احکام جو ذہنی قویٰ اور قلبی حالات سے تعلق رکھتے ہوں تو وہ ''عقائد'' کہلاتے ہیں اور ان پر جم جانے کا نام ''ایمان'' ہے۔

2- جن احکام کا تعلق بندے کے جسم اور مال سے ہے وہ ''عبادات'' ہیں۔ نماز، روزہ بدنی عبادات ہیں۔ زکوٰۃ مالی وتمدنی عبادت ہے۔ کلمۂ توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کو اسلام کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔

3- جو احکام بندے اور اس کے ہم جنسوں یا بندے یا دوسری مخلوق کے روابط سے متعلق ہیں اور انہیں قانونی حیثیت حاصل ہو تو وہ ''معاملات'' کہلاتے ہیں۔

4- اگر ان کی حیثیت روحانی نصیحتوں اور برادرانہ ہدایتوں کی ہو تو ان کا نام "اخلاق" ہے۔

5- قرآن حکیم کا فلسفہ یہ ہے کہ نیکی اور بدی کا بنیادی شعور فطرتِ انسانی میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح انسان کو ظاہری استعداد دی ہے جیسے سماعت، بصارت، قوتِ گویائی تعقل وغیرہ ویسے ہی فطرتِ انسانی میں کچھ باطنی استعدادات بھی مضمر ہیں۔ جن کے ساتھ انسان کو دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فطری طور پر وہ جانتا ہے کہ نیکی کیا اور بدی کیا ہے؟ چونکہ دین اسلام ایک ہمہ گیر عالمی ضابطۂ اخلاق ہے جو دنیا کے تمام انسانوں پر بلا تفریق مذہب و ملت لاگو ہے جیسا کہ خود پروردگار عالم نے اپنے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے بتلایا کہ (سورہ سبا 34 آیت نمبر 28) ترجمہ:

"اور ہم نے تو آپ کو سارے ہی انسانوں کے لیے (پیغامبر بنا کر) بھیجا ہے۔ بطور خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے کے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔"

11- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآنی احکامات اور امر و نواہی یعنی کچھ کام ایسے جسے کرنے اور بعض ایسے امور جن سے بچنے کی ہدایت فرمائی۔ ان امور کا تعلق انسانی زندگی کے ہر شعبہ سے ہے چاہے وہ گھریلو ہو، مذہبی ہو، سماجی ہو، ازدواجی ہو۔ عائلی ہو، معاشی ہو یا معاشرتی ہو یا سیاسی ہو غرضیکہ ہر انسان جس میں عورت بھی شامل ہے۔ اسوۂ حسنہ پر عمل کر کے اپنی دین و دنیا سنوار سکتا ہے۔ زیر نظر کتاب کی تدوین و تالیف کی تحریک یوں ہوئی کہ فی زمانہ اولاد والدین کے ساتھ بڑی گستاخی اور بے ادبی سے پیش آ رہی ہے۔ ہر روز دکھی والدین کی طرف سے اخبارات میں متعدد "عقوق نامے" شائع ہو رہے ہیں اس کے علاوہ اخبارات میں اسی طرح کی کئی دکھ بھری خبریں بھی شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اسی دوران میں میرا ایک عزیز دوست اپنے بیٹے کے گستاخانہ اور غاصبانہ رویہ کا شکار ہو گیا۔ تب مجھے یہ خیال غالب آیا کہ

اس بارے میں نوجوان اولاد کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات سے آگاہ کرنا چاہیے مبادا اولاد کی طرف سے ایسی حرکات احکاماتِ الٰہیہ سے لاعلمی کی وجہ سے سرزد ہو رہی ہوں، اور یہ امید بھی ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر یقیناً کئی بگڑے ہوئے نوجوان توبہ کرلیں گے اور اپنے عمر رسیدہ والدین سے معافی لے لیں گے جس کا ثواب مؤلف کو بھی مل جائے گا۔

12- میں آپ کو جو دردناک، غمناک اور دکھ بھری داستان سنانے جا رہا ہوں، حرف بحرف سچی ہے جس کا خود چشم دید گواہ ہوں۔ اس واقعہ کے کردار تو بالکل اصلی ہیں صرف نام و مکان وغیرہ کی تبدیلی کی گئی ہے۔ والد کو زاہد کہہ لیتے ہیں۔ والدہ زاہدہ اور متعلقہ بیٹے کا فرضی نام زید رکھ لیتے ہیں۔ اس واقعہ میں ایک احسان فراموش کردار اور بھی ہے جو کہ زید کا فرسٹ کزن ہے اسے بکر کہہ لیتے ہیں- یاد رہے گھر ایک چھوٹی سی سلطنت کی مانند ہوتا ہے۔ جہاں والد سرپرست اعلیٰ والدہ (وزیراعظم) اور باقی افراد خانہ درجہ بدرجہ وزیر وغیرہ ہوتے ہیں۔ اس پورے نظام کو اللہ تعالیٰ کے احکامات جن کی وضاحت رسول کریم ﷺ نے فرما دی ہے کے مطابق چلانا ہی معاشرے میں درستی کا سبب بن سکتا ہے اس کے برعکس گھریلو زندگی ایک دردناک عذاب بن کر رہ جاتی ہے اس میں کوئی شک نہیں جہاں والدین کے اگر کچھ حقوق اولاد پر ہیں وہاں اولاد کے بھی حقوق ماں باپ پر ہیں۔ ان دونوں پہلوؤں پر انشاء اللہ قرآن وسنت کے حوالوں سے روشنی ڈالی جائے گی۔ مگر آیئے پہلے اس دکھی گھرانے کی داستان پڑھیں اور دیکھیں کہ جوان اولاد نے اپنے بوڑھے والدین کے ساتھ کس قدر بدتمیزی اور گستاخی کی۔ ایک زمانہ تھا جب اولاد والدین کے خلاف سرتابی کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ علماء مساجد میں قرآنی احکامات اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات بیان کرتے رہتے تھے۔ مگر جب سے الیکٹرانک میڈیا نے زور پکڑا ہے اور علماء بھی اپنے فروعی اختلافات میں الجھ گئے ہیں تب سے معاشرے میں بہت بڑا فساد برپا ہو گیا ہے۔ زر، زن اور زمین کے تنازعات میں ہوش ربا اضافہ ہو رہا ہے۔ جوان اولاد جب اسی آزادانہ ماحول میں پروان چڑھے گی اور کوئی انھیں والدین کے حقوق سے کسی طور آگاہ کرنے والا نہ ہوگا تو نتیجہ وہی نکلے گا جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ یہ مسئلہ گھر گھر کا ہے۔ اکثر والدین اپنی عزت کی خاطر سلگ

سلگ کر مر جاتے ہیں۔ کبھی کبھار اخبارات میں ایسے المناک واقعات شائع ہو جاتے ہیں۔ ''مگر عاق نامے'' تو ہر اخبار میں بکثرت شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ان حالات میں علماء، ادباء اور کالم نگاروں کے لیے لازمی ہے کہ اس اہم ترین موضوع پر قرآن وسنت کی روشنی میں نوجوان نسل کو آگاہ کرتے رہیں۔ میری یہ کاوش بھی اسی پہلو کی ایک کڑی ہے۔ چند واقعات کا تحریری ثبوت بھی پیش کیا جائے گا۔

13- ان چند ابتدائی کلمات کو اسی حدیث مبارک کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''جو اپنی عمر میں اضافہ اور رزق میں ترقی چاہتا ہے اسے اپنے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا چاہیے۔'' داعی الی الحق۔

میاں محمد سعید شاد

12 ربیع الاول 1428 ہجری

یکم اپریل 2007ء

حصہ دوم

دکھ بھری کہانی!

نہ سنتے جو تم غیروں کی زبانی
بڑی دکھ بھری تھی میری کہانی

نوٹ

اس داستانِ دل خراش میں جن کرداروں کا ذکر آئے گا ان کے فرضی نام اس طرح سے ہیں:

والد	زاہد
والدہ	زاہدہ
گستاخ بیٹا	زید
کزن	بکر

داستانِ غم

آغاز اس غم ناک اور دکھ بھری داستان کا اقبالؒ کے اس شعر سے کیا جا رہا ہے کہ:

نہیں منت کشِ تابِ شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

بیٹوں کے ہاتھوں دکھی والد زاہد نے جو خود علم و ادب میں ایک خاص نام اور ممتاز مقام رکھتا ہے، اپنی داستانِ غم سنانے سے پہلے ان اشعار کا سہارا لیا:

1

کچھ قمریوں کو حفظ ہیں کچھ بلبلوں کو یاد
عالم میں ٹکڑے ٹکڑے مری داستان کے ہیں

2

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

ترجمہ: مجھے بیگانوں سے کوئی گلہ وشکوہ نہیں۔ میرے ساتھ جو ظلم کیا وہ تو میرے اپنوں نے ہی کیا۔

3

جن پتھروں کو ہم نے عطا کی تھیں دھڑکنیں
جب بولنے لگے تو ہمیں پر برس پڑے

4

سحر کی شب نالۂ دل وہ صدا دینے لگے
سننے والے رات کٹنے کی دعا دینے لگے
باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

(ثاقب لکھنوی)

5

پڑھی نماز جنازہ ہماری غیروں نے
مرے تھے ہم جن کے لیے وہ رہے وضو کرتے

6

یہ سوچا تھا کہ پتھر بن کے جی لوں
اب اندر سے پگھلتا جا رہا ہوں

7

جانتا ہوں اک شخص کو میں بھی منیر
غم سے پتھر ہو گیا لیکن رویا نہیں

8

بیٹے کو ماں کی نصیحت

چہ خُوش گفت زالے بفرزندِ خویش — چو دیدش پلنگ افگن و پیلتن
گر از عہد خُردیت یاد آمدے — کہ بے چارہ بُودی در آغوشِ من
نہ کر دی دریں روز برمن جفا — کہ تُو شیر مردی و من پیر زن

ترجمہ:

کہی کیا خُوب اک بُڑھیا نے یہ بات اپنے بیٹے سے
جو دیکھا اُس کو زور آور، قوی بازُو و روئیں تن
تجھے گر یاد ہوتی بے بسی وہ اپنے بچپن کی
مِری آغوش میں جب کچھ نہ کر سکتا تھا جُز شیون
تو یوں جور و جفا مجھ پر نہ کرتا آج تُو ہرگز
کہ میں اِک ناتواں بُڑھیا ہوں اور تُو مردِ شیر افگن

9

نالائق اولاد

زنانِ بار دارا‌ے مردِ ہشیار | اگر وقتِ ولادت مار زایند
ازاں بہتر بنزدیکِ خرد مند | کہ فرزندانِ ناہموار زایند

ترجمہ:

سُن اے مردِ جوان! یہ نکتہ باریک تو مجھ سے۔کوئی عورت اگر وقتِ ولادت سانپ جنتی ہے تو اے اہلِ عقل کے نزدیک سو بار اس سے بہتر ہے اگر وہ ماں کسی فرزند نالائق کی جنتی ہے۔

10

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابل میراثِ پدر کیوں کر ہو

(جوابِ شکوہ)

ترجمہ:

2 ان اشعار نے مجھے بھی غمگین کر دیا اور آنکھیں اشک ریز ہو گئی۔یوں کچھ دیر ماحول اداس رہا۔پھر زاہد نے ایک سرد آہ بھری اور کہا کہ اس نے بیٹے کی گستاخی کے تمام حالات بذریعہ خط اپنے ایک نہایت مخلص مشہور کالم نگار روزنامہ ایکسپریس کو لکھ کر بھیجے تھے اور ان سے مشورہ طلب کیا تھا۔

(i) زاہد (باپ) کا خط کالم نگار کے نام: Annex-I

(ii) ان کا جواب زاہد کے نام: Annex-II

(iii) ان کا خط براہ راست زید کے نام: Annex-III

Annex-I

زاہد کا خط کالم نگار کے نام

برادر جان برابر! السلام علیکم ورحمتہ اللہ، مزاجِ گرامی؟ امید ہے حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کی مطلوبہ غزل ''منم آں قطرۂ شبنم بنوکِ خاری رقصم'' مل گئی ہوگی۔ آج کا میرا یہ خط بھی اسی غزل کے اس شعر کی نشان دہی کرے گا کہ میرا حقیقی بیٹا مجھے جان سے مارنے پر تلا ہوا ہے۔

تو آں قاتل کہ از بہر تماشا خونِ من ریزی
من آں بسمل کہ زیرِ خنجرِ خونخواری رقصم

اور سنئے:

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

(مہتاب رائے تاباں)

2 نوجوان صاحبِ اولاد بیٹے نے پچھلے کئی ماہ سے ادھم مچا رکھا ہے۔ مکان کی بالائی منزل پر ناجائز قابض ہے میں درگزر کر رہا ہوں۔ مگر آج تو گستاخی کی حد کر دی کہ مجھے ایک وکیل کی طرف سے "Legal Notice" بھجوا دیا ہے میری حالت تو پہلے ہی غیر تھی گویا۔

سینہ ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

3 تاہم بتایئے اب اس مشکل گھڑی میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟ آپ دانا و بینا ہیں۔ دنیوی نشیب و فراز سے بخوبی واقف ہیں۔ امید ہے کوئی صائب رائے ہوگی۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا اگر بیٹے کو براہ راست ایک نصیحت نامہ بھیج دیں شاید یوں اس کی دنیا بدل جائے!

4 روز نامہ ایکسپریس میں آپ کا کالم پڑھ کر لطف اندوز ہوتا ہوں۔ اللہ آپ کو صحت و تندرستی کے ساتھ طویل عمر عطا فرمائے اور زورِ قلم اور بڑھائے۔ آمین۔ ہاں آپ نے فارسی کا ایک مشہور قطعہ اپنے کالم زیرِ لب میں جو لکھا ہے وہ درست اس طرح سے ہے۔

ہر بلائے کہ آسماں آید
گرچہ بر دیگراں قضا باشد
بر زمیں نہ رسیدہ می پرسد
خانۂ انوری کجا باشد؟

غم زدہ (زاہد)

Annex-II

کالم نگار کا خط زاہد کے نام

محترم زاہد صاحب تسلیمات!

سب سے پہلے تو دست بستہ ہو کر معافی کا خواستگار ہوں چند روز تو میں آپ اور آپ کے بیٹے کی خط و کتابت پڑھ کر ذہنی طور پر ماؤف سا ہو گیا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کیا جواب دوں اس آج کل میں دیر ہوتی رہی پھر اچانک خود میرے اردگرد اپنے مسائل کا انبار لگ گیا۔ کچھ قریبی رشتہ داروں نے آپس میں قتل مقاتلہ شروع کر دیا تھا۔ آخر کار اب کہیں جا کر ان کے درمیان راضی نامہ کرنے میں کامیابی ہوئی۔

محترم من! سمجھ میں نہیں آتا کہ مَیں آپ کو برخوردار کے سلسلے میں کیا مشورہ دوں جب میرا ذہن اتنا پریشان ہو گیا تو آپ کے دل پر کیا گزرتی ہو گی۔ ان حالات میں لوگ طرح طرح کے طریقے اختیار کرتے ہیں۔ سختی نرمی دونوں سے کام لیا جا سکتا ہے۔ لیکن میں آپ کو سختی کی بجائے نرمی کا مشورہ دوں گا۔ کیونکہ اولاد ایک عضو کی طرح ہوتی ہے۔ اگر اسے کاٹ کر الگ بھی کر دیا جائے تو اور زیادہ دکھی ہونا پڑتا ہے۔

میرا خیال ہے کہ اولاد کے مقابلے میں شکست کھانا والدین کے لیے کوئی بری بات نہیں ہوتی کیونکہ یہ اپنے آپ سے شکست کھانا ہوتا ہے۔ رسی اور بھی ڈھیلی کر دیجیے۔ کیونکہ جب آپ کسی بیل یا دوسرے جانور کو پالتے ہیں تو جب تک وہ رسی کا پابند ہوتا ہے تب تک آپ اسے جہاں چاہے لے جا سکتے ہیں روک سکتے ہیں اور باندھ سکتے ہیں لیکن اگر وہ ایک مرتبہ بے قابو ہو کر دوڑ پڑے اور آپ پھر بھی رسی کھینچتے رہیں تو یا تو آپ کے ہاتھ ٹوٹ جائیں گے اور یا آپ اس کے پیچھے گھسٹنے لگ جائیں گے لیکن اگر آپ رسی چھوڑ دیں تو کچھ فاصلے تک دوڑ کر وہ خود بخود رک کر ہانپنے لگتا ہے۔ سختی سے سختی اور نرمی سے نرمی پیدا ہوتی ہے نقصان گوارا کریں ضد کی بجائے ہار مان لیں کیونکہ بعض اوقات خصوصاً اپنوں

سے ڈرنا جیت ہوتی ہے۔ میرا ارادہ برخوردار کو بھی ایک خط لکھنے کا ہے لیکن آپ کی اجازت ہو تب ویسے دل چھوٹا نہ کریں یہ اولاد چیز ہی ایسی ہے کہ نہ ہو تب بھی دکھ اور ہو تب بھی پریشانی برداشت کرنا ہی پڑتی ہے۔

روزنامہ ایکسپریس بلال ٹاؤن پشاور

Annex-III

کالم نگار کا خط زید کے نام

برخودار!

السلام علیکم —— آپ مجھے نہیں جانتے۔ کیونکہ مَیں اس ملک کے ایک دور دراز گوشے میں پڑا ہوا ایک صحافی ہوں اور آپ کے والد محترم سے دیرینہ تعلقات ہیں جب آپ لوگوں کی گاڑی کو یہاں کے چند غنڈوں نے قبضے میں کیا ہوا تھا مَیں نے اس سلسلے میں بھی تھوڑی بہت تگ و دو کی تھی لیکن وہ پیشہ ور قسم کے لوگ ہیں اس لیے کچھ کامیابی نہیں ہوئی۔

بہر حال آپ کے والد صاحب سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہے۔ انہوں نے کھل کر تو نہیں بتایا ہے لیکن بچارے کو آپ کی طرف سے کچھ مسائل کا سامنا ہے۔ اس عمر میں جب انسان کو اپنی اولاد خصوصاً بڑی اولاد سے لاٹھی بننے کی امید ہوتی ہے اگر اس کی بجائے تکلیف میں اضافہ ہو جائے تو بڑا دکھ ہوتا ہے۔ سو آپ ماشاء اللہ کافی سمجھ دار اور ذہین ہیں مَیں والدین کے حقوق وغیرہ کے حوالے دے کر آپ کا وقت برباد نہیں کروں گا کہ سہارے کی لاٹھی کی چوٹ بڑی جان لیوا ہوتی ہے۔ اسی لیے حقوق کو ایک طرف کر کے اخلاقی اور انسانی لحاظ سے بھی یہ ایک انسان کا فرض ہوتا ہے کہ آخری عمر میں کسی کو دکھ نہ پہنچایا جائے۔

نہ میں ناصح ہوں اور نہ دینی معاملات سے تعلق رکھتا ہوں ایک سیدھا سادہ دیہاتی ہوں۔ اور اتنا جانتا ہوں کہ اس کاشتکار کے دل پر کیا گزرتی ہو گی۔ جو فصل بوئے اور اسے فصل کی بجائے کانٹے ملیں۔ اس دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں جو زندگی سے مطمئن ہو۔ یا دنیا اس کی مرضی پر چلے ہم کو بہت کچھ بادل ناخواستہ بھی برداشت کرنا پڑتا ہے اور برداشت کرنا چاہیے۔ کہ برداشت ہی سے انسان کی معراج ہے۔ اور دنیاوی مال و منال تو ایک عجیب چیز ہے ہم نے ایسے بھی لوگ دیکھے ہیں جن کو والدین سے وراثت میں صرف قرضے ملے تھے یا چھوٹی عمر میں یتیمی ملی تھی۔ لیکن جب ان کی قسمت میں تھا تو سب کچھ ملا اور ایسے بھی لوگ

دیکھے ہیں جن کو وراثت میں کروڑوں ملے مگر سب ہاتھ سے نکل گیا اور صرف دو ہاتھ ہی رہ گئے ملنے اور مزدوری کرنے کے لیے...... ہم دو بھائی ہیں میرے چھوٹے بھائی نے ایک دن کہا کہ لوگوں کے والدین نے اولاد کے لیے یہ چھوڑا وہ چھوڑا اور ہمارے والد نے کچھ بھی نہیں چھوڑا تو میں نے اسے سمجھایا کہ کم از کم سر کے اوپر یہ چھت تو چھوڑی ہے وہ اگر اسے بھی بیچ کر کھا جاتے تو ہم کیا کر لیتے۔ بہت سارے والدین کو آپ نے اپنے اردگرد بھی دیکھا ہوگا کہ ان کے والدین ان سے محنت مزدوری کراتے ہیں یا کچھ علاقوں میں تو بیچ بھی ڈالتے ہیں یا پیشگی رقم لے کر ایک طرح سے گروی رکھ دیتے ہیں۔

میرا عاجزانہ مشورہ یہ ہے کہ جو کچھ بھی وہ آپ کو دیتے ہیں لے لیجیے اور ان دنوں کو یاد کیجئے جب وہ آپ کے ذرا سا رونے پر اپنی راتیں آنکھوں میں کاٹتے تھے۔ ذرا سا رخ بدل کر اپنی اولاد کی طرف دیکھیے کہ ان کی تکلیف پر آپ کے دل پر کیا گزرتی ہے۔

میں جانتا ہوں اور مانتا ہوں کہ والدین بھی فرشتے نہیں ہوتے وہ بھی ہماری طرح اور آپ کی طرح انسان ہوتے ہیں۔ غلطیاں بھی ان سے ہوتی ہیں بعض اوقات سختی بھی کر لیتے ہیں۔ دیدہ دانستہ یا غلطی سے بے انصافی بھی ان سے ہوتی ہے کس سے نہیں ہوتی مجھ سے نہیں ہوتی آپ سے نہیں ہوتی۔ انسان اپنی کمزوریوں کی وجہ سے انسان ہوتا ہے ورنہ مسئلے کا حل ضد سے نہیں بلکہ درگزر سے ملتا ہے۔ ہمارے علاقے میں تھوڑی سی زمین کے لیے جب لوگ لڑ پڑتے ہیں تو کئی جانیں چلی جاتی ہیں۔ لیکن اس زمین کا فیصلہ باہم بیٹھ کر اور دل کو نرم کیے بغیر نہیں ہوتا۔ آپ بھی معاملے کو نرمی پیدا کر کے ختم کر دیجئے یقین کریں جس دن آپ نے معاملے کو نرمی پیدا کر کے ختم کیا، چاہے نقصان پر ہی کیوں نہ ہو، اسی دن آپ کا دل آپ کا وجود آپ کا ذہن نہایت ہلکا پھلکا ہو جائے گا۔ ایک راہ چلتا ہوا بزرگ سمجھ کر میری بات مان لیجیے۔ ذہنی، مالی، جسمانی اور روحانی لحاظ سے آپ فائدے میں رہیں گے۔

شکریہ۔

خیر اندیش

حصہ سوم

آغازِ مقدمہ

زید نے اپنے حقیقی والد زاہد کے نام ایک وکیل کے ذریعے لیگل نوٹس بھجوایا۔ مقدمہ کی نوعیت نوٹس سے ظاہر ہوگی۔ چونکہ یہ نوٹس اصل حقائق کے عین برعکس تھا اس لیے ضروری سمجھا گیا کہ وکیل کو اصل حالات سے آگاہ کیا جائے۔ لہٰذا اس نوٹس کا جواب جو زاہد نے دیا وہ بمعہ اس کے ''Enclosures'' اگلے صفحات میں ملاحظہ ہو۔ وکیل اصل واقعات و حالات جان کر کافی حد تک متاثر ہوا۔ تاہم اس نے بذریعہ فون زاہد کو مشورہ دیا کہ بہتر ہوگا کہ اس گھریلو تنازعہ کو باہمی افہام و تفہیم سے حل کرلیا جائے۔ عدالتوں میں جاؤ گے تو جگ ہنسائی کے علاوہ ذلیل و خوار بھی ہو گے۔ وکیل نے یہ بھی بتادیا کہ وہ اس کیس کی پیروی کرنے کے حق میں نہیں ہے۔ تاہم زاہد کا وکیل کے نام انگریزی میں دیا گیا جواب بمعہ اس کے ملفوفات پڑھنے سے قارئین کرام کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ زید نے اپنے والد کے خلاف جو تحریری طور الزامات لگائے ہیں وہ کس قدر گستاخانہ اور بے باکانہ ہیں مگر اس کے باوجود باپ کے خطوط بیٹے کے نام پڑھنے سے یہ اندازہ بھی ہو جائے گا کہ اس کے پدرانہ شفقت کی جھلک ہر سطح پر نمایاں ہے اور ان کے خطوط واقعی علم و ادب کے اعتبار سے قابل تعریف ہیں۔ آج کے اس پُر آشوب دور میں جب کہ نوجوان اولاد اپنے عمر رسیدہ والدین کے ساتھ باغیانہ رویہ اپنائے ہوئے ہو ان کی اصلاح کے لیے کوئی خاطر خواہ انتظام بھی نہ ہو۔ ہر سو افراتفری اور بے حسی کا عالم ہو تو کتنی بدنصیبی کی بات ہوگی۔ گویا

افراتفری، نفسانفسی، آہ و زاری شہر میں
کس کس سے میں پوچھوں میرے بھائی کیا ہوا؟

2 اس کتاب کی تدوین کا اصل مقصد یہی ہے کہ اگر کسی باپ اور بیٹے کے درمیان کسی طرح کا بھی کوئی تنازعہ ہے تو اسے باہمی اتفاق اور محبت یا ثالثی کے ذریعے سے حل کر لینا چاہیے۔ اسی میں صبر وسکون اور رضائے الٰہی نصیب ہوگی۔

Without Prejudice

Legal Notice (Copy)

We have been instructed by Mr. Zahid (hereinafter referred as "our Client") to serve upon you the following legal notice.

Our Client was allotted land measuring 99 Kanals 19 Marla Maraba Number 49 Killa number 4/4 min to 9, 12 to 19 situated at (hereinafter referred to as "Land"). Our Client is the real, legal and actual owner of the Land.

That our Client being your real son and due to trust and affection appointed you his Attorney to look after the affairs of the land. The said Power of attorney was neither authorized you to enter into any sale agreement or neither the same was the intention of our Client. Our Client even subsequently revoked the Power of Attorney.

That it has come to the knowledge of our Client that you along with your son hatched a controversy and have grossly misused and violated the terms of the Power of Attorney. You have also illegally, unlawfully, without lawful authority and malafide transferred the land in favour of some persons. You have also received rupees thirty Lakh as consideration of our Client's land but showed the same for the purpose of registration as rupees 600,000/-. All the consideration has been usurped and misappropriated by you and not a single penny has been paid to our

Client. You have sold out another piece of land which is exclusively for "Chirahgah", and the case regarding this land is pending before the court of competent jurisdiction.

Our Client is still legal owner of the land and now on the discovery of your act of fraud and misdeeds you are threatening our Client of dire consequences.

You are, therefore, called upon to immediately stop harassing our Client illegally and unlawfully. Our Client has instructed us to initiate both civil and criminal proceedings against you in the court of law for the setting aside of illegal, unlawful and malafide transfer of the land and costs whereof shall solely be your responsibility.

Advocate High Court

Working for equal justice for everyone

Note: A copy of this legal notice has been kept in my office for further necessary legal action.

Sd/-

Advocate

Reply to Legal Notice

Dear Mr. Advocate!

With reference to the "Legal Notice" drafted on the information given by your client is false, fabricated and against the revenue record as explained below:-

(i) History about disputed land as a matter of facts begins from 1970, when the grandfather of your client was leased out about 100 Acres Banjar Qadeem State agricultural land by Govt. of Punjab under 10 years Temporary Cultivation Lease Scheme of 1968.

(ii) Ten years lease period was yet to expire when the Govt. of Punjab, announced a policy in 1979 allowing the Proprietary Rights up to the extent of 12½ Acres only. But besides the Govt. also allowed the sub-tenants of the original lessee, if any engaged by him for the development of land to acquire Prop. Rights. The size of unit for them was also 12½ Acres each.

(iii) The original lessee had appointed seven sub-tenants including the name of your client as well. Thus he was also eligible for the acquisition of proprietary rights upto 12 ½ Acres subject to payment of price of land @ Rs. 9000/- per acre.

(iv) Acquisition of full properties i.e. execution of conveyance deed was a issue of money consuming and tiresome job, each sub-tenant had to pay the price of land and pursue the case with the Revenue staff, independently which was not possible for any one of them.

(v) In the meanwhile the original lessee, the grandfather of your client died. Then all the sub-tenants including your client as well appointed their father as Attorney General. The contents of the Power of Attorney relevant to the Legal Notice are reproduced as under:-

ما مقران بروئے نوٹیفکیشن نمبر 3215-79/3974-CL-I مجریہ مورخہ 3-9-79
منجانب ممبر بورڈ آف ریونیو پنجاب کی کلاز-D/مد نمبر 4، کے تحت ایسی اراضیات و دیگر کام
کاج کے بسلسلہ حصول حقوق ملکیت عملی طور پر مطلوبہ کاروائی کرنے سے قاصر ہیں۔ اس لیے
مقران اپنی جانب سے (نام والد) مذکور کو اپنا مختارِ عام مقرر کر کے درج ذیل اختیارات
دیتے ہیں۔ مختارِ عام محکمہ کالونیز بورڈ آف ریونیو محکمہ مال و دیگر متعلقہ محکمہ جات میں
از ابتدائے تا انتہائے دفتری و واقعاتی امور مثل ہمارے کارروائی لین دین وغیرہ سرانجام
دیوے۔ درخواست دیوے بیان دیوے، بیان حلفی دیوے اپنے اڈریس پر خط و کتابت
کرے۔ موقعہ پر نشاندہی کراوے۔ قبضہ حاصل کرنے عدالتی کارروائی کی ضرورت پڑے۔
تو از عدالت ابتدائے تا عدالت انتہائے ہر قسم کی کارروائی لین دین وغیرہ کرے وکیل مقرر
کرے۔ مختارِ خاص امداد خود کے لیے مقرر کر کے اختیارات دیوے یا واپس لیوے۔ مختار
گرنیدہ مثل ہمارے مختار عام ہے اور اسے ہر قسم کے حق و حقوق مثلِ ہمارے حاصل ہیں۔
حصول حقوق ملکیت کے ضمن میں جو بھی کارروائی کرنی مطلوب ہو کرے مختار عام کی جملہ
کاروائی مثل ما مقران کے ہوگی اور مقران کو کارروائی ہر قسم مختار عام ساختہ و پرداختہ منظور و
قبول ہوگی۔ نیز بعد حصول حقوق ملکیت اراضی مذکورہ کو رہن بیعہ وغیرہ کرے اشٹام خریدے
رجسٹر کرائے۔ سودا بیع کرے بیانہ وصول کرے دستاویزات مناسب تحریر و تکمیل کرائے اور
افسر مجاز کے پیش ہو کر ان کی تکمیل و تصدیق کرائے۔ لہٰذا یہ مختار عامہ عام نا قابلِ تنسیخ تحریر کر
دیا ہے کہ سند رہے۔ مقام لاہور

(vi) Mr.Zahid father of your client was authorised for the pursueance of the rest of the formalities, and to enter into Sale Agreement etc. He paid the price of land from his

own pocket and spent other heavy amounts for getting the things done from Revenue Staff. Deeds of Conveyance were issued. Your client alongwith other two sub-tenants hatched a consepiracy against his father and get the three Letters of Power of Attorneys cancelled on 4.7.1997 i.e. after 4 years of the delegation of Power of Attorney just for getting the land himself and usurp the money alone. But Allah helped his father being fair in this matter as your client's father had sold the land a few days earlier before the revocation of Power of Attorney. Thus his dangerous plans were dashed

2: Your client then became infuriated and revengeful to the worset extent against his father. Before stating what further he did and behaved with his father, let me first tell you-about his life history:

(i) Your client was just a child, when his mother fell ill. She was declared incureable. She pleaded her husband to marry her younger sister in case of her death. She also requested her sister to give her child real mother's love and care.

(ii) His mother died when he was 2/3 years and the desire / wish of the deceased mother was acceded to and his stapm there really brought him with much care, love and affection than her own four children.

(iii) He passed F.Sc. (Pre-Eng.) and was admitted to University of Engineering & Technology, Lahore. There he joine the bad society and therefore was expelled out from the University.

(iv) He molested a young daughter of an officer and married her telling himself as an expecting Engineer but later on knowing about his bad activites he was forced by his inlaws to divorce.

(v) Again, he was involved with another girl of a rich family

but there he also could not succeed due to his bad character.

(vi) His father managed to send him to U.S.A. There he was involved in the Narcotic business after marrying a non-muslim woman. Both were going to be arrested but he slipped away and reached Lahore with heavy stolen amounts. He deposited the same with certain Finance Corporations which ultimately gone waste.

(vii) His father accommodated him in the first floor of his house after getting it vacated from the tenants which was on rent for Rs. 7000/- pm.

(viii) He got married once again through a Marriage Bureaue and dwelled for more than seventeen years there. Two sons were born to them. Their mother was a teacher and the father was a mere depended upon her salary and even then always disgracing her. But this situation was not acceptable to her. Strained relations developed between them. The letter written to her father in-law may be read at the next pages. Perusal of these letters will reveal that he was an irresponsible type of a husband.

(ix) Ultimately, he divorced his wife who left the house along with her two sons. And immediate after this he again married a divorced woman without the consent of his father. She is also a teacher and her husband is enjoying as usual upon her salary and living in his father's house forcibly without making payment of any utility bills. Rather, he has claimed to be the owner of the portion of the house and refused to vacate it at any cost unless than Rs. 25 Lacs are oaid to him.

(x) Your client before getting "Legal Notice" issued, he wrote some insulting and threatening letters to his father which may be gone through at the next pages.

(xi) He also wrote against his step-mother, who brought your client with much love, affection and since his childhood.

(xii) He lodged a false complaint against his father and younger brother with the police authorities.

(xiii) His present wife also filed false complaints against her husband's father with the police authorities.

3. In spite of all such derogatory letters his father had all along been affectionate and had been advising him to get his share from the sale proceed of the house according to Islamic Law. Copy of "Fatwa" may be perused. But he always tried to blackmail his father by demanding Rs. 25 lacs for handing over the possession Once he agreed, and gave written consent for leaving possession against a sum of Rs. 5 lacs, as his Shari share but at the same time he demanded the money in advance and time limit of 4 weeks. Apparently this was his bad intention, which was not agreed upon by his father. This consent may be seen in the next pages.

4. The also letters written to your client from time to time by his father may also be seen in the next pages:

4. Dear Mr. Advocate! Now kindly assess the whole character of your client and act upon with your own motto i.e., "Working for equal justice for everyone" now it is up to you kindly to get this dispute resolved judiciously and amicably. If, however, this case goes to the Court, I will defend it under all circumstances. I will not hesitate for attending your office if so desired by you at any time for discussions in the presence of your client.

Your's sincerely! (A Father)

مطلقہ بہو کا پہلا خط

محترم و مکرم ابا جان! السلام علیکم! حقیقتِ حال اور اپنی محرومیوں کی وضاحت صرف اپنوں سے ہی کی جاتی ہے اور اسی کے پیشِ نظر میں نے بھی سوچا کے چار الفاظ آپ کو لکھ ڈالوں جس کی بناء پر یہ جسارت کر رہی ہوں ۔

نے مجال شکوہ ہے، نے طاقت گفتار ہے
زندگانی کیا ہے، اک طوق گلو افشار ہے

2- جب بھی آپ کی شفقت کا دروازہ کھٹکھٹایا کبھی مایوسی نہ ہوئی۔ اپنے شفیق والدِ کی حیثیت سے آپ سے درخواست کرنا چاہتی ہوں۔ میرے میاں کی کاروباری پوزیشن ہمیشہ سے نچلے گراف میں ہی رہی ہے۔ جو سرمایہ تھا وہ مختلف تجربات کی نظر کر دینے کی بناء پر اب بالکل خالی ہیں کلینک بھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ سپیشلسٹ نہ ہونے کی وجہ سے 20 یا 25 روپے والے مریض آتے ہیں مجھے اپنی ذات پر خرچ کرنے کے لیے کبھی 1000 روپیہ بھی نہیں لینا پڑا اور اگر مَیں یہ کہوں کہ مجھ پر حرام ہے تو یہ جھوٹ نہیں ہوگا۔ بچوں کو کبھی کبھار اپنی خوشی سے چھوٹی موٹی چیز لے دیں تو ٹھیک ہے۔ لیکن بڑے اخراجات کپڑے جوتے وغیرہ جولی کی مہربانی اور اللہ کے فضل و کرم سے پورے ہوتے ہیں اللہ اس کو نعمتوں سے نوازے (آمین)۔ (جولی امریکن بہن ہے)

3- میری تنخواہ میں سے اب ڈیڑھ ہزار کورس کی فیس کٹنا شروع ہو گئی ہے اور پانچ ہزار میں سے ہزار دودھ کا بل اور ایک ہزار ویگن کا کرایہ جاتا ہے تین ہزار میں کچن جلانا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ بچوں کی چھوٹی چھوٹی ضروریات یعنی کھانے پینے کی چیزیں ناممکن ہو جاتی ہیں۔ بکرے کا گوشت ہم نے گھر میں جس دن آپ نے دعوت کی تھی اس دن کھایا۔ ارشد کی فیملی کی دعوت بھی بڑی مشکل سے کی۔ وہ ہمارے لیے تحائف وغیرہ لائے اور بچے بھی سب تین چار سال بعد آئے ہیں لہٰذا بہن بھائیوں کو برابر کا نہیں تو کچھ (Response) کرنا ضروری سمجھا۔

4- ربِ کریم ان تمام باتوں کا گواہ ہے، جس میں کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہے اگر آپ

کرم نوازی فرمایئے اور کسی میڈیکل سٹور کا (Arrange) اپنے بیٹے کے لئے کردیں تو آپ کی نوازش کا اجر ربّ کریم آپ کو فرمائے گا۔ اس سٹور کا حساب کتاب آپ خود کر کے میرے ہاتھ میں صرف تین چار ہزار ماہانہ دلوا دیں جو بہت کافی ہوں گے۔ یہ مشکل حالات صرف عمر بیٹے کے اٹھارہ انیس سال تک کے ہونے کے ہیں انشاءاللہ پڑھائی کے ساتھ آٹھ نو سال تک چھوٹی موٹی (Job) دونوں کو کروادوں گی۔

؎ کون سمجھے گا چمن میں نالۂ بلبل کا راز

5- ان مالی مشکلات کے دور میں اگر آپ صلۂ رحمی جاری رکھتے ہوئے اور اپنے بیٹے کی کوتاہیوں اور غلطیوں کی پاداش بچوں کو نہ دیتے ہوئے کرم نوازی فرمائیں تو عین نوازش ہو گی۔ اس درخواست کو ایک بہو نہیں بلکہ بیٹی کی گذارش سمجھئے اور جس طرح ایک طالبعلم کا وظیفہ مقرر کرنے کی نیکی کی جاتی ہے یا تو ویسے کوئی قدم لیتے ہوئے بچوں کی ماہانہ مدد کردیا کیجئے یا پھر ان کے باپ کے لیے میڈیکل سٹور کا انتظام کروا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ اپنی نوازشات کی بارش آپ پر برقرار رکھے اور آپ کو صحت و سکون کے ساتھ حیات خضر عطا فرمائے آپ کا سایۂ شفقت ہم پر قائم رکھے۔ شکریہ آپ کی بیٹی / بہو

مطلقہ بہو کا دوسرا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Respected grand father! Assalam u alaikum!

May you have a longer and healthier life with the continuation of your generosity and blessings for all. I am always thankful to my Allah who provided such a considerate and a valuable personality to you who is not only proved to be helpful to us but to others also. Unfortunately may be due to certain circumstances I could not serve you as a daughter in law for which I am regrettable for ever.

2. As you are very well aware of the facts that my husband's financial condition was never stabilized. Whenever I felt any difficulty to meet some expenses beyond my approach, your support and co-operation made me ready enough to stand and to overcome all the challenges.

3. The humble request is here now that I have to pay a loan of Re. 40,000/- to the management of my school which they have paid last year to the University of Glasgow when I have completed that course. The actual amount was first 55000/-. I have paid 15000/- in installments of 1100/- but now they asked us that if we will pay the remaining amount of 40,000/- they will stop the deduction of remaining eleven hundred on monthly basis. We have to pay this amount in the last week of December as it is asked by the Audit section. But with the rise of the prices its quite difficult to run and to meet all these expenses.

4. If you will help me in this regard, I will be grateful a lot. As I am here without some words to describe your greatness, forgiveness of all our shortcomings your illimitable help and generosity have always been appreciable by me and my children.

5. The first instalment which I have to pay is five thousand. If you can help in this regard that will be a greatest kindness. Rest of the amount will be deducted in installments of one thousand per month from salary. Thanks with anticipation.

Yours obediently

(Daughter-in-law)

Note:

This amount was paid by the father of your client by cheque No. 0004063 dated 08-06-1998.

زیدکا خط والد کے نام

جب سے میں امریکہ سے واپس آیا ہوں اور میری شادی ہوئی ہے مَیں اپنی بیوی کی تنخواہ پر بسر اوقات کر رہا ہوں جس کی وجہ سے گھر میں ٹینشن رہتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے مجھے رہنے کے لیے گھر دے رکھا ہے جس کے تمام بل بھی آپ ادا کرتے ہیں۔ مگر یہ کوئی احسان نہیں۔ ہر والد اپنی اولاد کو سر چھپانے کے لیے جگہ دیتا ہے۔ آپ کے مرنے کے بعد میرے سوتیلے بھائی مجھے تنگ کریں گے اور گھر سے باہر نکال دیں گے۔ اس لیے بہتر ہوگا کہ زندگی میں میرے قبضے والا حصہ میرے نام رجسٹری کرادیں۔ کئی بار کہہ چکا ہوں مگر آپ کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔

جناب والد صاحب! اس رات ہماری باتیں ادھوری رہ گئیں آپ نے دانش کا ثبوت دیا۔ ورنہ میں تو کچھ اور ہی سوچ کر آیا تھا۔ (ریوالور اس کی جیب میں تھا اور بار بار ہاتھ اندر باہر کرتا تھا) امید کرتا ہوں آپ آئندہ بھی اسی طرح فراست کا ثبوت دیں گے ورنہ حالات کی تمام تر ذمہ داری آپ پر ہوگی۔ میں تو ایک چلتی پھرتی لاش ہوں (land) زمین کا جو کھپلا آپ نے حکومت کے ساتھ کیا ہے وہ تمام کاغذات میرے پاس ہیں وہ میں نے میرے ایک دوست جو کہ Advocate ہیں ان کو دکھائے۔ اس نے ایک تحصیل دار سے مشورہ کیا اس نے کہا یہ فراڈ ہے۔ انتقال کے تیسرے روز زمین بیچ دی گئی۔ نیب میں میرے دوست میجر اور دوسرے کرنل ہیں اور Anticorruption میں بھی میرا ایک دوست DSP لگا ہوا ہے۔ صرف ایک Application دینے کی ضرورت ہے اور ہم سب جیل میں ہونگے پیسہ بھی جائے گا جس میں آپ کی جان ہے اور یہ بھی پتہ نہیں کتنا عرصہ اندر کی ہوا کھانی پڑے۔ میں جانتا ہوں اس وقت آپ کے پاس ڈیڑھ کروڑ روپیہ ہے۔ اس میں سے صرف 25 لاکھ روپیہ چاہیے تاکہ میں 5 مرلے کا کوئی گھر لے کر اپنی رہائش اختیار کرلوں اور شادی والے مسئلے میں آپ نے میری Help کرنی ہے۔ وہ بھی پسند کرتی ہے۔ زمین والے معاملے میں جس طرح

آپ نے مجھے use کیا ہے ایسا لگتا تھا کہ آپ نے میرے ماتھے پر بدھو لکھا ہوا پڑھ لیا تھا۔ پھر بھی میں خاموش رہا لیکن اب پانی سر سے گزر گیا ہے۔

اب بھی وقت ہے آپ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ میرے ساتھ تعاون کریں۔ خلوص نیت کے ساتھ ورنہ پھر پیسہ تو جائے ہی گا جیل کی ہوا بھی کھانی پڑے گی۔ میں نے آپ سے دس ہزار روپیہ مانگا تھا آپ ایمان کی قسم کھا گئے دس ہزار کے پیچھے آپ نے ایمان بیچ ڈالا۔

اس خط اور land کی فوٹو کاپی دو اور دوستوں کے پاس بھی ہے جونہی کوئی حرکت ہوئی وہ درخواست نیب اور انٹی کرپشن کے حوالے کر دی جائیں گی۔ گیند اب آپ کی کورٹ میں ہے۔"

بہتر یہ ہے کہ اس معاملے کو ہم دونوں سمجھداری اور سوجھ بوجھ سے حل کر لیں ورنہ اگر بات نیب اور انٹی کرپشن تک پہنچ گئی تو پھر کوئی بھی کچھ نہ کر سکے گا۔ دوسرا یہ کہ جگہ جگہ پوسٹر لگا دیئے جائیں گے باپ نے فحاشی اور عریانی کا اڈہ کھولا ہوا ہے۔

اب ویسے بھی میرا زندہ رہنے کو دل نہیں کرتا۔ بے جی (دادی) بہت یاد آتے ہیں لیکن جانے سے پہلے تمام حساب کتاب صاف کر کے جاؤں گا۔ چھوٹے بھائی اور اس کی مسز اور فیملی کو سمجھا دینا کہ کوئی شرارت نہ کرے اس نے بھی کل کو اپنی بیٹیاں ویانی (شادیاں کرنی ہیں) ہیں اگر تعاون ہوا تو مکمل تعاون کرونگا ورنہ حالات کی تمام ذمہ داری آپ پر عائد ہوگی۔ (ایک تھا بادشاہ)

والد کا جواب
(پہلا خط)

جانی! السلام علیکم! اللہ تعالیٰ تمھیں رشد و ہدایت اور والدین کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ ہم دونوں کو چاہیے کہ گذشتہ زندگیوں کے اعمال کا محاسبہ کریں اور اپنی

اپنی غلطیوں کی معافی مانگیں۔توبہ واستغفار کریں۔میں بھی بندہ بشر ہوں مجھ سے بھی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔اللہ پاک اپنے حبیب ﷺ کے صدقے مجھے معاف کر دیں۔تمھیں بھی چاہیے کہ صدق دل سے رجوع اِلیٰ اللہ رہو۔باپ بیٹے اور میاں بیوی میں اختلافات شامتِ اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں۔رزق میں تنگی کی یہی سب سے بڑی وجوہات ہیں۔اھدنا الصراط المستقیم۔

2 اسلامی نقطۂ نگاہ سے گھر میں اگر اتفاق اور رنجش ہو تو اللہ وہاں کی معیشت تنگ کر دیتا ہے اور فتنہ وفساد،لڑائی جھگڑے تباہی وبربادی کا سبب بن جاتے ہیں۔قرآنی احکامات کے مطابق ان الارض اللہ یورثھا من یشاء من عبادہ .... الخ یعنی حکومت نیک اور صالح لوگوں کے لیے ہے اور والدین کی وراثت کے حق دار صرف تابع فرماں اور خدمت گزار بچے ہی ہوتے ہیں۔جو اولاد بغاوت کرے۔طعن وتشنیع کرے والدین کی بے عزتی کرے وہ ماں باپ کی جائیداد کی وارث شرعاً نہیں بن سکتیں۔

-3 11/8 کا نوٹس مجھے 12/8 کو مل گیا تھا جب کہ میں آپ کی ''ماں جی'' کے چہلم کی تیاری میں مصروف تھا۔حیرانی اور پریشانی ضرور ہوئی کہ چہلم تک بھی انتظار نہ کیا۔پھر آپ کا ماٹو ''ایک تھا بادشاہ'' یاد آ گیا۔سو ایسے بڑے بڑے کام آپ جیسے بادشاہ لوگ ہی کرتے ہیں۔آپ نے ''ماں جی'' کی وفات پر تعزیت کا ایک لفظ بھی مجھ سے نہ کہا۔ایسی بے رخی بھی کیا؟ کچھ تو ہمدردی کی ہوتی اور حوصلہ دیا ہوتا؟

-4 تمھارے طرزِ تکلم اکثر بازاری زبان میں اور طعن وتشنیع سے لبریز ہوتے ہیں۔ باپ کو مخاطب کرتے ہوئے ادب وآداب کا بالکل لحاظ نہیں رکھا جاتا جب کہ میں نے ہمیشہ تحریر میں بیٹے کے لیے حفظِ مراتب کا خیال رکھا۔اس سے کسی کی علمیت اور رافتِ طبع کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔اس طرح کے لکھے ہوئے خطوط پر صرف کہہ سکتا ہوں:

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ ''تو کیا ہے''؟
تمہیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے؟

-5 اپنی ''ماں جی'' جس کے خلاف بھی آپ نے ہرزہ سرائی کی ہے میں گواہ ہوں کہ مرحومہ نے تمھیں بچپن سے لے کر آج تک شفقت برتی۔ اس نے اپنی مرحومہ بہن کی نشانی کو اپنے گلے لگالیا اور وعدہ بھی خوب نبھایا۔ مگر تم شاکی ہی رہے۔ مرحومہ نے اپنی بہن سے کیے گئے قول وقرار زندگی بھر خوب نبھائے۔ اب جب کہ دونوں بہنوں کی ارواح اکٹھی ہوئی ہونگی تو دکھی دل کے ساتھ گلہ تو کیا ہوگا کہ آپی! تمہارے بیٹے نے تو جہلم پہ قرآن خوانی کا انتظار بھی نہ کیا اور نوٹس بازی شروع کر دی۔ حالانکہ اُس کی پرورش اپنے بیٹوں سے بڑھ کر کی۔ یہاں ڈاکٹر اجمل نیازی صاحب کا ایک شعر یاد آرہا ہے۔

ہم نے تجھ کو دل دیا تو نے ہمیں رسوا کیا
ہم نے تجھ سے کیا کیا اور تو نے ہم سے کیا کیا

-6 رہی بات نوٹس کی تو اس کا جواب ریونیو ریکارڈ کے عین مطابق دے دیا ہے۔ جس میں پٹواری سے لے کر ڈپٹی کمشنر اور بورڈ آف ریونیو پنجاب تک کے فیصلے شامل ہیں۔ جو ہر لحاظ سے قوانین وضوابط کے عین مطابق ہیں۔ 1995ء میں تم کو زمین الاٹ ہوئی۔ 1993ء میں پاور آف اٹارنی دی گئی 30-06-1997 کو اسی اختیار کے تحت زمین فروخت ہوئی۔ ابطال نامہ تم نے 01-07-1997 کو کروایا۔ جس پر 03-07-1997 کو منسوخی کا حکم ہوا اور 04-07-1997 کو پٹواری صاحب نے روز نامچے میں درج کیا۔ جب کہ تمام مسئلہ 30.6.97 کے بعد زائد المعیاد ہو چکا تھا۔ اب اس طے شدہ مسئلہ کو دس سال بعد از سر نو زیر بحث لانا قانون کی رو سے ناممکن ہے۔ یہ محض مجھے بلیک میل کرنے کی گھناؤنی سازش ہے۔

-7 کسی شخص پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول کی علامت یہ ہے کہ اسے اپنے گناہوں پر ندامت اور شرمندگی کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے ورنہ وہ مزید باغی اور سرکش ہوتا جاتا ہے۔ اس کا رزق تنگ ہو جائے گا۔ اس کی معیشت پراگندہ ہو جائے گی۔ اس میں ہوس وحرص مالی تیز تر ہو جائے گی۔ اسے مال چاہیے جس طرح سے بھی ہو جائز ناجائز کی کچھ پرواہ نہیں رہتی۔ یہی حال اب تمہارا ہے خود تو کوئی کمال حاصل نہ کیا اب باپ کے ساتھ زبانی بات کرتے ہو تو

طنز آمیز اور گستاخانہ ہوتی ہے۔ لکھتے ہو تو بازاری زبان استعمال کرتے ہو حالانکہ میرے خطوط پدرانہ شفقت کے حامل ہوتے ہیں۔

8- تاہم جب باپ بیٹے کے درمیان صورتِ حال اس نہج تک پہنچ جائے تو بالخصوص مجھے جذبات کی رو میں بہنے کی بجائے ہوش مندی اور دوراندیشی سے کام لینا ہے۔ اور میرے جذبہ کی تعریف پہلے ہی ایک خط میں بدیں الفاظ اقرار کر چکے ہو:

"اس رات بہت ساری باتیں ادھوری رہ گئی تھیں آپ نے عقل اور دانش مندی کا ثبوت دیا ورنہ میں تو کچھ اور ہی سوچ کر آیا تھا۔ امید کرتا ہوں آپ آئندہ بھی اسی فراست کا ثبوت دیں گے ورنہ حالات کی تمام تر ذمہ داری آپ پر ہوگی۔"

9- سوجانی! حالات کا تقاضا یہ ہے کہ تمھیں بھی دوراندیشی اور ٹھنڈے دل و دماغ سے کام لینا ہوگا۔ اب جب کہ تم مستقل علیحدگی کر رہے ہو اور مالی اعتبار سے مجبور بھی ہو تو شرعی قانون کے مطابق جو حصہ تمھارا بنتا ہے وہ ادا کرنا میری ذمہ داری ہے۔ میں نے ایک گورنمنٹ فرم سے رابطہ کیا ہے وہ مکان کی "Value" چند دن میں Assess کر کے باقاعدہ سرٹیفکیٹ دیں گے۔ ان کی فیس تین ہزار ہے جو میں ادا کرونگا۔ اس کے بعد شرعی فتویٰ ہمارے پاس ہے تمھارے حصہ کی رقم دے دی جائے گی اور تم نئی جگہ منتقل ہو جاؤ گے۔ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ رقم باعثِ خیر و برکت ہوگی۔ اس کے بعد انشاء اللہ ہماری ملاقاتیں رہیں گی بشرطیکہ آپ بے وفا نہ ہو گئے۔

اس سے پہلے کہ بے وفا ہو جائیں
کیوں نہ اے دوست ہم جدا ہو جائیں
تو بھی ہیرے سے بن گیا پتھر......!
ہم بھی کل جانے کیا سے کیا ہو جائیں

(ایک دکھی باپ)

(والد کا دوسرا خط)

عزیزم! تم نے اپنی غلطیوں کا احساس کیا۔ مجھے خوشی ہوئی۔ میں تمہارا اور تمہارے بچوں کا خیر خواہ ہوں۔ ابھی عزیزم عمر کی فیس میں نے 75 ہزار دی ہے۔ آئندہ بھی دوں گا۔ میری صحت دن بدن گر رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں زندگی میں مکان میں تمہارے حصہ کی رقم ادا کر دوں۔ میری بیٹی بھی اپنا مکان بنانا چاہتی ہے اور وہ اپنا حصہ مانگتی ہے۔ تم خود بھی مکان کی قیمت لگوا سکتے ہو جو حصہ بنے گا میں ادا کر دونگا۔ میری تمنا ہے کہ اس رقم سے اپنا میڈیکل سٹور بنا کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاؤ۔ نیز مہربانی ہوگی مکان کا کوئی حصہ کسی کو کرایہ پر نہ دیں اور نہ ہی اپنے نئے سسرال والوں کو جگہ دیں۔

(ایک باپ)

(والد کا تیسرا خط)

عزیز بیٹے!

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

امام قاضی ابو یوسفؒ امام ابو حنیفہ کے جلیل القدر شاگرد اور فقہ و حدیث کے متجر عالم تھے خلیفہ ہارون الرشید نے امام ابو یوسفؒ سے کہا کیا کہ ان کی حکومت کے لیے مالیات اراضی پر ایک جامع کتاب لکھ کر دیں۔ آپ نے کتاب الخراج چھ صد سے زائد صفحوں کی لکھ کر دی جو آج تک نافذ ہے۔ جس کا ہر زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے اپنے اس پیارے شاگرد کے لئے ایک ہدایت نامہ لکھا تھا جو قیامت تک ہر مسلمان کے لیے مشعل راہ رہے گا۔ یہ ہدایت نامہ شبلی نعمانیؒ کی ''امامِ اعظم'' کے صفحہ 88 تا 90 پر ملاحظہ ہو۔ میں اسے یہاں دہرانا نہیں چاہتا۔ تمھیں اسے بار بار پڑھنا چاہیے۔ تمہاری خصوصی توجہ ان کی صرف دو نصیحتوں کی طرف مبذول کرانا مقصود ہے۔ (1) نکاح اس وقت کرنا جب یقین ہو کہ اہل و عیال کی تمام ذمہ داریاں اٹھا سکو گے۔ (2) ایسی عورت سے شادی نہ کرنا جو دوسرے شوہر

سے اولاد رکھتی ہو۔" اللہ کا فرمان ہے کہ میں نے مرد کو قوت دی ہے تاکہ وہ گھریلو ذمہ داریوں کو پوری کر سکے جب مرد کی یہ خواہش ہو کہ بیوی کمائے گی اور وہ کھائے گا تو بیوی سرکش اور نافرمان ہو گی۔ اللہ نے بیوی کو خاوند کا محتاج اسی لیے رکھا کہ اس کے دماغ میں کوئی فتور نہ آئے۔ جس مکان میں رہتے ہو کل یہ لوگ مکان پر قابض ہونگے اور ہم باہر ہونگے۔ تمھیں بدو کے اونٹ کا خیمہ کے اندر گھس جانے کی کہانی یاد ہو گی تمھارے موجودہ سسرال میں سے کسی نے مجھ سے رابطہ نہیں کیا۔ تم نے نکاح مجھ سے چوری کیا۔ دس سالہ سوتیلا بچہ کل تمہاری اولاد کا دشمن ہوگا اور تمھیں بھی مارنے کے درپے ہوگا۔ والد سے عناد اور دشمنی بالآخر تمھیں ذلیل و رسوا کر دے گی۔ اللہ اور اس کے محبوب کے فرمان کبھی غلط نہیں ہو سکتے۔

(والد کا چوتھا خط)

جانی! سلامتی ہو!

یہ قدرتی بات ہے کہ جہاں ادب و احترام کی توقع ہو وہاں سے اگر نفرت اور عداوت کے لاوے پھوٹ نکلیں جہاں سے عزت اور احترام کی امید ہو وہاں سے ذلت و رسوائی کے طوفان اُٹھنے لگیں۔ جس اولاد سے باپ بڑھاپے کے سہارے کی توقع رکھے اگر ایسی اولاد اخلاقیات کی تمام حدود پھلانگ کر اپنے عمر رسیدہ باپ کے روبرو بے عزتی کرنے میں ذرا بھر جھجک اور شرم نہ کرے تو یقیناً ایسی صورتِ حال بڑی تکلیف دہ ہو گی۔ تمہارا باپ اس رویہ سے آج کل دوچار ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ "بڑھاپے میں والدین کے سامنے اُف بھی نہ کرو۔ ان سے ترش لہجہ میں بات نہ کرو۔ ان کی اسی طرح خدمت کرو جس طرح انہوں نے بچپنے میں تمہاری پرورش کی تھی۔" تمھاری توجہ کئی بار اللہ کے اسی حکم کی طرف مبذول کرا چکا ہوں۔ بندہ نے اہتمام حجت کر دیا ہے اب معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ تم مجھے رلا چکے ہو۔ میری کوئی نصیحت تم پر اثر انداز نہ ہو سکی، سچ ہے ۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی عمل منظور ہوگا جو اس کے حکم کے مطابق ہوگا۔تم اپنے باپ کی اگر کبھی خدمت کرتے بھی ہو تو جتانے سے گریز نہیں کرتے۔ بلکہ الٹا اپنے باپ کی عیب جوئی کرتے ہو۔تم اپنے باپ کے سامنے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہو۔کوئی بات ہو تو ایسے سیخ پا ہوتے ہو گویا کسی دشمن سے مخاطب ہو۔ابھی جو کچھ ہوا جو کفریہ کلمات کہے اور جس وحشیانہ انداز سے میری بے عزتی کی۔کیا وہ ہتک آمیز کلمات بھلائے جاسکتے ہیں؟ میں صبر کر گیا کہ آخر تم میری اولاد ہو۔اب مزید کچھ کہنا بے سود ہوگا:-

ضروری تو نہیں کہہ دوں لبوں سے داستاں اپنی
زباں اک اور بھی ہوتی ہے اظہارِ تمنا کی

(ایک باپ)

استفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(1) ایک باپ کے چار بیٹے زندہ، (ایک بیٹا بیوہ اور دو نابالغ بچے چھوڑ کر فوت ہوگیا) اور یک شادی شدہ بیٹی ہے۔

(2) باپ نے اپنی آمدنی اور اپنے وسائل سے 10 مرلے کا گھر بنایا جب کہ سب اولاد نابالغ تھی۔سب بچوں کو تعلیم دلوائی اور ان کی شادیاں کرائیں۔

(3) مکان کے تین حصے ہیں گراؤنڈ فلور (2) انٹر فلور اور (3) فرسٹ فلور گراؤنڈ فلور میں باپ اپنے ایک بیٹے اور بیوی کے ساتھ رہتا ہے۔انٹر فلور مشترکہ ہے۔فرسٹ فلور سب سے بڑے بیٹے کے قبضے میں ہے۔

(4) دو بیٹے برطانیہ میں اپنی بیوی بچوں کے ساتھ رہائش پذیر ہیں۔

(5) مرحوم بیٹے کی بیوی بچوں کو باپ نے اپنی گرہ سے 4 لاکھ کا گھر خرید دیا ہے جو کہ یتیم

بیٹے اوراس کی والدہ کے نام رجسٹرڈ ہے۔

(6) باپ یعنی وارث مکان اپنی زندگی ہی میں ورثاء کے درمیاں اس جائیداد کو تقسیم کرنا چاہتا ہے تاکہ اس کی وفات کے بعد اولاد آپس میں تنازعات سے بچی رہے۔

(7) مکان کی مالیت کا تخمینہ لگوایا ہے جو کہ چوبیس لاکھ روپے -/24,00,000 بنتا ہے۔اس تخمینے پر ساری اولاد متفق ہے۔

(8) سب سے بڑا بیٹا مطالبہ کرتا ہے کہ اس کا جو حصہ بنتا ہے اسے دے دیا جائے تو وہ قبضہ مکان سے دست بردار ہو جائے گا۔ اگر کوئی دیگر وارث اس کا حصہ خریدنا چاہے تو خرید سکتا ہے؟

(9) شرعاً بیٹی کا حصہ بیٹے کی نسبت نصف ہوتا ہے۔ کیا یہ درست ہے کہ وارث اپنی زندگی میں اسے بھی بیٹے کے برابر حصہ دے سکتا ہے؟

(10) کیا وارث زندگی میں ہی وراثت تقسیم کرسکتا ہے؟ جب کہ تقسیم وراثت وارث کی وفات کے بعد ہوتی ہے۔

(11) مذکورہ بالا سوالات کے علاوہ اس موضوع پر مزید مفید معلومات بہم پہنچا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

المستفتی

(ایک باپ)

نوٹ: عاق کی شرعی اور قانونی حیثیت کیا ہے؟ اگر وارث کسی گستاخ بے ادب بیٹے یا بیٹی کو اپنی جائیداد سے عاق کرنا چاہے۔ تو کس طرح کرسکتا ہے اولاد جائیداد کی اس وقت وارث ہوسکتی ہے جبکہ وہ تابع فرمان اس حد تک ہو کہ اُف بھی نہ کہے؟

ھو الموفق للصواب

فتویٰ کا جواب:

مندرجہ ذیل چار صورتیں ہیں جن میں سے کسی بھی ایک صورت کے پائے جانے

سے وارث اپنے موت کے ترکہ سے محروم ہو جاتا ہے۔(1) وارث غلام ہو (2) وارث اپنے مورث کو قتل کر دے۔(3) دونوں کا دین مختلف ہو مثلاً ایک مسلمان دوسرا مرزائی (4) دونوں کا ملک علیحدہ علیحدہ ہو مثلاً ایک ہندوستان کا شہری ہو اور دوسرا پاکستان کا ان کے علاوہ کسی شخص کا اپنی زندگی میں اپنے کسی وارث کو جائداد سے محروم کرنے کے لیے عاق کر دینے کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے۔ عاق کر دیئے جانے کے باوجود وہ اپنے مورث کی وفات کی صورت میں ترکہ میں سے حصہ پائے گا بشرطیکہ موانع ارث کی مذکورہ صورتوں میں سے کسی صورت کا مرتکب نہ ہوا ہو۔

ہاں ہر شخص اپنے مال کا مالک ہوتا ہے۔اس کے مرض الموت میں مبتلا ہونے سے پہلے اس کے مال کے ساتھ وارثوں کا حق وراثت متعلق نہیں ہوتا۔تو اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنا مال واسباب بعض وارثوں کو ہبہ کر دے اور قبضہ دے دے اور دیگر بعض کو نہ دے تو اس طرح بعض وارث اس مال کے مالک بن جائیں گے اور بعض دیگر محروم رہیں گے۔ اگر چہ اولاد میں ہبہ وعطیہ میں برابری وانصاف کرنے کا حکم ہے لیکن اگر بعض اولاد کو جائداد میں سے نہ دینا ان کے گستاخانہ رویہ کی وجہ سے ہو تو باپ گنہگار نہ ہوگا۔

عطیہ وہبہ میں بیٹی اور بیٹے میں برابری کرنی چاہیے یا وراثت کی طرح لڑکے کو لڑکی سے دوگنا دینا چاہیے۔اس میں دو قول ہیں بعض علماء وراثت والے اصول للذکر مثل حظ الانثیین کے پیش نظر عطیہ میں بھی لڑکی کو لڑکے سے آدھا دینے کا قول فرماتے ہیں اور بعض دیگر علماء مذکر ومونث کے درمیان برابری کرنے کا فتویٰ دیتے ہیں۔نعمان بن بشیر والی حدیث کی بنا پر عطیہ میں لڑکی اور لڑکے میں برابری والا فتویٰ زیادہ صحیح ہے۔ چنانچہ مشکوۃ المصابیح کے باب العطایا ص 261 کے حاشیہ پر بحوالہ طیبی ہے ”فیہ استجاب التسویہ بین الاولاد فی فصل بعضھم علی بعض سواء کانوا ذکورا اواناثا. قال بعض اصحابنا ینبغی ان یکون للذکر مثل حظ الانثیین والصحیح الاول مظاھر الحدیث“۔

لہٰذا موقع کے مناسب دونوں طریقوں میں سے جو طریقہ اختیار کرلیا جائے صحیح ہوگا یعنی برابر برابر دیا جائے یا لڑکی کو لڑکے سے آدھا وراثت والے اصول کی بنا پر مستفتی کے وارثوں میں تقسیم اس طرح ہوگی:

کل فرضی حصے/72 . 8 x 9

زوجہ	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی
9حصے	14حصے	14حصے	14حصے	14حصے	7حصے

یعنی جائداد کے کل 72 حصے کر دیئے جائیں ان کا آٹھواں حصہ یعنی 9 حصے بیوی کو دیئے جائیں اور باقی 63 حصوں میں سے ہر بیٹے کو 14 حصے اور بیٹی 7 حصے دیئے جائیں۔

واللہ اعلم بالصواب

محمد انور القادری

زید کا والد کے نام خط

ماں جی میرے پاس تشریف لائیں اور آپ کا پیغام دیا جو فیصلہ ہوا اس کے مطابق آپ رقم ادا کریں تا کہ میں نے جہاں بھی شفٹ کرنا ہے وہاں مجھے payment تو کرنی پڑے گی صرف 6 ہفتوں کا ٹائم دے دیں میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔(زید)

تفہیم المسائل

ترکے اور وراثت کے متعلق اہم وضاحتیں

(مفتی منیب الرحمٰن)

تقسیم وراثت سے متعلق چند اہم اصولی امور کی وضاحت

ہمیں ترکے اور وراثت کے متعدد سوالات موصول ہوئے ہیں۔ان کا براہِ راست جواب دینے سے پہلے ہم چند امور کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں جن کا جاننا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے اور ہر ترکے کی تقسیم سے پہلے ان کا نفاذ ضروری ہے۔وہ امور یہ ہیں:

(1) کوئی شخص زندگی میں اپنا مال اپنی اولاد میں تقسیم کرنا چاہے تو یہ تقسیم وراثت یا تقسیم ترکہ نہیں کہلائے گی، بلکہ ہبہ (Gift) کہلائے گی۔یہ ایک رضا کارانہ عمل ہے، اس لیے اس شخص کی اپنی صوابدید پر منحصر ہے کہ کتنا مال تقسیم کرے اور کتنا اپنے لیے پس انداز کرے۔

(2) بیوی، شوہر کو یا شوہر، بیوی کو جتنا مال ہبہ کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔

(3) اولاد کو ہبہ کرنا ہو تو مستحسن اور مستحب امر یہ ہے کہ بیٹے بیٹیوں کو مساوی حصہ دیا جائے، کوئی امتیاز نہ برتا جائے۔رسول پاک ﷺ نے اسے ظلم سے تعبیر فرمایا ہے۔

(4) الف اگر اولاد میں سے کسی کو اس کی غیر معمولی خدمات کا لحاظ کرکے یا اس کی کسی ذہنی یا جسمانی پس ماندگی کی بنا پر یا نسبتاً زیادہ ضرورت مند ہونے کے سبب یا دینی فضیلت کی بناء پر نسبتاً زیادہ دینے کا ارادہ ہو تو دوسروں کو اعتماد میں لے لیا جائے تو بہتر ہے۔

(ب) اگر اولاد میں سے کوئی آوارہ و بدکردار ہے، حرام کاری اور عیاشیوں میں مبتلا ہے تو

اسے ہبہ کے وقت محروم رکھا جاسکتا ہے یا اس کے حصے میں کمی کی جاسکتی ہے۔ امام احمد رضا قادری قدس سرۂ العزیز سے پوچھا گیا: ایک شخص کی اولاد ایک لڑکے اور تین لڑکیوں پر مشتمل ہے۔ لڑکا بد چلن اور بد وضع ہے، اپنی بہنوں اور باپ کو نہایت اذیت اور تکلیف دیتا ہے، زید اسے عاق کرنا چاہتا ہے کہ وہ ترکے میں سے حصہ نہ پائے؟

آپ نے جواب دیا: عاق کرنا شرع میں کوئی چیز نہیں، یہ وہ اس کے سبب ترکے سے محروم ہو سکتے ہیں، ہاں اگر واقعی فاسق و آوارہ ہے تو یہ جائز ہے کہ اپنا سب مال بہ ذریعہ علی الاولاد یا بہ ذریعہ بیع نامہ جدا جدا تقسیم کر کے قبضہ دے کر بذریعہ ہبہ نامہ اپنی بیٹیوں کے نام کر دے، یوں بیٹے کو آپ ہی کچھ نہ پہنچے گا۔" (فتاویٰ رضویہ)

(5) اولاد کو ماں باپ کی زندگی میں تقسیم وراثت کے مطالبے کا کوئی حق نہیں، کیوں کہ "ترکہ" یا "وراثت" وہ مال ہے جو کوئی شخص اپنی موت کے بعد چھوڑ جائے۔

(6) میت کے ترکے میں سب سے پہلے تین قسم کے مصارف ترجیح ذیل کے مطابق وضع کیے جانے لازمی ہیں:

(الف) میت کی تکفین و تدفین کیے جانے لازمی ہیں۔

کوئی ایک وارث رضا کارانہ طور پر اپنی طرف سے کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

(ب) اس کے بعد اگر میت کے ذمے کسی کا کوئی قرض ہے تو وہ ادا کیا جائے گا۔

(ج) اگر وفات یافتہ شخص نے بیوی کا حق مہر اپنی زندگی میں ادا نہیں کیا، نہ ہی بیوی نے اپنا مہر معاف کیا ہے تو ترکے میں سے بیوی کا مہر قرض کے طور پر ہی وضع کیا جائے گا۔

(د) قرض کی منہائی کے بعد، اگر میت نے کوئی وصیت (امور خیر، صدقہ جاریہ وغیرہ سے متعلق) کی ہے تو اسے ترکے میں سے پورا کیا جائے گا لیکن وصیت کی تنفید زیادہ سے زیادہ ایک تہائی ترکے کی حد تک ہو گی، اس سے زاید باطل (Invalid) قرار پائے گی۔ البتہ اگر کوئی ایک یا بعض یا سب ورثاء بالغ ہیں اور

وہ رضا کارانہ طور پر اپنے متوفی باپ ماں یا عزیز کی پوری وصیت نافذ کرنا چاہتے ہیں جو تہائی ترکے سے زاید ہے تو وہ ایسا کر سکتے ہیں اور اس پر یقیناً انھیں بھی اجر ملے گا۔

(7) جہاں تک میت کے لیے ایصال ثواب کے مصارف کا تعلق ہے تو اگر اس نے اپنی وفات سے پہلے ایسی کوئی وصیت کی ہے تو وہ زیادہ سے زیادہ تہائی ترکے کی حد تک نافذ العمل ہوگی۔

(8) اگر وصیت نہیں کی تو بالغ ورثاء اپنی طرف سے یا ترکے میں سے اپنے حصے سے کرنا چاہیں تو رضا کارانہ طور پر کر سکتے ہیں، انھیں بھی اس کا اجر ملے گا۔ اگر کوئی وارث اس پر رضا مند نہ ہو تو اس کے حصے میں سے ایصال ثواب کے مصارف وضع نہیں کیے جا سکتے۔

(9) نابالغ ورثاء کے حصے میں سے ایصال ثواب کے مصارف وضع نہیں کیے جا سکیں گے۔

شوہر اور بیوی کی مشترکہ کمائی سے بنائی ہوئی جائیداد اور تقسیم ترکہ

سوال 1: ایک پلاٹ جو بیوی اور شوہر نے مشترکہ طور پر خریدا یعنی بیوی بھی فیکٹری میں کام کرتی تھی اور شوہر بھی۔ دونوں کی کمائی سے پلاٹ خریدا گیا، شوہر نے وہ پلاٹ اپنی بیوی کے نام سے خریدا۔ بیوی کے انتقال کے بعد پلاٹ کا مالک کون ہوگا؟ جب کہ ورثاء میں اس کا شوہر اور ایک آٹھ سالہ بیٹا بھی ہے۔ کیا بیوی کے والدین اور بھائی حصے دار یا دعوے دار بن سکتے ہیں، کیا وہ جھگڑا کر کے پلاٹ پر زبردستی قبضہ کر سکتے ہیں؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں اگر ورثاء وہی ہیں جو سوال میں مذکور ہیں تو وفات یافتہ خاتون کا ترکہ 12 حصوں میں منقسم ہوگا، جس میں اس کے والد کو 2/12 حصے، شوہر کو

2 حصے، شوہر کو 3/12 حصے اور بقیہ 5/12 حصے بیٹے کو ملیں گے، اس کے بھائی محروم رہیں گے۔ پلاٹ کی خریداری میں بیوی اور شوہر کے حصے کا تناسب وہی ہو گا جو پلاٹ کی قیمت میں ان کے حصے کا تناسب تھا، اگر یہ پلاٹ شراکت کی نیت سے خریدا تھا اور اگر شوہر نے اپنا حصہ بیوی کو ہبہ کر دیا تھا تو پھر پورے پلاٹ کی وہی مالکہ ہوگی اور اب وہ اس کے ترکے میں شامل ہوگا۔ بیوی کے والدین اس کے شرعی وارث ہیں، اس کے بیٹے کی موجودگی میں اس کے بھائی محروم رہیں گے۔ کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کرنے والے کے لیے بڑی وعید آئی ہے۔ حدیث پاک میں ہے: (ترجمہ) ''جو شخص کسی شخص کی زمین کا ایک بالشت ٹکڑا ظلماً اور ناحق لے گا تو اسے سزا کے طور پر قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔'' (صحیح مسلم، رقم الحدیث: 4055)

بیوی کا واجب الاداقرضہ کس کے ذمے ہوگا؟

سوال 2: کسی شخص کی بیوی کے انتقال کے بعد اس کی بیوی پر واجب الادا قرض کی ادائی کون کرے گا؟ کیا شوہر اپنی جائیداد اور مکان وغیرہ فروخت کر کے بیوی کا قرض ادا کرے گا؟ (محمد فاروق، ملت ٹاؤن، ملیر کراچی)

جواب: متوفیہ کے ترکے سے اس کا قرض ادا کیا جائے گا، اگر شوہر نے اس کی زندگی میں اس کا مہر ادا نہیں کیا تھا تو وہ شوہر کے ذمے اس کا قرض ہے، وہ بھی اس کے ترکے میں شامل ہو جائے گا۔ اسے بھی اس کا قرض ادا کرنے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ اگر متوفیہ کا ترکہ اس کے قرض کی ادائی کے لیے ناکافی ہو تو اس کے شوہر اور دیگر ورثاء اگر تبرع و احسان کر کے اس کا قرض ادا کر دیں تو آخرت کے مواخذے سے اسے نجات مل جائے گی اور ان لوگوں کو اس کا اجر بھی ملے گا، ورنہ قرض خواہوں سے درخواست کی جائے کہ رضائے الٰہی کے لیے اس کے ذمے اپنا قرض معاف کر دیں یا کوئی اور صاحب خیر یہ قرض ادا کر دیں، ورنہ حدیث پاک

میں ہے: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہوتا ہے؟

صحابہ نے کہا: ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس درہم ہو نہ کوئی متاع ہو۔

آپؐ نے فرمایا: میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا اور اس شخص نے (دنیا میں) کسی کو گالی دی تھی، کیس پر تہمت لگائی تھی، کسی کا مال کھایا تھا، کسی کا خون بہایا تھا، کسی کو مارا تھا، پھر اسے اس کی نیکیاں مل جائیں گی اور اسے اس کی نیکیاں جائیں گی اور اگر ان کے حقوق پورے ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں تو ان کے گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے اور اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔" (صحیح مسلم)

زندگی میں وراثت تقسیم نہیں ہوتی

سوال 3: میرے سات بچے (چار بیٹے، تین بیٹیاں) ہیں۔ بڑے بیٹے اور تین بیٹیوں کی شادی کر دی ہے۔ میرے پاس جائیداد کی صورت میں ایک مکان ہے۔ شوہر بھی حیات ہیں۔ شرعی طور پر جائیداد کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ (ثریا ناز، گلشن اقبال، کراچی)

جواب: زندگی میں جائیداد کی تقسیم بہ طور ترکہ میراث نہیں ہوتی، بلکہ جو کچھ دیا جاتا ہے وہ ہبہ کہلاتا ہے اور مستحسن و مستحب امر یہ ہے کہ بیٹے بیٹیوں کو مساوی حصہ دیا جائے، شوہر کو اپنی صوابدید پر جتنا چاہیں دے سکتی ہیں۔ اپنے لیے جو پس انداز کرنا چاہیں، یہ ان کا حق ہے۔ آپ کی وفات کے بعد یہ ترکہ شریعت کے مطابق تمام وارثوں میں تقسیم ہوگا۔

شکایت

درخواست برائے دلائے جائے تحفظ مال و جان و کئے جانے کارروائی برخلاف ملزمان ذیل:

جناب عالی!

گذارش ہے کہ سائل ایک شریف شہری ہے اور بمطابق قانون رائج الوقت اپنی زندگی کے دن بسر اوقات کر رہا ہے اور عرصہ 42 سال سے رہائش پذیر ہے۔ کچھ عرصہ سے میرے پراپرٹی کا جھگڑا چل رہا ہے۔ جو کہ ابھی زیر سماعت ہے۔ والد صاحب چھوٹے بھائی سے ملے ہوئے ہیں اور میری پراپرٹی ملی بھگت اور جعلسازی سے بیچ ڈالی ہے اور تمام رقم بھی لے لی ہے اور اب دونوں ملی بھگت کر کے سائل کو اور اہل خانہ کو زبردستی گھر سے نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے سائل کافی پریشان ہے۔ گھر خالی نہ کرنے کی صورت میں اور کیس لڑنے کی صورت میں سائل کے والد حقیقی اور سوتیلا بھائی دھمکیاں دیتا ہے۔ کہ اگر گھر خالی نہ کیا، اور اپنے حق سے دستبردار نہ ہوئے تو تمہیں اور تمہارے بچوں کو قتل کر وادوں گا۔ یا پھر جعلی مقدمہ میں پھنسوا کر جیل بھجوادوں گا۔ چونکہ والد ایک با اثر آدمی ہے۔ جس کی وجہ سے سائل کو اور اس کے اہل خانہ کو جان کا خطرہ ہے۔ سائل کو اکثر اوقات ٹیلی فون پر قتل اور جھوٹے مقدمات میں پھنسانے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں جس کی وجہ سے زندگی عذاب بن گئی ہے۔

اندریں حالات استدعا ہے کہ اگر میرے بیوی بچوں کو یا مجھے کوئی جانی نقصان پہنچا تو اس کا مندرجہ بالا حالات سے صاف ظاہر ہے کہ مجھے یہ لوگ کسی بھی وقت بچوں سمیت ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ لہٰذا میرے والد اور سوتیلے بھائی کے خلاف مقدمہ درج

کیا جائے اور سائل کو اور اس کے اہل خانہ کو قانونی تحفظ فراہم کیا جائے۔ان سے ضمانت لی جائے کہ مجھے کسی قسم کی جانی و مالی نقصان نہ پہنچائیں گے اور مجھے قانونی تحفظ فراہم کیا جائے۔عین نوازش ہوگی۔

عین نوازش ہوگی۔

عرضے

سائل زید ولد زاہد

درخواست معہ فوٹو کاپی برائے اطلاع وضروری کارروائی بخدمت:

وزیراعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی' گورنر جناب خالد مقبول

جناب آئی۔جی۔پنجاب لاہور، DIG خواجہ خالد سٹی چیف پولیس لاہور

SP مسلم ٹاؤن، ایڈیٹر جناب ضیاء شاہد روزنامہ خبریں لاہور'

ایڈیٹر روزنامہ جنگ ڈیوس روڈ لاہور، ایڈیٹر روزنامہ مختار 11۔جے گلبرگ لاہور

دوسری شکایت جوزید کی نئی بیوی نے SP کو کی

مہتمم پولیس ماڈل ٹاؤن ڈویژن لاہور
جناب کیپٹل سٹی پولیس افسر لاہور

نمبر اجراء: 2381 س ن مورخہ 26-12-06

رپورٹ درخواست ازاں اہل محلہ

آپ کے دفتر کی بحوالہ چٹھی نمبری 40919/C مورخہ 11-12-06 تحریر ہے کہ درخواست عنوان بالا کی نسبت دریافت و انکوائری بذریعہ ASPO چھرہ عمل میں لائی جا کر رپورٹ حاصل کی گئی ہے۔ بروئے رپورٹ درخواست عنوان بالا میں مندرجہ وقوع کا سرز دہونا تھانہ وحدت کالونی کا پایا گیا ہے۔ لہٰذا مناسب ہوگا کہ درخواست عنوان بالا آئندہ مزید قانونی کاروائی کے لیے نزد SP صاحب اقبال ٹاؤن ڈویژن بھجوائی جاوے تا کہ درخواست دہندہ کی دادرسی ہو سکے۔ رپورٹ مرتب ہو کر ارسال ہے۔

نوٹ: اس درخواست میں ایسے من گھڑت الزامات لگائے گئے ہیں جن کا اعادہ کرنا کسی طرح سے مناسب نہیں ہے۔

بیٹے کے نام باپ کا آخری خط

آہ انسان!

بیٹے!

میں نے اپنے انتہائی رنج و غم کی داستان
رات کی تاریکیوں سے اک دن کر دی بیان
پھٹ گئے دل بادلوں کے رو پڑی شبنم غریب
جاگ اٹھے معصوم تارے، تلملائی کہکشاں

اللہ تعالیٰ شیطانی شر سے محفوظ رکھے آمین۔ کوئی دم کا مہمان ہوں۔ زندگی کے آخری ایام پورے کر رہا ہوں آج طبیعت سخت اداس اور پریشان رہی۔ کچھ تخلیقی کام زیر دست تھا سعی بسیار کے باوجود طبیعت رواں نہ ہو سکی۔ معاً نصف صدی پہلے کے حالات و واقعات ایک فلم کی مانند سامنے چلنے شروع ہو گئے۔ 1950/51ء میں ایک عظیم خاتون مرقع حسن و جمال سیرت وصورت میں حور نما میری رفیقۂ حیات بنی۔ وہ خاتون نہ صرف نام کی عظیم تھی بلکہ اعمال وافعال اور کردار واخلاق کے اعتبار سے بھی عظیم تر تھی بلکہ بے مثال تھی۔ کوئی ہے ایسی بیوی جو صبح بوقت تہجد اپنے میاں کے پاؤں کو پہلے بوسہ دے پھر پیشانی چومے اور کہے اٹھو تہجد اور نماز صبح کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ یہ اوصاف تمہاری اس پری جمال والدہ محترمہ میں تھے۔ تب ہم کوئی امیر نہ تھے۔ مگر برکت اتنی تھی کہ خوش حال زندگی گزر رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تم جیسا بیٹا عطا فرمایا۔ ماں خوشی سے شکرانے کے نفل پڑھتی تھی۔ چند سال بعد

تمہاری ماں تب دق میں مبتلا ہوگئی۔ ایک سال گلاب دیوی ہسپتال میں زیر علاج رہی میں روزانہ سائیکل پر 10 میل سے خبر لینے جاتا رہا۔ کچھ طبیعت سنبھلی مگر پھر دوبارہ سخت اٹیک ہوا۔ تب اس بیماری کا کوئی شافی علاج نہ تھا۔ تمہاری عمر 3/4 سال کی تھی کہ ایک دن مرحومہ نے تمہاری خالہ کو بلوا بھیجا۔ میرے سامنے تمہیں اٹھا کر اس کی گود میں ڈال کر نم ناک آنکھوں سے کہا کہ میرے بعد تم اس کی ماں بن جانا، میں نے اپنا لختِ جگر بطور امانت تمہیں سونپا۔ یقین رکھتی ہوں کہ تم مرحومہ بہن کی اس نشانی کو زندگی بھر سنبھال کر رکھو گی۔ تب وہ سارا ماحول بڑا غم ناک تھا۔ 1954ء میں تمہاری ماں جی چل بسی اور اللہ گواہ ہے۔ خود میں بھی گواہ ہوں کہ اس نے اپنی بہن کے فرزند کو عمر بھر اپنی اولاد سے بڑھ کر پیار دیا۔ 1954ء سے لیکر 2006ء تک کسی کو پتا نہ چلا کہ تم سوتیلے بیٹے ہو۔ ویسے بھی خالہ اور چچی سوتیلی ماں نہیں ہوتیں۔ مگر آج تم نے 52 سال بعد پولیس کے محکمہ میں یہ راز بھی افشا کر دیا۔ دونوں بہنوں کی روحیں کتنی دکھی ہوئی ہونگی؟ اس سے پہلے تم نے مجھے ایک خط لکھا جس میں کئی نازیبا باتیں لکھیں اور ماں جی کو اپنا دشمن سمجھا۔ آج کا یہ خط میری طرف سے آخری خط ہے۔ تم جوان ہو۔ شاید ابھی اور زندہ رہو گے۔ مگر میں جلدی چل بسوں گا۔ مگر بطور والد تم سے چند آخری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ ماں باپ کے ادب واحترام کے متعلق مسائل تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔ ان کا دہرانا محض فضول ہوگا، بحث ومباحثہ میں بھی تم مجھ سے بالا ہو کہ تم نے جو نشیب وفراز دیکھے ہیں میں دیکھ نہ پایا۔ انسانی سرشت دو طرح کی ہوتی ہے ایک شیطانی اور دوسری رحمانی۔ اللہ پاک نے شیطان سے پوچھا تم نے آدم کو سجدہ کیوں نہ کیا اس نے گستاخانہ جواب دیا۔ آدم علیہ السلام سے پوچھا تم نے جنت میں "وہ پھل کیوں کھایا؟" انہوں نے کہا ربنا ظلمنا انفسنا...... الخ یعنی اے رب! مجھ سے بھول ہوگئی معاف کر دے۔ دو گروہ یہاں سے پیدا ہو گئے ایک اکڑ باز اور دوسرا تابع فرمان۔ اللہ پاک نے دو فرشتے ہر انسان کے ساتھ متعین کر دیئے جو ذرہ بھر نیکی اور ذرہ بھر برائی اعمال نامے میں لکھ رہے ہیں۔ محشر کے دن وہ اعمال نامہ انسان کے سامنے جب آئے گا تو حضرت انسان برے اعمال سے انکار کر

دے گا کہے گا کہ فرشتوں نے اپنے پاس سے لکھ دیئے ہیں۔ تب اللہ پاک زبان بند کر دے گا تو اس کے اعضا ہاتھ، پاؤں ان گناہوں کی تصدیق کر دیں گے۔ پھر کوئی عذرا سے دوزخ سے نہ بچا سکے گا۔ یہ بھی فیصلہ ہے کہ حقوق العباد کے متعلق بڑی سخت باز پرس ہوگی۔ وہاں تمہاری مرحومہ ماں جی اور مرحومہ خالہ بھی ہوگی میں بھی ہونگا۔ وہاں تمہارے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔ تمہاری مرحومہ ماں جی پوچھیں گی تم نے اپنے والد کے ساتھ کیوں زیادتیاں کیں۔ کیوں گستاخانہ اور بے ادبانہ خطوط لکھے۔ ان کے خلاف پولیس میں شکایتیں کیوں کیں؟ وکیلوں کے پاس مقدمے کیوں کئے؟ تمہاری خالہ پوچھے گی تم میری موت کے منتظر رہے کہ کب مرے اور تم مقدمے کرو۔ تم نے میرے چالیسویں کا انتظار بھی نہ کیا اور مقدمے کرنے شروع کر دیئے۔ اور بھی اعمال نامے بولیں گے تب وہاں تمہاری تمام ہوشیاری اور چالاکی کام نہ آئے گی۔ پھر جو انجام ہوگا سو ہوگا لہٰذا ابھی حالات سنوارنے کی گنجائش ہے۔ توبہ و استغفار کے لیے مہلت ہے۔ جس سے اپنی عاقبت سنواری جا سکتی ہے۔ میرے خلاف مقدمات اور درخواستیں دیتے ہو ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہ ملے گا۔ حقیقت تمہارے سامنے ہے۔ تم نے دو حملے کیے، بندہ نے کوئی ردعمل نہیں کیا۔ اور نہ کرونگا اس لیے کہ بزرگوں کے اس قول کو جھٹلانا نہیں چاہتا کہ ''پت کپت بن جاندے نیں ماپے کماپے نہیں بن دے''۔ تم مجھے جیل بھجوا دو۔ میں جیل کاٹ لونگا مگر اُف نہ کروں گا۔ تم بخوبی جانتے ہو میں نے تمہاری بہتری کے لیے کئی کام کیے مگر تم اپنی حرکات بد اور برے اعمال و کردار کی وجہ سے محروم رہے۔ تم نے ہمیشہ میری نصیحتوں کو نظر انداز کیا۔ میں نے کہا موجودہ خاتون سے شادی نہ کرو۔ مگر تم نے بضد یہ کام کیا پھر اس کو ساتھ لے کر میرے کمرے میں آئے اور میری بے عزتی کروائی۔ اس کے ساتھ مکان پر غاصبانہ قبضہ جما رکھا ہے۔ جب خود تم اپنے باپ سے برسر پیکار ہو گے تو اس کی محبت اور شفقت کیسے پاؤ گے؟ تم نے لکھ کر وعدہ کیا ہے کہ مکان کی قیمت سے جو حصہ بنے وہ لے کر چلا جاؤں گا۔ میں خوشی سے اللہ کے اس حکم کی تعمیل کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں اکثر گھرانوں میں جوان اولاد آپس میں مل بیٹھ کر پردے میں تمام معاملات طے کر

لیتی ہے۔ اس میں جھگڑے اور فساد کی نوبت تو تب آتی ہے جب وارث انکاری ہو۔ لہٰذا یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہم ثالث کے پاس جا کر اپنی توہین کروائیں میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یوں جو رقم ملے گی فائدہ میں رہو گے۔ چند دن پہلے ایک صحافی نے تمہارے نام ایک دانشمندانہ خط لکھا۔ اس پر ہم دونوں کو عمل کرنا چاہیے۔ وہ بہت بڑے صحافی اور میرے قلمی و ادبی دوست ہیں۔ تمہارا بھائی عمرہ سے واپس آ رہا ہے۔ اسے لینے ایئر پورٹ جاؤ۔ جس سے تمہارے سب بھائی خوش ہونگے۔ تمہاری بہن بھی آ رہی ہے۔ جب تک تم خود آزادانہ طور پر اپنی تمام تر ذمہ داری سے کوئی کاروبار نہ کرو گے تمہاری مالی حالت سدھر نہ سکے گی۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ اپنے والد اور بہن بھائیوں سے حسن سلوک رکھنا اشد ضروری ہے۔

اس وقت رات کا ڈیڑھ بج رہا ہے۔ میں تمہاری ماں جی، خالہ جی اور دادی، دادا جان دیگر افراد خانہ کے واسطے سے ہدایت کرتا ہوں کہ ہر طرح کے باطل اور مردم آزار اقدام چھوڑ چھاڑ کر خوش اسلوبی سے ”هذا فراق بيني و بينك“ کے مطابق ہم دونوں ایک دوسرے سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جائیں ہاں البتہ تمہارے بیٹے کے تعلیمی اخراجات میں برداشت کروں گا۔

(ایک باپ)

نوٹ: اس خط کے بعد ایک ملاقات میں باپ نے دس لاکھ روپے کی پیش کش کی تھی، مگر بیٹے نے پچیس لاکھ سے کم پر مکان کا قبضہ چھوڑنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ فاعتبروا یا ولی الابصار۔

حصہ چہارم

ردِّ عمل

زاہد کا تفصیلی جواب پڑھ کر ایڈووکیٹ کافی متاثر ہوا اور اس نے کیس کی پیروی چھوڑ دی۔ مگر زید اور زیادہ ایگریسو ہو گیا۔ زمین والے کیس سے مایوس ہو کر مکان کی طرف آ گیا کہ اس کے زیر استعمال پورشن کی رجسٹری اس کے نام کر دی جائے یا 25 لاکھ قبضہ چھڑوانے کے لیے دیئے جائیں۔ مکان کی دیواروں پر لکھوا دیا کہ یہ جگہ زیر تنازعہ ہے کوئی نہ خریدے۔ اس دوران کالج کے طلبا کو دو کمرے کرایہ پر دے دیئے۔ یہ ایک نیا عذاب کھڑا کر دیا۔ کچھ کہو تو لڑنے مرنے پر اتر آتا۔ نئی بیوی جو والد کے علم کے بغیر بیاہ لایا اس سے اپنے سامنے والد کی بے عزتی کروانی شروع کر دی۔ وہ سوتیلی ماں جس نے بچپن سے پالا پوسا تھا وہ اسی غم میں بستر مرگ پر پڑ گئی جس کی کبھی تیمارداری نہ کی۔ بلکہ اسی دوران خفیہ طور پر لیگل نوٹس بجھوانے کی تیاری میں لگا رہا۔ ماں مر گئی۔ چالیسویں سے پہلے لیگل نوٹس بجھوا دیا۔ بلکہ ختم شریف میں اپنے لیگل ایڈوائزر کو بھی بلوا لیا اور اسے خوب کھلوایا پلوایا۔ جس کے بعد حالات اور کشیدہ ہو گئے۔ اگر کہو کہ ثالث کے ذریعے فیصلہ کرا لو یا بہن بھائیوں کے ساتھ مل کر بیٹھ کر تصفیہ کر لو تو صاف انکار کر دیتا۔ بس ایک ہی دھن سوار تھی کہ یا رجسٹری یا 25 لاکھ۔ اس کے علاوہ اور کوئی آپشن نہیں۔ والد کو پتا تھا کہ یہ بلیک میل کر رہا ہے لہٰذا اس بے چارے نے تھک ہار کر خاموشی اختیار کر لی اور اب یہ زبردستی مکان کی ایک پوری منزل پر قابض ہے اور ساتھ ساتھ اِدھر اُدھر درخواستیں دیتا رہتا ہے۔ باپ غریب بے بس لاچار ہے آخر اس نے تمام حالات اللہ کے سپرد کر دیئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس حدیث کے نتیجے کا منتظر ہو گیا۔ ''حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی گناہ کی سزا کو قیامت تک موخر کرنا چاہے تو کر دے، لیکن والدین کی نافرمانی ایک ایسا گناہ ہے جس کی سزا اللہ تعالیٰ موت سے پہلے پہلے ضرور دے گا۔''

یک نہ شد دو شد

زاہد کی زمین کے معاملے میں زید نے جس طرح سے مختار نامہ عام منسوخ کرایا تھا۔اس کا ذکر پچھلے اوراق میں کیا جا چکا ہے۔تاہم اس نے اپنے دو بھتیجوں کی بے وفائی کا ذکر بھی بڑے دکھی دل سے کیا۔انہوں نے بھی زید سے مل کر اپنے مختار نامے منسوخ کرادیے ۔اس سازش میں تینوں شریک تھے جن کا سرغنہ زید ہی تھا۔ان دو بھتیجوں کی پرورش بھی چچا یعنی زاہد نے کی بلکہ اپنے بیٹے زید کی نسبت ان پر زیادہ شفقت کی۔ان میں سے ایک کو اپنی گرہ سے اعلیٰ تعلیم دلوائی۔اس کی شادی کروائی۔اسے مکان دلوایا۔اسے ملازم کروایا۔مگر جب اس نے ہوش سنبھالا تو اس نے ایسے تیور بدلے کہ الامان والحفیظ!اس کی بے وفائی کی ایک علیحدہ طویل دردناک داستان ہے جسے یہاں دہرا کر مضمون کو طویل کرنا نہیں چاہتا اور اس قصے کو اس شعر پر ختم کرتا ہوں کہ۔

ہم نے تجھ کو دل دیا تو نے ہمیں رسوا کیا
ہم نے تجھ سے کیا کیا اور تو نے ہم سے کیا کیا؟

(اجمل نیازی)

تاہم اس کردار کو جب اپنے چچا کے احسانات کا شدت سے احساس ہوا تو وہ اپنی بیوی کے ہمراہ آ کر صدق دل سے شرمندہ اور نادم ہوا۔دونوں نے توبہ کی اور کئی گئی سب زیادتیوں کی معافی لے لی۔اس کے چچا نے قرآن پاک کی ان آیات کے تحت اسے معاف کردیا۔

سورہ الفرقان 25 :70 ترجمہ:مگر وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور

نیک عمل کیے تو یہ لوگ ہیں بدل دے گا اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے اور اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔(71) اور جس نے توبہ کی اور نیک کام کیے تو اس نے رجوع کی اللہ تعالیٰ کی طرف جیسے رجوع کرنے کا حق ہے۔'' اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے۔ آمین۔

جائے عبرت

زاہد کی اس درد بھری داستان غم نے مجھے خود اپنی اولاد کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیا کہ کل کلاں میرے ہاں بھی ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس سے پہلے اِدھر اُدھر سے اور اخبارات کے ذریعے اولاد کے باغیانہ اور گستاخانہ رویوں کی خبریں سامنے آتی رہیں مگر کبھی اُدھر خاص توجہ نہ دی کہ ایک دن یہ خیال غالب آیا کہ اس موضوع پر گو قرآن و حدیث میں بالوضاحت احکامات موجود ہیں مگر ہماری نوجوان نسل بہت حد تک ان سے بے خبر ہے۔ ہمارے علماء کرام اپنے مواعظ میں معاشرے کے اس سلگتے ہوئے مسئلہ پر بہت کم روشنی ڈالتے ہیں۔ اسی طرح کالم نگار حضرات بھی شاید ہی کبھی اس موضوع پر اظہار خیال کرتے ہونگے۔ تاہم میں نے اللہ کا نام لے کر اس موضوع پر قرآن و سنت کی روشنی میں زیر نظر کتاب کی تدوین کا کام شروع کر دیا۔ سب سے پہلے اخبارات سے تراشے لیے۔ انھیں مثال کے طور پر پیش کیا۔ اس کے بعد اپنی اولاد کے نام خطوط اور مضامین تحریر کیے۔ آیئے پہلے اخبارات کے تراشے دیکھتے ہیں۔ پھر خطوط اور مضامین کی بات کرتے ہیں۔

اخباری تراشے

(1)

اطلاعِ عام

یہ کہ مسمی ناصر اقبال ملک ولد ملک محمد اقبال سکنہ مکان نمبر 2، گلی نمبر 3، نواب پارک گھوڑے شاہ لاہور نے اپنے والد حقیقی ملک محمد اقبال ولد ملک محمد حیدر مکان نمبر 2 گلی نمبر 3 نواب پارک گھوڑے شاہ لاہور سے قطعہ جائیداد مکان خسرہ نمبر 4539/2280 رقبہ 6M-100 F واقع نواب پارک گھوڑے شاہ لاہور میں اپنا حصہ اور اس کے علاوہ ہر قسم کی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ میں سے اپنا حصہ وصول پایا اب مسمی ناصر اقبال ملک کا اپنے والد حقیقی سے کوئی تعلق واسطہ نہ رہا اور اگر کوئی شخص مسمی ناصر اقبال ملک کے ساتھ کوئی بھی لین دین کرے گا تو وہ خود ذمہ دار ہوگا۔

(2)

والد کی بیٹے کے خلاف اپیل

مکرمی! میں محمد رمضان ولد نبی بخش ساکن چک نمبر 303/EB تحصیل بوریوالہ ضلع وہاڑی حلفاً بیان کرتا ہوں کہ:

1- من مظہر رقبہ تعدادی سات مرلے کا مالک و قابض ہے۔

2- یہ کہ میں نے اپنے بیٹے تاج دین ولد محمد رمضان ساکن مذکور کو بوقت بٹوارہ جائیداد اس کا حصہ رقبہ تعدادی 7 مرلے اس دے دیا تھا اور بقایا رقبہ پر سائل خود قابض ہے اور رہائش پذیر ہے۔

3- یہ کہ میرے بیٹے تاج دین نے کچھ بدمعاش قسم کے عناصر سے مل کر سائل کو اپنے ملکیتی مکان سے بے دخل کر دیا ہے جو کہ ایک والد سے سراسر زیادتی ہے۔

4- یہ کہ میں ہوش و حواس خمس بلا خوف و ہراس برضا مندی خود اپنے بیٹے تاج دین کو اپنی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد سے عاق کرتا ہوں۔

5- یہ کہ میں اعلیٰ حکام سے اپیل کرتا ہوں کہ مجھے میری جائیداد واپس دلائی جائے۔

(محمد رمضان ولد نبی بخش چک نمبر 303/EB بوریوالہ ضلع وہاڑی)

(3)

76 لاکھ کا جعلی اقرارنامہ بنا کر باپ کی کروڑوں کی جائیداد ہڑپ کرنے کی کوشش

انٹرنیشنل موبائل کمپنی کے مینجر پروٹوکول شبیر حیدر سیٹھی کے خلاف باپ توقیر خالد قریشی نے تھانہ اسلام پورہ میں مقدمہ درج کروا دیا

لاہور (کرائم رپورٹر) ایک انٹرنیشنل موبائل کمپنی کے مینجر پروٹوکول شبیر حیدر سیٹھی کے خلاف اس کے حقیقی والد توقیر خالد

قریشی نے تھانہ اسلامپورہ میں مقدمہ درج کروایا۔جس کے مطابق دھوکہ ہی سے باپ کے انگوٹھے والے کاغذات پر جعلسازی کرتے ہوئے 76لاکھ روپے کا جعلی اقرار نامہ بنا کر کروڑوں روپے کی جائیداد بمقام 28عثمان بلاک گارڈن ٹاؤن ہڑپ کرنے کی کوشش کی۔توقیر خالد قریشی نے کہا کہ میرے بیٹے شبیر حیدر سیٹھی کا تعلق فراڈ گروہ سے ہے۔جنہوں نے 8222نمبر پر دو اشٹام پیپر محمد یاسین اشٹام فروش نوشاد کالونی ڈیفنس سے جاری کروائیں توقیر خالد نے کہا کہ شبیر حیدر سیٹھی نے ایک فرضی کرایہ نامہ بنا کر دعویٰ کیا جو کہ عدالت نے جعلی قرار دیتے ہوئے دعویٰ منسوخ کر دیا۔انہوں نے کہا کہ اس کا بیٹا ایک نہایت خود غرض، لالچی اور فراڈیا شخص ہے جو کہ اپنے بوڑھے اور لاچار والدین کو ذلیل و رسوا کر رہا ہے۔توقیر خالد قریشی نے کہا کہ اپنی موبائل کمپنی کے عہدے کا ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے اور ہمیں ناجائز تنگ اور ہراساں کر رہا ہے۔ انہوں نے اعلیٰ حکمران اور انصاف کرنے والے اداروں سے اپیل کی ہے کہ مجھے اپنے بیٹے کے ناجائز اثر و رسوخ سے بچایا جائے۔

(4)

بیٹے نے بیوی کے ہمراہ باپ پر تشدد کر کے کوٹھی اپنے نام کروالی

پولیس نے وسیم کو گرفتار کیا لیکن اس نے ضمانت کرالی اور دیوانی دعویٰ دائر کر دیا

بیٹا جان سے مارنے کی دھمکیاں دے رہا ہے وزیر اعلیٰ قانونی تحفظ فراہم کریں بزرگ صحافی ایس ایم فیروز

لاہور (نمائندہ خصوصی) شادمان میں نافرمان بیٹے نے دھوکہ دہی سے کاغذات پر انگوٹھے اور دستخط کروا کر والد کی کوٹھی اپنے نام منتقل کروالی۔ بزرگ صحافی ایس ایم فیروز نے بتایا کہ وہ 1943ء سے صحافت کے پیشے سے وابستہ ہیں۔ 1964ء میں حکومت کی طرف سے انہیں شادمان کالونی میں پلاٹ نمبر 255 الاٹ ہوا۔ جس پر انہوں نے بڑی محنت سے گھر تعمیر کیا۔ دن رات مشقت کر کے بچوں کو پڑھا کر بڑے بیٹے نعیم فیروز کو آرمی افسر منجھلے بیٹے وسیم فیروز کو مکینیکل انجینئر اور چھوٹے بیٹے جمشید فیروز کو ڈاکٹر بنایا۔ 2004ء میں فالج کا حملہ ہونے کی وجہ سے وہ انتہائی بیمار ہو گئے اور ان کی بینائی بھی کمزور ہو گئی۔ اس دوران وسیم نے تقاضا شروع کر دیا کہ کوٹھی اس کے نام کر دی جائے۔ انکار کرنے پر وسیم چند کاغذات لے کر آیا اور کہا کہ یہ ٹیکس کے کاغذات ہیں جن پر ان کے دستخط کی ضرورت ہے لہٰذا انہوں نے دستخط کر دیئے۔ بعد ازاں اس نے انگوٹھے لگوانے کی کوشش کی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ جس پر وسیم اور اس کی بیوی نے انہیں زدوکوب کر کے زبردستی انگوٹھے لگا لیے اور کوٹھی کو اپنے نام منتقل کروالیا۔ ایس ایم فیروز نے اس واقعہ کے بعد اس وقت کے ڈی آئی جی طارق سلیم ڈوگر سے رابطہ کیا تو انہوں نے انکوائری کے بعد وسیم کے خلاف تھانہ شادمان میں مقدمہ درج کروادیا۔ پولیس نے اسے گرفتار کر لیا لیکن وہ ضمانت پر رہا ہو گیا اور اس نے اپنے والد کے خلاف دیوانی دعویٰ

دائر کردیا۔ ایس ایم فیروز کے مطابق ان کا ناخلف بیٹا وسیم انہیں جان سے مارنے کی دھمکیاں دے رہا ہے۔ انہوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب اور دیگر اعلیٰ حکام سے اپیل کی ہے کہ انہیں قانونی تحفظ فراہم کیا جائے۔

(5)

جنونی قاتل کی روائیداد

بیان بدل لیے' ملبہ والد کے سر تھوپ دیا

نیوملتان کے مکان سے 7 مقتولوں کی ہڈیاں برآمد،

تحقیقات نیا رخ اختیار کر گئیں

''سب سے پہلے میں نے 24 سالہ بہن کے سر پر ہتھوڑا دے مارا، شور پر والدہ بیدار ہو گئیں، ابو نے اسے بھی ہتھوڑا مار کر ڈھیر کر دیا''۔

''تمام کام کرنے کے بعد ابو ہتھوڑا لے کر ادا س کھڑے تھے میں نے ہتھوڑا لے کر ابو کے سر پر دے مارا، اس طرح قصہ تمام ہو گیا۔''

''صبح سات بجے ابو کی مدد سے منصوبہ پر کام شروع کیا، دس بجے مکمل کیا۔ مزدوروں کو پندرہ سو روپے دے کر گڑھا کھدوا کر لاشیں دبا دیں۔'' ''والد کی جائیداد اپنے نام کرانے کے لیے نرسوں کی مدد سے سڑک حادثہ میں ہلاکتوں کا سرٹیفکیٹ بنوا کر عیاشیوں میں لگ گیا۔''

24 سالہ رانا عدنان نے بیان بدل لیے ہیں اور بڑی ڈھٹائی

سے سارا ملبہ اپنے نیک والد رانا محمد یونس کے سر تھوپ دیا ہے اور کہا ہے کہ اس نے والد کے بہکاوے میں آ کر اپنی بہن صوبیہ، بھائی ارسلان اور والد کو ہلاک کیا جب کہ بھائیوں کو والد نے موت کے گھاٹ اتارا۔

(6)

''روشن خیال'' بیٹے کی کرتوت

پولیس صدر پاکستان کا حکم گول کر گئی پنشنر در بدر

مکرمی! آرمی پنشنر ہوں۔ مجھے میرے ناخلف بیٹے ابرار حسین عرف عاکف جو ٹیکسی ڈرائیور ہے نے 26-3-2006 کو گھر سے نکال دیا۔ متعلقہ پولیس نے اس بیٹے سے ساز باز کر کے من پسند بیانات لکھوا کر اس کو تحفظ فراہم کیا۔ میں اب کس کو پکاروں۔ اب کون میری مدد کرے۔۔ کون اس سے میری سر چھپانے کی جگہ جس پر اس نے قبضہ کیا ہوا ہے لیکر دے۔ بقیہ زندگی کیسے گزاروں۔ کون اس ظالم بیٹے سے تحفظ دلائے جبکہ میں نے اسے اپنی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد سے عاق کیا ہوا ہے۔ (محمد رشید ولد فضل الدین)

عاق نامہ

(1)

پسرم محمد اسلم کو بوجہ نافرمانی اپنی تمام جائیداد سے عاق کرتا ہوں آئندہ اس کے قول وفعل کا ذمہ دار نہ ہوں نور حسن ولد غلام محمد قوم آرائیں تحصیل چشتیاں

MO 2625

(2)

اپنے شادی شدہ بیٹے سجاد علی کو بوجہ نافرمانی اپنی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد سے عاق کر دیا ہے میں اور میرے دیگر اہل خانہ اس کے کسی قول وفعل لینؔ دین کے ذمہ دار نہ ہوں گے لیاقت علی ولد مہر عبدالعزیز پی 342، گلی نمبر 8 ایوب کالونی فیصل آباد

61 .... CR

(3)

من محلف حلفاً بیان کرتا ہوں کہ شہرام حق ولد ارشاد الحق ساکن مکان نمبر E-160 گلی نمبر 8 گلشن علی کالونی ڈیفنس روڈ لاہور کینٹ شناختی کارڈ نمبر 1-6778708-35201 میرا حقیقی بیٹا ہے جسے بوجہ نافرمانی میں خود اپنی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد سے عاق کرتا ہوں اب اپنے بیٹے کے کسی بھی

قول وفعل لین دین کا ذمہ دار نہیں۔

CM..13002

(4)

پسرم حافظ محمد عثمان کو بوجہ نافرمانی اپنی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد سے عاق کرتا ہوں اور آئندہ اس کے قول وفعل یا لین دین کا ذمہ دار نہ ہونگا۔ حاجی اللہ رکھا شاہین آباد گوجرانالہ۔

....

(5)

میں اپنے بیٹے محمد عمران یوسف کو بوجہ نافرمانی اپنی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد سے عاق کرتا ہوں اور آئندہ س کے قول وفعل یا لین دین کا ذمہ دار نہ ہوں گا۔ محمد یوسف ولد محمد علی، شاہ دین سٹریٹ فرید ٹاؤن گوجرانوالہ۔

....

(6)

اپنے بیٹے مرزا کاشف کو بوجہ نافرمانی اپنی جائیداد سے عاق کرتا ہوں قول وفعل کا ذمہ دار نہیں مرزا امتیاز بکر منڈی مکان نمبر 5 گلی نمبر 24 سالک آباد موہڑہ شریف بند روڈ لاہور۔

....(23814)

(7)

پسرم محمد عامر سہیل کو بوجہ نافرمانی اپنی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد سے عاق کیا آئندہ اس کے قول وفعل کا ذمہ دار نہیں

نذیر احمد ساکن مکان نمبر 179، گلی نمبر 5 مدنی کالونی شالیمار لنک روڈ مغلپورہ لاہور۔

....

(8)

بیٹے محمد عابد محمود کو بوجہ نافرمانی اپنی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد سے عاق کرتا ہوں آئندہ اس کے قول و فعل کا ذمہ دار نہیں محمد صدیق ولد عبداللہ خان سکنہ نواب پورہ روڈ ڈاکٹر صدیق سٹریٹ مکان نمبر 1 اچھرہ لاہور۔

CM...13252

(9)

اپنے بیٹے محمد عرفان کو بوجہ نافرمانی اپنی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد سے عاق کرتی ہوئی آئندہ اس کے قول و فعل کی ذمہ دار نہیں رضیہ بیگم بیوہ حیات علی سکنہ وارڈ نمبر 10 شاہ کوٹ ضلع ننکانہ۔

....

(10)

اپنے بیٹے سید قیصر عباس کو بوجہ نافرمانی اپنی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ سے عاق کرتا ہوں اس کے قول و فعل اور لین دین کا ذمہ دار نہ ہونگا۔سید شوکت علی شاہ ولد ولی شاہ موضع ... تحصیل نارووال۔

CR...نارووال

(11)

میں اپنے بیٹے سید شہباز علی کو بوجہ نافرمانی اپنی جائیداد سے عاق کرتی ہوں آئندہ میں اس کے کسی قول وفعل کی ذمہ دار نہیں۔ ارشد سلطانہ بیوہ سید ریاض حسین مکان نمبر 64، گلی نمبر 3 ناظم آباد شاد باغ لاہور۔

CM...13245

(12)

میں اپنے بیٹے رضا حسین کو بوجہ نافرمانی اپنی جائیداد سے عاق کرتا ہوں آئندہ میں اس کے کسی قول وفعل کا ذمہ دار نہیں۔ ذوالفقار علی مکان نمبر 64، گلی نمبر 3 سلیم سٹریٹ محلّہ ناظم آباد تاج پورہ لاہور۔

CM...13246

(13)

پسرم ذوالقرنین عرف کارتوس کو بوجہ نافرمانی بدچلنی اپنی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد سے عاق کرتا ہوں آئندہ میں اس کے کسی لین دین یا قول وفعل کا ذمہ دار نہ ہوں گا۔ رحمت اللہ موچی ساکن اجنیانوالہ تحصیل وضلع شیخوپورہ

CR...اجنیانوالہ

(14)

میں اپنے بیٹے عرفان پرویز کو بوجہ نافرمانی اپنی جائیداد سے عاق کرتا ہوں آئندہ میں اس کے کسی قول وفعل کا ذمہ دار نہیں پرویز مسیح مکان نمبر E-948 گلی نمبر 10 نشاط کالونی لاہور کینٹ۔

CM...13247

(15)

میں نے اپنے بیٹے ارمان مسعود کو بوجہ نافرمانی اپنی جائیداد سے عاق کر کے اس سے قطع تعلق کر لیا ہے اس کے کسی قول و فعل یا لین دین کی ذمہ دار نہ ہوں گی۔نسبت پروین (بیوہ) تاج محمد کھوکھر سکنہ پی 211/75 گلی نمبر 1 عبداللہ پارک جڑانوالہ۔

61...CR

حفظِ ماتقدم

جن حالات وواقعات سے زاہد اپنے بیٹے زید کے باغیانہ رویہ سے دکھی رہا اور اپنی عمر کے آخری ماہ وسال مسلسل رنج وغم میں گزار رہا ہے اور پھر یہ مسئلہ صرف زاہد کا ہی نہیں ایسے ہزاروں والدین اپنی اولاد کے ہاتھوں ستم زدہ ہیں جیسا کہ پچھلے اوراق میں دیئے گئے اخبارات کے تراشوں سے عیاں ہے۔ علاوہ ازیں شاید ہی کوئی ایسا گھرانہ ہوگا جہاں جوان اولاد کے ہاتھوں والدین سکھی ہونگے۔ مگر اپنی عزت کی خاطر لب کشائی نہیں کر پاتے۔ یہ دکھ اپنے اندر ہی برداشت کرتے ہوئے اگلے جہاں سدھار جاتے ہیں۔ مولف کی اپنی اولاد بھی جواں اور شادی شدہ ہے۔ بعض اوقات ان کا رویہ بھی بدلا ہوا دکھائی دیتا ہے تو واقعی دلی صدمہ ہوتا ہے دراصل اس خرابی کی بڑی وجہ بدوں کی صحبت ہے۔ بُری صحبت سے خود کو بچانا چاہئے کیونکہ ہمارے گناہوں کا راستہ بری صحبت سے کھلتا ہے۔ اسی لئے نیک صحبت پر استقامت ضروری ہے۔ مولانا رومؒ نے فرمایا ہے۔

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

طالح کے معنی بدکار اور شریر کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انسان کا خالق ہے۔ ہر موجد اپنی ایجاد کو زیر کار لانے کے لیے ضروری ہدایت نامہ جاری کرتا ہے۔ اگر کوئی ان ہدایات پر عمل نہ کرے گا تو مستفید نہ ہو سکے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایات کے لیے اپنی آخری کتاب قرآن کریم نازل فرمائی جو انسانی زندگی بسر کرنے کے لیے ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ جس کی تشریح اور وضاحت کے لیے حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ اب انسان کو اختیار ہے کہ وہ احکاماتِ الٰہیہ اور شریعت محمدی ﷺ پر عمل کر کے اپنا دین اور دنیا سنوار لے یا

بگاڑ لے چونکہ شیطان جو کہ انسان کا ازلی دشمن ہے اس کی بھر پور کوشش ہوتی ہے کہ اسے مکرو فریب میں جکڑ کر گمراہ کر دے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر مسلمان کو اس کے شر سے پناہ طلب کرتے رہنا چاہیے اور دعا کرتے رہنا چاہیے کہ اس کی اولاد کو فرماں بردار بنائے رکھے۔ سورۃ الاحقاف 15:46 کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ ''اے میرے رب! میرے دل میں شکر کا جذبہ القا کر اور مجھے اس کا شوق عطا کر۔ مجھے والہانہ توفیق عطا کر کہ میں شکر ادا کرتا رہوں تیری اس نعمت کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائی اور میں ایسے نیک کام کروں جن کو تو پسند فرمائے اور میری اولاد میں بھی میرے لیے صالحیت اور باعثِ سکون قلب بنا دے۔ بے شک میں توبہ کرتا ہوں تیری جناب میں اور میں تیرے حکم کے سامنے سر جھکانے والوں میں سے ہوں۔'' اندریں حالات بندہ نے یہ ضروری سمجھا کہ اپنی اولاد کو بطور پیش بندی والدین کے حقوق و فرائض سے آگاہ کرتے رہنا چاہیے۔ اس لئے چند خطوط اور مضامین لکھے۔ الحمد للہ! خاطر خواہ اثر ہوا۔ اب جب کہ زندگی کے آخری ایام میں ہوں تو خیال آیا کہ انھیں کتابی شکل میں شائع کرا دینا چاہیے۔ تا کہ ان کے پڑھنے سے شاید کسی کی گستاخ اور بے ادب اولاد توبہ کر لے اور اپنی آخرت سنوار لے۔ تفصیل ان خطوط کی کچھ یوں ہے:

(i) والدین کا احترام قرآن وسنت کی روشنی میں:

(ii) پہلا خط:

(iii) دوسرا خط:

(iv) کاش مائیں نہ مرتیں:

(v) ماں برسات کی رحمت:

(1)

والدین کا احترام قرآن وسنت کی روشنی میں

(بچوں کے نام پہلا خط)

۱۔ ہر شخص پر فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد اپنی بیوی اور اپنے آپ کو عذاب جہنم سے بچانے کی کوشش کرے۔ ہم پر فرض ہے کہ ہم اپنی اولاد اور اہلِ خانہ کو دین کی تعلیم دیں اچھی باتیں سکھائیں اور ادب و ہنر جس کے بغیر چارہ نہیں اس کی تعلیم دیں۔ ارشاد نبویؐ ہے کہ باپ پر اولاد کا حق ہے کہ جب وہ پیدا ہو تو ان کے لیے عمدہ نام تجویز کرے جب وہ بڑے ہوں تو انہیں اچھی تعلیم دے اور جب وہ بالغ ہوں تو ان کی شادی کرے۔ کسی باپ کے لیے اپنے بچے کو حسن ادب سے بہتر کوئی تحفہ نہیں۔ دینی تعلیم اور عملی تربیت کا کام بچپن ہی سے شروع ہو جانا چاہیے۔ اوائل عمر میں جو سبق دیا جاتا ہے۔ تازیست وہ یاد رہتا ہے جس کام کی عادت بچپن میں پڑ جاتی ہے وہ اس کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ جو والدین بچپن میں اپنے بچوں کو اطاعتِ خداوندی کی طرف راغب نہیں کرتے ان کی اولاد اکثر راہِ حق سے بھٹک جایا کرتی ہے۔ اس لیے رسول اکرمؐ نے اپنی امت کو حکم دیا ہے کہ جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں تو انہیں مار کر پڑھاؤ اور اسی عمر میں ان کی خواب گاہیں جدا کر دو۔ کاش ہم اس فرمانِ خداوندی اور ان ارشادات نبویؐ کی روشنی میں اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دیں تو ہمیں بچوں سے بے راہ روی اور آوارہ مزاجی کا شکوہ نہ رہے گا۔ آج درسگاہوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں دینی تعلیم و تربیت کا کوئی موثر اور حکیمانہ اہتمام نہیں بلکہ درسگاہیں لادینی نظریات اور ملحدانہ افکار کی رزم گاہیں بن چکی ہیں۔ معاشرے کی وہ حس تیزی سے کند ہوتی جا

رہی ہے جو کسی نازیبا حرکت پر آتش زیر پا ہو جایا کرتی تھی اور ایسا کرنے والے کے خلاف احتجاج کی ایک تیز وتند لہر بن کر ابھرتی تھی، آج سینما اور ٹی وی کے مخرب اخلاق پروگرام رہی سہی کسر بھی نکال رہے ہیں، اس وجہ سے ماں باپ کی ذمہ داریاں دوچند ہو گئی ہیں کہ وہ اپنی اولاد کی سخت نگرانی کریں اور اس سے اہم یہ کہ خود اپنے حسن عمل اور اچھے نمونہ سے ان کے دلوں میں نیکیوں اور بھلائیوں سے ایک والہانہ محبت پیدا کر دیں۔ اگر ہماری بے حسی کے باعث لادینی بپھری ہوئی موجوں نے ہمارے گھر کا یہ مورچہ سر کر لیا تو پھر آنے والی نسلوں کا خدا ہی حافظ ہے۔!!

۲۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن انسانی زندگی کے لیے ایک مکمل راہنما کتاب ہے۔ یہ ایک ایسا جامع اور مکمل دستور حیات اور نظام زندگی ہے جس کی مثال نہیں مل سکتی۔ انسان اللہ تعالیٰ کا ایک بے مثال تخلیقی شاہکار ہے۔ جس کے ذریعے اللہ نے خود اپنی اور کائنات ارضی وسماوی کی پہچان کروائی ہے۔ جزا وسزا، عدل وانصاف نیک وبد کی تمیز، معاشرتی اور معاشی نظام سے روشناس کروائی ہے تاکہ ایام زندگی با مقصد بسر ہو سکیں۔ انسان اللہ کی تخلیق ہے اور ہر خالق اپنی ایجاد کے معائب ومحاسن سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ بھی اپنی تخلیق انسان کی کوتاہیوں اور خوبیوں سے بخوبی واقف تھا اس کے لیے تبھی قرآن پاک نازل فرمایا اور اپنے نبیؐ کے ذریعے انسان کو ایک مکمل ضابطہ حیات یعنی گائیڈ بک عطا فرمائی تاکہ انسان اسوۂ حسنہ اور ان ہدایات پر عمل کر کے ایک کامیاب زندگی گزار سکے۔

۳۔ اس مقدس کتاب میں سے مذکورہ بالا موضوع کے متعلق قرآنی احکامات کی تشریح وتوضیح کرنا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تمہاری زندگی میں ماں باپ میں سے ایک یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو ان کو اف بھی نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو۔ مگر اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جب والدین کمزور، ضعیف اور عمر رسیدہ ہو جاتے ہیں تو جوان اولاد کا رویہ ان کے ساتھ گستاخانہ ہو جاتا ہے۔ اولاد آئے دن اپنے والدین کی تذلیل کرتی رہتی ہے اور بات بات پر جھڑک دیتی ہے۔ آج کے دور میں تو بالخصوص یہ مرض کچھ زیادہ ہی بڑھ گیا ہے۔ جب میں نے چند ایک واقعات کی چھان پھٹک کی اور اصل سبب تلاش کرنا چاہا تو پتہ چلا کہ ایسا

سب کچھ قرآنی احکامات سے بے خبری کا سبب تھا۔ اندریں صورت میں نے سوچا کہ کیوں نہ پہلے اپنی اولاد کو ایسے تمام احکامات سے باخبر کروں جو موضوع زیرِ بحث سے متعلق ہوں۔ چنانچہ بندہ نے اس کی ابتداء اپنی اولاد یعنی بیٹوں، بیٹیوں اور بہوؤں کو خط لکھ کر کی۔ اور ان سے تاثرات بھی طلب کیے۔ جب ان کے خطوط آئے اور جو بفضلہٖ تعالیٰ بے حد حوصلہ افزاء تھے تو خیال آیا کہ عوام کے استفادہ کے لیے یہ مضمون شائع کرا دینا چاہیے۔ لہٰذا پہلے وہ خط پڑھیں جو بندہ نے اپنی اولاد کے نام لکھا تھا اگر کسی کی گستاخ اور بے ادب اولاد اپنی اصلاح کر لے تو میرے لیے دعائے خیر فرما دینا۔ خط کی نقل درج ذیل ہے۔

"عزیزانِ من! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میری دعا ہے کہ اللہ کریم آپ سب کو اپنی خصوصی حفظ وامان میں رکھے اور دونوں جہاں کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔ بعض اوقات آپ کی طرف سے غیر شعوری طور پر اپنے والدین کے متعلق کوئی ایسی بات یا واقعہ ہو جاتا ہے جو بظاہر آپ کے نزدیک تو معمولی اور سطحی ہوگا مگر ہم اسے پسند نہیں کرتے مجھے اندازہ ہوا ہے کہ بعض اوقات ایسا قرآنی احکامات سے کماحقہ آگہی نہ ہونے کی وجہ سے ہو جاتا ہے۔

اس لیے اس موضوع پر کچھ روشنی ڈال رہا ہوں:

اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شائد کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

۱۔ آپ کی توجہ قرآن پاک کی سورۃ بنی اسرائیل کی آیات 23 تا 30 کی طرف بنیادی اصول بیان کیے گئے ہیں اور اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ اپنے ماں باپ قریبی رشتہ دار اور معاشرے کے دوسرے افراد کے ساتھ انسان کا برتاؤ کیسا ہونا چاہیے۔ یہاں ان آیات کا صرف ترجمہ لکھ رہا ہوں۔ اصل عبارت قرآن پاک میں خود ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ اس عظیم الشان فرمان میں جو حکم دیا جا رہا ہے وہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کے متعلق ہے جب ماں باپ جوان ہوں اور اپنی ضروریات کے خود کفیل ہوں اس وقت تو بچے عموماً ان کے فرمانبردار ہوتے ہی ہیں۔ کیونکہ وہ ان کے دست نگر

ہوتے ہیں لیکن جب بڑھاپا آ جاتا ہے۔ صحت بگڑنے لگتی ہے وہ خود روزی کمانے سے معذور ہو جاتے ہیں اور اولاد کے سہارے کے محتاج ہو جاتے ہیں اس وقت سعادت مند اولاد کا فرض ہے۔ کہ ان کی خدمت گزاری اور دل جوئی کے لیے اپنی کوششیں وقف کر دے۔ اگر مرض طول پکڑ جائے اور ان کا مزاج چڑچڑا ہو جائے اور وہ بات بات پر خفا ہونے لگیں تو ان حالات میں بھی ان کی ناز برداری میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے۔ اور خبردار! کہیں اکتا کر ناراض ہو کر، یا ان کی خفگی سے روٹھ کر تیری زبان سے اف نکلے یا توں تکار شروع کر دے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بوڑھے والدین کی خدمت کا موقع دیا ہے۔ تو غنیمت سمجھے ان کے علاج معالجہ میں ان کو آسائش اور راحت پہنچانے میں ذرا سی بھی سستی سے کام نہ لے۔ ان سے سخت کلامی ہرگز نہ کرے جب ان سے گفتگو کرے تو ایسے محبت بھرے انداز سے کرے کہ وہ خوش ہو جائیں۔ ان کے ساتھ کیے گئے احسانات کو نہ جتائے تاکہ وہ اپنے بیٹے کی فرمانبرداری دیکھ کر خوش وخرم ہو جائیں اور بے ساختہ اسے دعائیں دینے لگیں۔

۳۔ والدین کے ساتھ انتہائی تواضع وانکساری سے پیش آ۔ ایسی تواضع جس میں رحمت ومحبت کی خوشبو بسی ہوئی ہو۔ اور حقیقت ہے کہ انسان یہ سب کچھ بھی اگر کر لے تب بھی ان احسانت کا بدلہ نہیں چکا سکتا جو ماں باپ نے اپنی اولاد پر کیے ہوتے ہیں۔ ان سے عہدہ برآ ہونے کی اگر کوئی صورت ہے تو یہ کہ تو بارگاہ خداوندی میں عجز و نیاز سے ان کی مغفرت کے لیے دعائیں مانگتا رہے اور عرض کرتا رہے کہ اے مولا کریم! انہوں نے مجھے پالا میری پرورش کی میرے لیے تکلیفیں برداشت کیں۔ ان کا بدلہ دینے سے قاصر ہوں۔ تو ان پر اپنا در رحمت کشادہ فرما۔ جس طرح انہوں نے میری بے بسی کی حالت میں مجھ پر اپنی شفقتوں اور محبتوں کی انتہا کر دی تھی اسی طرح تو بھی ان پر اپنی بے پایاں عنایات اور رحمت کے انداز سے پھول برسا۔

۴۔ والدین کے حقوق اور حسن سلوک کی اہمیت کو جس طرح قرآنی آیات میں بیان فرمایا گیا ہے اس کے بعد کون بد بخت مسلمان ہے جو عملی زندگی میں ان سے انحراف کرے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اے صحابہ! کیا تمہیں بتاؤں سب سے بڑا گناہ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا اور اپنے والدین کی نافرمانی کرنا ہے۔ (صحیح بخاری شریف) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی ناک خاک آلود ہوئی۔ (تین مرتبہ دہرایا) پوچھا گیا کس کی یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے فرمایا جس نے اپنے دونوں والدین کو یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے میں پایا پھر جنت میں داخل نہ ہوا۔ ان واضح تعلیمات اور روشن ارشادات کے باوجود بھی اگر کوئی بیٹا یا بیٹی اپنے والدین کے ساتھ گستاخی سے پیش آئے تو اس کی بدبختی اور بدنصیبی میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا۔

۵۔ تمہارے دلوں میں اپنے والدین کے لیے اطاعت اور فرمانبرداری کے جو جذبات ہیں ان سے دل میں جو کدورت ہے تمہارا ربّ ان سے بخوبی واقف ہے۔ اگر شیطان نے تمہیں والدین کی شکرگزاری یا احسان شناسی کی راہ سے بھٹکا دیا ہے تو بہتر ہے کہ اب ہی سنبھل جاؤ۔ آج ہی دل سے توبہ کرلو۔ ان سے معافی مانگ کر اپنی سابقہ غلطیوں کی تلافی کرلو۔ جو دل سے جھک جاتا ہے اور غلطی سے باز آجاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتا ہے کیونکہ وہ بڑا غفور الرحیم ہے۔ یاد رہے انسان کی محبت ومروت اور حسن سلوک کے مستحق صرف والدین ہی نہیں بلکہ دوسرے رشتہ دار بھی حسب مراتب حق دار ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اسے رزق فراخ ملے اور اس کی عمر دراز ہو تو وہ صلہ رحمی کیا کرے۔ یہ عجیب بات ہے کہ ہم دوسروں کو توجہ کرائیں ان کی مالی امداد کریں ان کے قرض اتروائیں وغیرہ وغیرہ مگر اپنے حقیقی ماں جائے بھائیوں اور عزیز واقارب کو نظرانداز کردیں۔

٦۔ مذکورہ بالا احکامات کے بعد اللہ نے لوگوں کو اسراف اور فضول خرچی سے روکا ہے تاکہ وہ اعتدال کی راہ سے ہٹ کر خواہ مخواہ کئی طرح کی پریشانیوں میں مبتلا نہ ہوجائیں ماں باپ کی خدمت، رشتہ داروں کی مدد اور دیگر ضرورت مندوں کی حاجت روائی کے ساتھ ساتھ بتادیا گیا ہے کہ میانہ روی سے کام لو۔ فضول خرچی اور اسراف بے جا سے بچ جانے کی ہدایت بھی کی گئی ہے۔ فضول خرچی ہے کیا؟ اپنی حیثیت سے بڑھ کر بے ضرورت روپیہ خرچ کرنا جس کے بغیر بھی گزر بسر ہوسکتی ہو جس کے بغیر بھی زندگی قائم رہ سکتی ہو۔ اسی طرح

اسراف کے معنی ہیں کہ ہروقت بندہ مرغن کھانے اورلذیذ ڈشیں ہی کھانے کی خواہش رکھے۔ سادی غذا دیکھ کرناک بھوں چڑھائے۔فضول خرچ انسان ہمیشہ دنیا میں مفلوک الحال اور پریشان رہتا ہے۔

۷۔ اگر انسان استطاعت کے باوجوداپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کی خدمت گزاری میں کوتاہی کرے تو یہ فعل ہرگز قابل برداشت نہیں۔لیکن ایسا بھی تو ہوسکتا ہے کہ اولادخود افلاس اور تنگدستی میں گرفتار ہووہ خودروٹی کی محتاج ہو ایسی مجبوری کی حالت میں وہ اپنے والدین کی خدمت کیونکر کرے گی؟ ایسے آدمی کوفرمایا کہ محبت بھرے نرم لہجہ میں باتیں کرنے پرتو کوئی لاگت نہیں آتی۔اگراور کچھ نہیں کرسکتا تو اپنی میٹھی میٹھی باتوں سے ان کا دل لبھاتا رہے اوردل میں ارادہ یہ رکھے کہ جب مولا کریم اسے رزق کشادہ دے گا تو وہ اپنے والدین کی خدمت بجالانے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھے گا۔

۸۔ایک ضروری بات یہ بھی ہے کہ سادہ لباس اورسادہ غذا کواپنانا چاہیے۔اکثر بچے بازاری کھانوں کے پیچھے بڑا بھاگتے ہیں حالانکہ بازاری غذائیں صحت کے لیے سخت مضر ہوتی ہیں۔گھر کی پکی ہوئی سادہ غذا میں صحت بھی ہوگی اور برکت بھی۔اکٹھے مل جل کرکھانے سے آپس میں پیار اورمحبت بڑھے گی۔فضول خرچ انسان تو شیطان کا بھائی ہوتا ہے۔بعض کہتے ہیں کہ آج پرانا زمانہ نہیں رہا۔زمانے کے ساتھ ساتھ چلناپڑتا ہے یہ سوچ درست نہیں۔ قدرت کے قوانین وضوابط کسی خاص زمانہ کے لیےنہیں بلکہ وہ تو قیامت تک کے لیے ہیں۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے والدین پر فرض ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح طریقہ سے تعلیم وتربیت کرے۔ اس لیے تابع فرمان نیک اورصالح اولاد کے لیے بھی ضروری ہے کہ اپنے والد کی پندونصائح پرناک بھوں چڑھانے اوربیزار ہونے کی بجائے ان پر من وعن عمل پیرا ہواس لیے کہ:

چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی!

۹۔ یہ پندنامہ بہوؤں کے لیے بھی ہے اس لیے کہ بہو جب بیٹی ہوتی ہے تو کچھ عرصہ اپنے والدین کے ہاں رہتی ہے جہاں اسے عملی اور ازدواجی زندگی سے واسطہ نہیں

پڑتا۔ جب وہ اپنے سسرال جاتی ہے تو اس کے سامنے بڑے مشکل اور نازک مراحل آتے ہیں جن سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اسے رہنمائی کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ سسرال والوں سے حفظِ مراتب کا لحاظ رکھنا ہوگا۔

۱۰۔ عزیزانِ من! ایسا بھی ہوتا ہے کہ شیطان انسان کو گمراہ کر دیتا ہے۔ والدین اور بہن بھائیوں میں نا اتفاقی ڈال دیتا ہے مگر خوش قسمت ہے وہ اولاد جس کے دل میں احساسِ سودوزیاں پیدا ہو جائے اور اپنی غلطیوں اور گستاخیوں سے توبہ کر لے۔ سورۃ یوسف کی آیت ۹۷ اور ۹۸ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں؟ آیت ۹۷ "بیٹوں نے عرض کی اے ہمارے پدرِ محترم مغفرت مانگئے ہمارے لیے ہمارے گناہوں کی۔ بے شک ہم ہی قصور وار تھے۔ (آیت ۹۸ کا ترجمہ) فرمایا عنقریب مغفرت طلب کرونگا تمہارے لیے اپنے ربّ سے۔ بے شک وہی غفور و رحیم ہے۔ آپؑ نے وعدہ فرمایا کہ میں تمہارے لیے اپنے ربّ کے حضور میں مغفرت کی التجا کرونگا۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ نے سحری کے وقت اور بعض میں ہے کہ شب جمعہ کو دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندے کی اس دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور ان کے قصوروں کو معاف کر دیا۔ مگر اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنے گناہوں پر نادم ہو اور صدق دل سے اپنے والدین کے حضور معافی کا طالب ہو۔ ہر صورت والدین کو راضی کر کے ان سے ان کی زندگی میں ہی معافی حاصل کر لے۔ باقی معاملہ ربِ کریم کے سپرد کر دے۔ اللہ تعالیٰ معاف کر دینا ہی پسند فرماتا ہے۔ بعد مرگ معافی کے لیے آئے تو کیا آئے؟ وہ تو منہ دکھاوا ہوگا۔ دنیاداری ہوگی۔ اختر شیرانیؒ نے اس وقت کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے:

جب میری قبر پر وہ پھول چڑھانے آئے
موت کی نیند کے ماتوں کو جگانے آئے
کوئی اس وعدہ فراموش سے اتنا کہے
اب آپ کس لیے روٹھوں کو منانے آئے
تم تو اک دن میرے شکوے بھی نہ سن سکتے تھے
اب مجھے کیوں غمِ دل اپنا سنانے آئے؟

۱۰۔ والدین کی نافرنی:

ا۔ رسول ﷺ نے فرمایا "جو اپنی عمر میں اضافہ اور رزق میں ترقی چاہتا ہو اسے اپنے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا چاہیے (حدیث شریف)

حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی گناہ کی سزا کو قیامت تک موخر کرنا چاہے تو کر دے لیکن والدین کی نافرمانی ایک ایسا گناہ ہے جس کی سزا اللہ تعالیٰ موت سے پہلے پہلے ضرور دے گا۔

۱۱۔ باپ کا احترام

باپ کا احترام کرو...... تاکہ تمہاری اولاد احترام کرے۔

باپ کی عزت کرو...... تاکہ اس سے فیض یاب ہو سکو۔

باپ کا حکم مانو...... تاکہ خوشحال ہو سکو۔

باپ کی باتیں غور سے سنو...... تاکہ دوسروں کی نہ سننی پڑیں۔

باپ کی سختی برداشت کرو...... تاکہ با کمال ہو سکو۔

باپ کے سامنے اونچا نہ بولو...... ورنہ اللہ تعالیٰ تم کو نیچا کر دے گا۔

باپ کے سامنے نظر جھکا کر رکھو...... تاکہ اللہ تعالیٰ تم کو دنیا میں بلند کر دے۔

باپ ایک کتاب ہے...... جس پر تجربات تحریر ہوتے ہیں۔

باپ ایک ذمہ دار ڈرائیور ہے...... جو گھر کی گاڑی کو اپنے خون پسینے سے کامیابی کے ساتھ چلاتا ہے۔

باپ ایک مقدس محافظ ہے...... جو ساری زندگی خاندان کی نگرانی کرتا ہے۔

باپ کے آنسو تمہارے دکھ سے نہ گریں...... ورنہ اللہ تعالیٰ تم کو جنت سے گرا دے گا۔

(ایک باپ)

(پہلا خط)

Father's Letter to Sons living abroad

My dear Sons السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

Subject: **Dwelling of life according to the guide lines / instructions / orders of Allah / Rubb contained in the holy Quraan.**

Being Head of the family, it is incumbent upon me to advise you to followthe instructions strictly laid down in The Holy Quraan for smooth running of the domestic life of the creature. Where there will be the deriation from the Islamic Laws, there will be a statiq unrest, turmoil and dissatisfaction in the life. Being the Head of family it is essential for me to let you know about the "آیاتِ قرآنی" which are quite relevant for maintaining a peaceful atmosphere in the domestic affairs. After that if you will abide by the doctrine and instructions of Allah, surely there will be a restful and peaceful life other wise a state of hatred and financial worries will continue prevailing upon through out the life. There is another most important factor i.e. the acceptance of the instructions of the elders whole heartedly. I believe all of you will pay full heed towards these "آیاتِ قرآنی" which are being translated into English as you do not understand Urdu.

Reference: "Surah Bani Israial No. 17 Ayat Nos. 23, 24, 25, 26, 27, 28, 29, 30.

Translation:-

Verse No.

23: And your Rubb (Sustainer) commanded that do not worship any one else except Him and be Kind to parents. If

one of them or both of them reach old age before you utter not even a faint cry of impatience to them and do not scold them and speak to them with generously. kind words of respect.

24: And make yourself submissively gentle to them with humility under compassionate heart and say "O my Rubb have mercy on both of them as they brought me up in my childhood."

25: Your Rubb Knows well what is in your minds if you be righteous then surely He is forgiving to those who offer "Tauba" "توبہ" (return to Allah in repentance (پشیمانی).

26: And give to the near relatives their due rights, as also to those in want and to the wayfarers (مسافر), but do not squander.

27: Surely the wasteful are the brothers of the devil and the devil is very un-grateful to his Rubb.

28: If you turn your face away from them in seeking the mercy of your Rubb hoping to attain it, then speak to them in kind by gentle words.

29: And do not make your hands tied up in miserliness nor be extravagant lest you sit down blamed or exhausted.

30: Surely your Rubb extends the provision for whom, He pleases surely, He is fully aware and SEES His devotes.

2. Rubb is the creater of His men and women. He was fully aware of the deeds and misdeeds of the future lives of the mankind. So He always provided guide books through prophets of the times. Similarly, Quraan is the last and the final guide book given to His last Prophet Muhammad (ﷺ). This is the only code of conduct which is to be followed strictly for living a peaceful life. May Allah help all of us to act upon the Rules and Regulations contained in

the Holy Quraan. Ameen.

3. Now I would like to invite your attention towards the massage of Muhammad(ﷺ), which he delivered at the time of concurrence of Mekkah:

Quote:-The people of Makkah who had been teasing, disobeying the prophet were gathered in a ground, waiting for their fate. They feared that Muhammad will take revenge and order to cut their throats. Then Muhammad asked them orderly "Do you know what I am doing with you now? They replied you are our beloved brother and you are the son of our kind hearted brother and we expect, you will forgive us all them Muhammad announced that:

"لا تثریب الیکم الیوم"
"آج تم سے کوئی مؤآخذہ نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔"

"To-day there will be no revenge you are free, go wherever you wish to go."

4. Now a few words for my loveliest Sons in Urdu:

تمہاری امی جب کہ بستر مرگ پر تھی۔ مجھے خاص طور پر بلوایا۔ میرا ہاتھ پکڑ کا چوما اور کہا "میرے صاحب جی! سب سے پہلے مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے اقرار لے لیا۔ پھر کہا میرے میاں صاحب جی! ایک عرض اور ہے میرے بیٹوں کو بھی معاف کر دو۔ وہ نادان ہیں میں نے تو انھیں تہہ دل سے معاف کر دیا ہے۔ آپ بھی معاف کر دیں۔ مجھ سے یہ اقرار بھی لے لیا۔ بچوں کے نام مجھے پیار بھرا خط لکھ کر دکھاؤ تو میری ساری بیماری دور ہو جائے گی۔ لہٰذا اس خط کے ذریعے اعلان کرتا ہوں کہ "لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء" آج سے تم پر کوئی ناراضگی نہیں۔ جاؤ خوش زندگی بسر کرو۔

(تمہارا باپ)

(2)

بچوں کی والدہ کی وفات کے بعد کا تیسرا خط

عزیزانِ من! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ ، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور آپ کی والدہ محترمہ کو عالمِ برزخ میں راحت وسکون عطا فرمائے۔ آمین تمہیں یاد ہو گا مرحومہ ہر لحہ آپ کو دعاؤں میں یاد رکھتی تھیں۔ آپ کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو باوجود سخت ناراض ہونے کے دل سے معاف رکھتی تھی اور مجھے ہمیشہ معاف کرنے پر تاکید کرتی تھی۔ وفات سے پہلے مجھ سے معافی نامہ لکھوا کر خوش ہو گئی تھی۔ اب تمھاری سفارش کسی نے نہیں کرنی اس لئے اب زیادہ احتیاط برتنے کی ضرورت ہے۔ حضورﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''جو اپنی عمر میں اضافہ اور رزق میں ترقی چاہتا ہو اسے اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے۔ مرحومہ میری انتہائی عزت کرتی تھی میری صحت کا ہمیشہ خیال رکھتی تھی۔ سچ کہوں مرحومہ نے لٹھ لے کر میرے ایمان کی حفاظت کی۔ دراصل وہ محبت مجھ سے چھیننا چاہتی تھی۔ میں پاگل اس جذبہ کو سمجھ نہ پایا اسے یہی سمجھاتا رہا پگلی محبت چھینی نہیں جاتی مگر وہ یہ راز پا نہ سکی۔ اس لیے کبھی کبھار رنجش ہو جاتی۔ یہ راز زندگی کے آخری لمحات میں اس پر فاش ہوا اور ''میرے میاں صاحب جی کو بلاؤ'' کی تکرار کی اصل وجہ بھی یہی تھی اللہ ان پہ رحمت کرے۔ وہ نیک، باعصمت، غیور اور پاکیزہ بیوی تھی۔

پیارے پیارے سے کچھ لوگ
دے جاتے ہیں کیسے روگ

میاں محمد بخشؒ نے فرمایا ہے:

ماں مرے تاں پیکے چھٹ دے
پیو مرے گھر ویلا
شالا مرن نہ ویر کسے دے
اجڑ جاندا اے میلا

اپنا حال تو یہ ہے۔

جدا ہوا تھا تو یادیں بھی ساتھ لے جاتا
یہ بوجھ اب تو سنبھلتا نہیں سنبھالے سے

میں عمر کے اب اس مرحلے میں ہوں کہ نہ جانے موت کب آن دبوچے گویا۔

کوئی دم کا مہمان ہوں اے اہل محفل
چراغ سحر ہوں بجھا چاہتا ہوں

مگر ایک بات ضرور ہے کہ آپ لوگوں کی توجہ اور ادب و احترام کی مجھے اب پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہوگی۔ (تمہارا باپ)

(3)
ختم قرآنی کے لئے

کل من علیھا فان○ و یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام○

محترمی! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ' مزاجِ گرامی؟ میری رفیقۂ حیات نصف صدی سے زائد ہم سفر رہ کر صبح پانچ بجے اپنی عمر طبعی گزار کر داغِ مفارقت دے گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

؎ غمِ ہستی کا اسد کس سے ہے جز مرگ علاج
شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

مرحومہ کے ایصالِ ثواب کے لیے بروز اتوار صبح 8 تا 10 جامع مسجد میں قرآن خوانی ہوگی۔ جس میں شامل ہو کر اس غم کو حوصلہ صبر و استقامت کے ساتھ برداشت کرنے میں میری دل جوئی فرمائیں۔ مرحومہ کے لیے دعا ہے کہ:

داخل فردوس فرمائے تجھے رب العباد
ایں دعا زمن واز جملہ جہاں آمین باد

(دعا گو میاں محمد سعید شاد)

کاش مائیں نہ مرتیں!

(جب مولف کی ماں اس دنیا سے رخصت ہوئی تو اس طرح کے جذبات رقم کیے تھے۔ پھر عزیزوں اور دوستوں کی والدہ کی وفات پر اس طرح کا خط ارسال کیا جاتا ہے۔)

محترمی! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ! آپ کی والدہ محترمہ داغِ مفارقت دے گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ٥ ہر ذی روح نے بالآخر موت کا مزہ ضرور چکھنا ہے۔ کسی کی آج تو کسی کی کل باری ہوگی۔ اللہ کی طرف سے عطا کردہ عمر کے دن جب بیت جائیں گے تو اگلی دنیا میں منتقل ہو جائیں گے۔ عزیز واقارب دوست احباب فاتحہ اور تعزیت کے لیے آ رہے ہونگے آپ کو صبر وسکون کی تلقین کر رہے ہونگے، ہمارے ہاں تعزیت کا یہی ایک انداز ہے۔ مگر جو صدمہ آپ کے دل ودماغ پر طاری ہوا ہے دوسرے اس غم اور دکھ کو کیا جانیں؟ جس تن لاگے سوہی جانے جن کی مادر مشفق جن کی سجدہ ریز ہو کر اپنی اولاد کی عافیت کے لیے دعائیں کرنے والی ماں یوں یکا یک داغِ مفارقت دے جائے ان کے دکھ درد کو پرائے کیسے جان سکتے ہیں؟ وہ تو منہ دکھائی کے لیے آتے ہیں کہ نہ گئے تو اگلے ناراض ہو جائیں گے۔ تعزیت کے لیے آنے والی خواتین کے رونے اور بین کے متعلق میاں محمد بخش" نے فرمایا ہے۔

قصے ہور کسے دے، اندر درد اپنے کجھ ہوون
بن پیڑاں تاثیراں ناہیں بے پیڑے کد روون

2- ماں کی وفات کا غم تو رہ رہ کر اٹھتا ہے گویا!

لالہ و گل اداس ہیں سرو سمن کو کیا ہوا
کوئی بتائے اب مجھے میرے چمن کو کیا ہوا

منزلِ صبر و سکون میں حشر سامانی ہے آج
آنکھ میں آنسو ہیں دل سوز پنہانی ہے آج

۳۔محترمی! ابھی تو کئی ایسے موقع آئیں گے جب مادرِ مشفق کی یادیں بکثرت آئیں گی۔ان کی شیریں پکار۔ان کی پُرخلوص دعائیں۔ان کے بےلوث مشورے۔غرضیکہ ان کی مہربانیوں کو کیسے بھلایا جاسکے گا۔جب ماںؒ سامنے نہ ہوگی تو دردِ دل اور بڑھ جائے گا اور پھر حالت ایسی ہوگی کہ درد اٹھ اٹھ کر بتائے گا ٹھکانہ دل کا! ابھی تو آپ تعزیت کے لیے آنے والوں کے ساتھ مصروف ہونگے تاہم جب یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا تو پھر تنہائی میں ماں جی کی یاد بے اختیار آئے گی گویا۔

جن کی یادوں سے رگ و جاں میں ڈھن ہونے لگے
ذکر چھڑ جائے تو پتھر کا بھی دل رونے لگے

۴۔علامہ اقبال کی والدہ ماجدہ اس وقت فوت ہوئیں جب آپ لنڈن میں ابھی زیرِ تعلیم تھے تو انہوں نے ''ماں جی'' کے عنوان پر معرکہ آرا نظم لکھی تھی۔چند اشعار درج ذیل ہیں:

کہتے ہیں اہلِ جہاں دردِ اجل ہے لا دوا
زخمِ فرقت، وقت کے مرہم سے پاتا ہے شفاء
کس کو اب ہو گا وطن میں آہ میرا انتظار
کون میرا خط نہ آنے سے رہے گا بے قرار؟
خاکِ مرقد پہ تیری لے کے یہ فریاد آؤں گا
اب دعائے نیم شب میں کس کو یاد آؤں گا
تربیت سے تیری میں انجم کا ہم قسمت ہوا
گھر میرے اجداد کا سرمایہ عزت ہوا
عمر بھر تیری محبت میری خدمت گر رہی
میں خدمت کے قابل جب ہوا تو چل بسی

یاد سے تیری دل درد آشنا معمور ہے
جیسے کعبہ میں دعاؤں سے فضاء معمور ہے
مثلِ ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو تیرا
نور سے معمور یہ خاکی شبستان ہو تیرا
آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورُستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

۴۔عزیزم! بندہ خود آپ کی والدہ ماجدہ کی وفات کے غم میں آپ کے ساتھ برابر کا شریک ہے۔میری دعا ہے کہ اللہ کریم مرحومہ کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور اہلِ خانہ کو صبر وسکون نصیب ہو۔آمین ایصال ثواب کے بارے میں ایک حدیث پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضورکوفرماتے سنا ہے کہ جب کوئی شخص کسی گھر سے فوت ہوتا ہے اور گھر والے اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں تو جبریلؑ نور کے تھال پر اسے رکھتے ہیں پھر اس کی قبر کے دہانے پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں ''اے گہری قبر کے رہنے والے! یہ ہدیہ ہے جو تیرے گھر والوں نے تیری طرف بھیجا ہے تو اسے قبول کر تو اس کی خوشی اور مسرت کی کوئی حد نہیں رہتی اور اس کے پڑوسی جن کی طرف کوئی ہدیہ نہیں بھیجا وہ بڑے غم ناک ہوتے ہیں۔(طبرانی) اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے والدین کریمین کے حق میں صدقہ و خیرات کے ذریعہ ایصال ثواب کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ایک نظم ملاحظہ ہو:

نظم

مجھے رات تک باہر رہنے پر
روکتی رہتی تھی
میں اس کی باتیں سن کر
ہنسی سے ٹال دیتا تھا

کل سے جلدی آؤں گا
کہہ کر ٹال دیتا تھا
وہ مجھے دیکھ کر مسکرا دیتی تھی
اور پیار سے چپت لگا دیتی تھی
میں اسے بہت ستاتا تھا
اسے بہت نخرے دکھاتا تھا
وہ ہر بار میرے ناز اٹھاتی تھی
رات کے کسی پہر بھی گھر آتا
اس کو ہمیشہ اپنا منتظر پاتا
دن رات اس کے پیار کی برسات ہوتی
اس کی دعائیں ہمیشہ میرے ساتھ ہوتیں

(۲)

پر اب!
زندگی میں وہ بات نہیں ہے
کیونکہ وہ میرے پاس نہیں ہے
اس کے پیار بنا دل کی زمین سوکھی ہے
اک وہی مخلص تھی ساری دنیا روکھی ہے
گھر جب بھی لوٹوں وہ نگاہیں ڈھونڈتا ہوں
سما جاؤں جن میں وہ ماں کی باہیں ڈھونڈتا ہوں
ان جگہوں کو دیکھتا رہتا ہوں
جہاں بیٹھ کر وہ میرا انتظار کرتی تھی
میں گھنٹوں اپنا چہرہ دیکھتا ہوں

جہاں وہ مجھے پیار کرتی تھی
تیری دعا کے بغیر سڑکوں پر نکل جاتا ہوں
ہر قدم راستے پر ٹھوکر کھاتا ہوں
ماں تو میرے لیے خدا کی صورت ہے
تو لوٹ کے آ کہ مجھے ابھی تیری ضرورت ہے

(۳)

میں جلد گھر لوٹ آؤں گا
خدا قسم تجھے کبھی نہ ستاؤں گا
تیری خدمت صبح و شام کروں گا
جو کہے گی وہ ہر کام کروں گا
میرے کان پھر سے منتظر ہیں
اک بار پھر وہ لوری سنا دے
ایک عرصہ ہوا میں سویا نہیں
تو اپنی گود میں مجھے سلا دے
کاش! ایسی مائیں ابھی نہ مرتیں
کاش! کسی کی مائیں نہ مرتیں

(۴)

جس دن مائیں مر جاتی ہیں
آنکھیں ریت سے بھر جاتی ہیں
پھول کی صورت کھل کر یادیں
دل میں روز بکھر جاتی ہیں

تم کیوں باہر ہو چڑیاں بھی
شام کو اپنے گھر جاتی ہیں
اڑ جاتی ہیں اوس کی بوندیں
پھول کو تنہا کر جاتی ہیں
ساحل کو تڑپا کر شاؔد
لہریں روز گزر جاتی ہیں

۵۔ ماں زندہ ہو تو بیٹا بیٹی اپنا دکھڑا سنا کر غم غلط کر لیتے ہیں۔ ماں اپنی اولاد کے سارے دکھ درد وغم اور فکر اپنے دامن میں سمیٹ لیتی ہے۔ مگر جب ماں ہی اس دنیا سے اگلے جہاں سدھار جائے تو پھر اولاد اپنا غم اپنا دکھ درد کسے سنائے؟ حضرت مادھو لال حسینؒ نے اپنے اندر ماں کی جدائی کا دکھ درد بتانا چاہا تو بڑے دردناک انداز سے پکارا۔

مائے نی کیہنوں آکھاں درد وچھوڑے دا حال!
دھواں دھکے میرے مرشد والا جاں پھولاں تاں لال
سولاں مار دیوانی کیتی، برہوں پیا ساڈے خیال
دکھاں دی روٹی، سولاں دا سالن، آہیں دا بالن بال
جنگل پھرے ڈھونڈیندی اجے نہ پایو لال
کہے حسین فقیر نمانا شوہ ملے تاں تھیواں نہال

ماں کی شان کیا ہے؟

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام سے دریافت کیا کہ رشتہ داروں میں سے میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے۔ اس کے جواب میں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تمہاری والدہ حسن سلوک کی زیادہ مستحق ہے۔ سائل نے پھر پوچھا؟ پھر آپؐ نے فرمایا تیری والدہ۔ سوال کرنے والے نے عرض کی، پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری والدہ، چوتھی مرتبہ سوال کرنے پر حضور کریم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: تمہارا باپ۔ (مشکوۃ شریف صفحہ نمبر ۴۱۸) از بخاری و مسلم (حقوق العباد حقوق والدین) صفحہ ۳۵)۔

اقوال زریں

☆ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔
☆ ماں کے بغیر گھر سونا سونا لگتا ہے۔
☆ ماں ایک پھول ہے جو دنیا کے کانٹے چبھنے کے باوجود مسکراتا ہے۔
☆ ماں کی آغوش انسان کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے۔
☆ ماں زندگی کی تاریک راہوں میں روشنی کا مینار ہے۔
☆ ماں کی بددعا سے بچو، کیونکہ خدا اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔
☆ ماں کو مصیبت کے وقت جب بھی یاد کیا جائے تو سکون ملتا ہے۔
☆ ماں سے بڑھ کر کوئی بڑا استاد نہیں۔
☆ ماں ایک کتاب کی مانند ہے۔

☆ انسانوں کو سب سے زیادہ پیار کرنے والی ہستی ہے۔
☆ ماں کی نافرمانی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔
☆ ماں ایک ایسا درخت ہے جس کا سایہ زندگی کی تھکن دور کرتا ہے۔
☆ ماں کی دعا کامیابی کا راز ہے۔
☆ ماں دنیا کی عزیز ترین ہستی ہے۔
☆ ماں کی محبت پھول سے زیادہ تروتازہ اور لطیف ہے۔
☆ ماں کی خوشنودی دنیا میں باعث دولت اور آخرت میں باعث نجات ہے۔
☆ ماں کو گالی دینا سب سے بڑا گناہ ہے۔
☆ ماں کا سایہ ٹھنڈی چھاؤں ہے۔
☆ ماں دکھوں کا مداوا ہے۔
☆ ماں کے بغیر کائنات نامکمل ہے۔

رحمت کی برسات (ماں)

(ماخوذ)

جب تو پیدا ہوا کتنا مجبور تھا
یہ جہاں تیری سوچوں سے بھی دور تھا
ہاتھ پاؤں بھی تب تیرے اپنے نہ تھے
تیری آنکھوں میں دنیا کے سپنے نہ تھے
تجھ کو آتا تھا جو صرف رونا ہی تھا
تجھ کو چلنا سکھایا تھا ماں نے تیری
تجھ کو دل میں بسایا تھا ماں نے تیری
ماں کے سائے میں پروان چڑھنے لگا
وقت کے ساتھ قد تیرا بڑھنے لگا
دھیرے دھیرے تو کڑیل جوان ہو گیا
تجھ پہ سارا جہان مہرباں ہو گیا
زور بازو پہ تو بات کرنے لگا
خود ہی سجنے لگا خود سنورنے لگا
ایک دن اک حسینہ تجھے بھا گئی
بن کے دلہن وہ پھر تیرے گھر آ گئی
فرض اپنے سے تو دور ہونے لگا
بیج نفرت کا خود ہی تو بونے لگا

پھر تو ماں باپ کو بھی بھلانے لگا
تیر باتوں کے پھر تو چلانے لگا
بات بے بات ان سے تو لڑنے لگا
قاعدہ اک نیا پھر تو پڑھنے لگا
یاد کر تجھ سے ماں نے کہا ایک دن
اب ہمارا گزارہ نہیں تیرے بن
سن کے یہ بات تو طیش میں آ گیا
تیرا غصہ تیری عقل کو کھا گیا
جوش میں آ کے تو نے یہ ماں سے کہا
میں تھا خاموش سب دیکھتا ہی رہا
آج کہتا ہوں کہ پیچھا میرا چھوڑ دو
جو ہے رشتہ میرا تم سے وہ توڑ دو
جاؤ جا کے کہیں کام دھندا کرو
لوگ مرتے ہیں تم بھی کہیں جا مرو
بیٹھ کر آہیں بھرتے تھے وہ رات بھر
ان کی آہوں کا تجھ پہ ہوا نہ اثر
ایک دن باپ تیرا چلا روٹھ کر
کیسے بکھری تھی پھر تیری ماں ٹوٹ کر
پھر وہ بے بس اجل کو بلاتی رہی
زندگی اس کو ہر روز ستاتی رہی
ایک دن موت کو بھی ترس آ گیا
اس کا رونا بھی تقدیر کو بھا گیا

اشک آنکھوں میں تھے وہ روانہ ہوئی
موت کا ایک ہچکی بہانہ ہوئی
اِک سکوں اس کے چہرے پہ چھانے لگا
پھر تو میت کو اس کی سجانے لگا
مدتیں ہو گئیں آج بوڑھا ہے تو
جو پڑا ٹوٹی کٹیا پہ کوڑا ہے تو
تیرے بچے بھی اب تجھ سے ڈرتے نہیں
نفرتیں، ہیں محبت وہ کرتے نہیں
درد میں تو پکارے کہ او میری ماں!
تیرے دم سے روشن تھے دونوں جہاں
وقت چلتا رہے وقت رکتا نہیں
ٹوٹ جاتا ہے وہ جو کہ جھکتا نہیں
بن کے عبرت کا تو اب نشاں رہ گیا
ڈھونڈ لے زور تیرا کہاں رہ گیا
تو احکامِ ربی بھلاتا رہا
کاٹ لے تو وہی تو نے بویا تھا جو
تجھ کو کیسے ملے تو نے کھویا تھا جو
یاد کر کے گیا دور رونے لگا
کل جو تو نے کیا آج ہونے لگا
موت مانگے تجھے موت آتی نہیں
ماں کی صورت نگاہوں سے جاتی نہیں
تو جو کھانسے تو اولاد ڈانٹے تجھے

تو ہے ناسور سکھ کون بانٹے تجھے
موت آئے گی تجھ کو مگر وقت پر
بن ہی جائے گی تیری قبر وقت پر
قدر ماں باپ کی گر کوئی جان لے
اپنی جنت کو دنیا میں پہچان لے
اور لیتا رہے وہ بڑوں کی دعا
اس کے دونوں جہاں اس کا حامی خدا
یاد رکھنا تو ساغرؔ کی اس بات کو
بھول جانا نہ رحمت کی برسات کو

داشتہ آید بکار

احترامِ والدین کے متعلق چند مفسّرین، مفکرین اور علماء کرام کے قابل عمل مضامین

احترامِ والدین

(داشتہ آید بکار)

احترام والدین کے متعلق گاہے بگاہے اخبارات اور رسائل میں قرآن وسنت کی روشنی میں مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اس موضوع پر متعدد کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ مگر جس انداز سے زیر نظر کتاب تدوین کی گئی ہے یعنی ایک باپ کی اپنے ناخلف مغرور اور متکبر بیٹے کی سچی داستان دل خراش بمعہ دستاویزی ثبوت رقم کی گئی ہے اس طرح کی کوئی کتاب شاید دبایدہو۔ اس کاوش کا اصل مقصد تو یہی ہے کہ کسی کی اولاد سرکش ہو گئی ہو۔ کوئی تدبیر اسے راہِ راست پر لانے میں کارگر نہ ہوتی ہو تو والد کو خود دور اندیشی ہوشمندی اور حکمتِ عملی سے کام لے کر حالات کو خطرناک حد تک پہنچانے سے گریز کرنا چاہیے۔ اس طرح دوسرے فریق کو ردعمل دکھانے کا موقعہ نہ ملے گا اور حالات جگ ہنسائی کا سبب نہ بنیں گے۔ آیئے اس موضوع پر مفکرین اور علماء وفضلاء کی طرف سے شائع ہونے والے چند مضامین پڑھتے ہیں۔ اقبالؒ نے فرمایا ہے۔

ہر عمل کے لئے ہے ردِ عمل
دہر میں نیش کا جواب ہے نیش

گھر کا فیض

عزیزی طیبہ ضیاء (امریکا)

ماں کی جنت اور باپ کی شفقت کا سایہ درحقیقت اللہ کی بخشش اور نبی ﷺ کی رحمت کا سرمایہ حیات ہے۔ زندگی کی راہ گزر میں جب کوئی غم ملے تو نبی کریم ﷺ کے غموں کو یاد کرنے سے پہاڑ سا غم بھی معمولی دکھائی دینے لگتا ہے۔ کیفیات پانے کے لیے نبی کریم ﷺ سے والہانہ وابستگی شرط ہے۔ ماہ ربیع الاول رسموں کا نہیں قسموں کا مہینہ ہے۔ اصحابؓ فرمایا کرتے تھے، قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میرا نبی ﷺ میرا دین ہے، میرا ایمان ہے اور یہی قرب الٰہی کا مقام ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا باپ نہ دیکھا۔ ماں کو معصوم آنکھوں کے سامنے منوں مٹی تلے جاتے دیکھا۔ آپ ﷺ کے پرنور دل پر کیا گذری ہوگی۔ یتیم ہی یتیموں کا والی بنایا گیا۔ آپ ﷺ سے عشق ہی دکھوں سے نجات اور ہر سوالی کا جواب ہے۔ حضور ﷺ کے بارے میں عقیدہ مضبوط ہونا چاہیے کہ جو آپ کا ارشاد ہے وہی ارشاد آخر ہے۔ دنیا کے سارے دانا و اولیاء بھی اکٹھے ہو جائیں تب بھی حضور ﷺ کی خاک پا کے برابر نہیں۔ غموں کے پہاڑ بھی ٹوٹ پڑیں، فقط نبی ﷺ سے محبت، درود و سلام ہی مرہم ہے علاج ہے۔ مومن کی معراج ہے۔ سانحہ کربلا کے بعد امام زین العابدینؓ کا یہ عالم کہ قافلہ لٹ چکا تھا، پابند سلاسل، یاد کی اذیت میں مبتلا مگر اس حال میں بھی ایک کیفیت طاری تھی......

ان نلت یا ریح الصبا یوم الی ارض الحرم
بلغ سلامی روضۃ فیھا النبیؐ المحترم

(اے صبا، آج کے دن میرا سلام ارض حرم جا کر اس روضے میں پہنچا جہاں نبی محترم ﷺ ہیں)۔

2- اللہ کی رحمت کے جلوے اس وقت میسر ہوتے ہیں جب سجدے میں ہو جس دم سر اپنا اور نام محمد ﷺ آہوں میں یہ آلِ نبی ﷺ کی شان ہے کہ اس حال میں بھی حضور ﷺ کو سلام پہنچایا اور امت کو یہ بتایا کہ ہم ہر حال میں سلام آپ ﷺ ہی کو کرتے ہیں۔ دنیا کو فیض ہمارے ہی گھر سے ہے۔

ملتِ عشق از ہمہ ملت جداست
عاشقاں را مذہب و ملتِ خداست

(عشق والوں کا مسلک سب سے جدا ہوتا ہے عاشقوں کا مذہب اور مسلک صرف خدا ہوتا ہے۔) اس گھر کا فیض پانے کے لیے آل نبی ﷺ کے دکھوں کو ہر سانس میں آباد رکھنا ہوگا۔ اس در پر ہمارے گھر والے قربان۔ دنیا میں ماں باپ سے عظیم کوئی دولت نہیں۔ اصحابؓ نبی کریم ﷺ سے ''میرے ماں باپ آپؐ پر قربان'' کہہ کر اپنی عرض کیا کرتے تھے۔ انمول رشتے اس جہاں فانی سے کوچ کر جائیں تو جدائی کا غم آنسوؤں میں بھیگ جاتا ہے۔

ہر کجا آب رواں غنچہ بود
ہر کجا اشک رواں رحمت بود

جب آسمان سے پانی برستا ہے تو زمین پر پھول اور غنچے کھلتے ہیں اور جب آنسو جاری ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی ہے جو رونا دل کی چوٹ کی وجہ سے نہ ہو، وہ تو نوحہ گروں کی طرح ہے کہ جو اجرت پر روتے ہیں درد دل بندگی کا سبب ہے۔ اسے دنیاداری کی گرد سے بچالینا چاہیے، آنسو بہشت کی شبنم ہے۔

عشق کی چوٹ کا کچھ دل پہ اثر ہو تو سہی
درد کم ہو یا زیادہ مگر ہو تو سہی

3- جس شخص کا آخری سانس مسلمان ہو جائے اس کی ساری زندگی مسلمان ہو جاتی ہے۔ انسان اپنی منزل تک پہنچ گیا اور قبول کرنے والے نے قبول کر لیا تو سمجھو اس کا ہر راستہ صحیح ہے۔

پانی بھرن سہیلیاں رنگا رنگ گھڑے
بھریا اس دا جانیے جس دا توڑ چڑھے

4- منزل قریب ہو تو اللہ والے اصل مقام کو جانے کے لیے تڑپتے ہیں۔ خوشی سے جان دیتے ہیں۔ جب اولاد اپنے ماں باپ کی قبر پر مٹی ڈالتے دیکھتی ہے تو تب معلوم ہوتا ہے کہ پیار کرنے والا، دعا دینے والا چہرہ غائب ہو گیا ہے۔ اس چہرے کے جانے سے نظروں کے سامنے اندھیرا چھانے لگتا ہے۔ اللہ والے کہتے ہیں کہ غم بندے کو اللہ کے قریب کر دیتا ہے اور غم والے کہتے ہیں، بے کیف کبھی وادی غم ہو نہیں سکتی۔ ماں کی جنت اور باپ کی شفقت کا سایہ درحقیقت اللہ کی بخشش اور نبی ﷺ کی رحمت کا سرمایہ حیات ہے۔ حضرت اویس قرنیؒ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کی زیارت کو جانے لگے تو ان کی والدہ نے کہا کہ اگر حضور ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے ہوں تو زیارت کر کے آجانا۔ جب حضرت اویس قرنیؒ مسجد نبویؐ پہنچے تو حضور ﷺ حجرے مبارک میں تھے۔ زیارت نہ ہو سکی اور واپس لوٹ آئے۔ ظاہری ملاقات نہ ہوئی لیکن ملاقات کے اشتیاق کا یہ عالم تھا کہ حضور ﷺ نے اپنا جبہ مبارک ان کو بھیجا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ جبہ مبارک لے کر گئے۔ یہ نبی ﷺ کا فیض ہے۔ حضور ﷺ اویس قرنیؒ کے عمل سے خوش تھے کہ انہوں نے اپنی ماں کا کہا مانا۔ یعنی ماں کا حکم یہاں تک ہے کہ حضور ﷺ کی زیارت کو بھی اگر ماں کہے تو نہیں کرنا، باپ کہے کہ حج نہیں کرنا تو نہیں کرنا۔

5- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ماں باپ کے سامنے اف نہ کرو اور نہ ہی ان کے سامنے بلند آواز کے ساتھ بدکلامی کرو۔ جب ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کی عمر کو پہنچے تو اس کے لیے رحمت کے بازو پھیلا دو اور یہ دعا کرو کہ یا اللہ ان پر رحم فرما جیسا کہ بچپن میں انہوں نے مجھ پر رحم کیا تھا۔ ماں باپ پر اللہ کا رحم ان کی اطاعت ہے۔ اولاد اطاعت نہ کرے گی تو ماں باپ کے لیے دو جہاں میں عذاب بن جائے گی۔ ماں باپ راضی ہو جائیں تو دعاؤں کے خزانے نچھاور ہونے لگتے ہیں۔ ایک بزرگ کو ایک شخص نے دعا کے لیے کہا۔ بزرگ نے پوچھا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا میری ماں حیات ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ پھر میرے پاس کیا لینے آیا ہے۔ اپنی ماں کے پاس جا۔ تیرا شیخ تیرے گھر میں بیٹھا ہے۔ گھر کا فیض چھوڑ کر غیروں کے دروازوں پر جھولی مت پھیلاؤ۔

والدین کے حقوق کیا ہیں......انہیں کیسے بجالانا چاہیے؟

(عبدالرحمٰن رحمانی)

اللہ رب العالمین نے قرآن مجید میں جگہ جگہ اپنے حق کے ساتھ والدین کے حق کا تذکرہ کیا ہے اوراس کی ادائیگی کی تاکید فرمائی ہے۔ جس سے والدین کے حقوق کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (نساء 36) اللہ ہی کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

2- اللہ تعالیٰ نے والدین کے حق کی توضیح بڑی تفصیل کے ساتھ ان الفاظ میں کی ہے:

''تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ اسی کی عبادت کرو، اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو تم ان کو اُف تک نہ کہو، اور نہ انہیں ڈانٹو، اور ان سے نرمی کے ساتھ بات کرو، اور ان کے لیے نرمی کے بازو کو رحمت ومہربانی سے جھکائے رکھو اور یہ دعا کرتے رہو کہ اے پروردگار! میرے والدین پر رحم فرما، جیسا کہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش ونگہداشت کی۔''

3- یہ قرآن مجید کی نہایت جامع آیت کریمہ ہے جس میں بڑے بلیغ انداز میں والدین کے حقوق بیان کیے گئے ہیں:

1- والدین کے ساتھ عموماً حسن سلوک سے پیش آنا۔

2- خصوصاً ضعیفی اور بڑھاپے کے عالم میں ان کی حد درجہ دیکھ بھال کرنا۔

3- ''قولاً وفعلاً'' ان کے ساتھ نرمی اور احترام کا معاملہ کرنا، اور ان کو اف تک نہ کہنا۔

4- ان کے لیے دعائے خیر کرنا۔

مختصر! یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان دو آیات میں معانی کا ایک دریا سمودیا گیا ہے۔

خصوصاً آخری فقرہ ''کما ربیانی صغیرا'' میں نہایت اختصار و جامعیت کے ساتھ والدین کے حق کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے اور انسان کے بچپن کی منظر کشی کر کے اس میں انتہائی تاثیر پیدا کر دی گئی ہے۔ آپ نے سینکڑوں ننھے سے معصوم شیر خوار بچوں کو دیکھا ہوگا اور ان کی بے کسی و بے چارگی کا بھی مشاہدہ کیا ہوگا، کہ وہ ہر کام میں کس طرح دوسروں کے محتاج ہوتے ہیں، نہ خود سے کھا پی سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی دوسری ضروریات پوری کر سکتے ہیں۔

4- ذرا چشم تصور میں اپنی زندگی پر ایک طائرانہ نگاہ ڈال لیجئے۔ جہاں سے آپ کی زندگی کا آغاز ہوا، اور جب آپ نے اس دنیا میں آنکھ کھولی، تو کیا آپ کی حالت ان شیر خوار و بے کس و بے بس بچوں سے مختلف اور بہتر تھی؟ نہیں ہرگز نہیں...... بلکہ آپ بھی بالکل اسی طرح لاچار و بے بس تھے جس طرح آپ ان شیر خوار ننھے منے بچوں کو دیکھ رہے ہیں اور آپ بھی بالکل اسی طرح سہارے اور تعاون کے محتاج تھے جس طرح آج یہ ننھے بچے ہیں۔ پھر ذرا سوچئے کہ وہ کون سی ہستی تھی جو برابر آپ کا ہر طرح خیال رکھتی تھی اور آپ کی ہر ضرورت پوری کرتی تھی؟ وہ کون سی ہستی تھی جو آپ کو اپنے سینہ سے لگائے رہتی تھی اور آپ کے آرام و راحت کے لیے اپنی ہر آسائش اور آرام کو چھوڑ دیتی تھی؟ اور وہ کون سی ہستی تھی جو آپ کے لیے موسم کی مناسبت سے سرد و گرم کپڑوں اور دیگر ضروریات زندگی کا بندوبست کرتی تھی؟ آپ بستر پر پڑے پڑے پیشاب و پاخانہ کر دیا کرتے تھے اور اپنے جسم اور کپڑوں نیز بستر کو غلاظت سے تر بتر اور آلودہ کر دیا کرتے تھے، پھر وہ کون سی ہستی تھی جو نہایت خندہ پیشانی اور صبر و برداشت کے ساتھ آپ کو نہلا دھلا کر صاف ستھرے کپڑے پہنایا کرتی تھی اور اس کے ماتھے پر شکن نہ آتی تھی اور وہ زبان سے آپ کو اف تک نہ کہتی تھی؟ وہ کون سی ہستی تھی جس نے آپ کی انگلیاں پکڑ کر آپ کو چلنا سکھایا؟ آپ کو اچھی اچھی باتیں بتائیں، اور جب آپ سن شعور کو پہنچے تو آپ کی بہترین تعلیم و تربیت کا انتظام کیا، اور آپ کو عمدہ اخلاق سے آراستہ و پیراستہ کیا، اور آپ کو ایک بہترین اور کامیاب انسان بنانے کی ہر ممکن کوشش کی؟

5- مذکورہ بالا سوالات پر ایک بار پھر نظر ڈالئے اور بغور سوچئے کہ کیا وہ آپ کے اور ہمارے والدین ہی نہیں تھے جنہوں نے یہ ساری مشقتیں اور تکلیفیں ہماری یعنی اپنی اولاد کی

خاطر نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کیں تو انصاف سے بتایئے کہ جن والدین نے اپنی اولاد کے لیے اتنی قربانیاں دیں اور اس قدر مشقتیں اور تکلیفیں برداشت کیں ان کا کچھ حق نہیں بنتا؟ یقیناً ان کا حق نہایت عظیم ہے، واقعہ یہ کہ اگر انسان زندگی بھر والدین کی راہ میں پلکیں بچھائے رہے اور ہر طرح سے ان کی خدمت کرے تو بھی والدین کے حق کی ادائیگی ممکن نہیں ہے۔

-6 والدین کے حقوق پر مشتمل ایک اور جامع آیت سورۃ لقمان کے اندر ان الفاظ میں وارد ہوئی ہے: (لقمان 14) ''ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی۔ اس کی ماں دکھ پر دکھ جھیل کر اسے اٹھائے پھرتی رہی (حالت حمل میں) اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے کہ میرا اور اپنے والدین کا شکر کرو، تمہیں میری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے۔''

-7 قرآن کریم کی بلاغت ملاحظہ کیجئے کہ اس نے والدین کے حق کو بیان کرتے ہوئے ''وصیت'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ ''وصیت'' کسی اہم چیز کے متعلق کی جاتی ہے۔ گویا لفظ ''وصینا'' کے ذریعے والدین کے حق کو مزید موکد کر دیا گیا ہے۔

اور اسی کے ساتھ قرآن کریم کا یہ اعجاز بھی دیکھتے جایئے کہ اس نے کس طرح انسانی نفسیات کی کمزوریوں کو نگاہ میں رکھا ہے، جس نے اس قرآن کریم کا کلام الٰہی اور منزل من اللہ ہونا بھی واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔

-8 بہت ممکن تھا کہ کوئی بچہ والدین کی محبت میں حد سے آگے بڑھ جائے اور ان کے ہر جا و بیجا حکم کی تعمیل کو اپنے لیے واجب قرار دے لے۔ تو قرآن کریم نے اس پر بندش عائد کر دی کہ والدین کے حقوق کا پاس و لحاظ ضرور رکھا جائے، لیکن اگر وہ خلاف شریعت کوئی کام کرنے پر مجبور کریں تو ان کی بات نہیں مانی جائے گی اور وہ کام ہرگز نہیں کیا جائے گا اور ایسا کرنا والدین کی نافرمانی یا حق تلفی کے ضمن میں نہیں آئے گا!

-9 ارشاد ربانی ہے: (لقمان:15) اگر والدین تم پر شرک کرنے کے لیے دباؤ ڈالیں تو ایسی صورت میں تم ان کی اطاعت نہ کرنا، اور دنیا میں ان کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ

کرنا۔اس آیت کریمہ سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اگر کسی کے والدین مشرک و کافر ہوں پھر بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے گا اوران کی بات دنیاوی امور میں مانی جاسکتی ہے۔احادیث نبویہ اور حقوق والدین: جس طرح قرآن کریم میں اللہ ربّ العالمین نے والدین کے حقوق کا تذکرہ کیا ہے اور ان کی ادائیگی کی تاکید فرمائی ہے اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے بھی حقوق والدین کی اہمیت کا ذکر فرمایا۔ مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: کتاب البر والصلۃ والآداب، باب برالوالدین وانہما احق بہ، جزء 16، ص 102، حدیث 2548)۔سب سے زیادہ حسن سلوک کا مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا، تمہاری ماں! پھر تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں۔ پھر تمہارے قریبی رشتہ دار جو جس قدر قریب تر ہو۔"

والدین اولاد کے حق میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں، اس نعمت کی دل و جان سے قدر کرنی چاہیے اور والدین کی ہر ممکن خدمت کر کے خود کو جنت کا حقدار بنانے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔نہایت بدنصیب اور محروم القسمت ہیں وہ لوگ جو والدین جیسی نعمت عظمیٰ حاصل کرنے کے بعد ان کی خدمت کر کے رضائے الٰہی اور جنت حاصل نہیں کر پاتے، بلکہ ان کی نافرمانی کر کے اور ان کو اذیت و تکلیف پہنچا کر اللہ کی پھٹکار اور اس کے غضب کے مستحق بنتے ہیں۔صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تقدیم الوالدین علی التطوع بالصلاۃ وغیرہ۔جزء 16، ص 108، حدیث: 2551)"اس شخص کی ناک خاک آلود ہو اس شخص کی ناک خاک آلود ہو اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، پوچھا گیا: کس شخص کی ناک اے رسول اللہ ﷺ ؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس نے اپنے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کے عالم میں پایا، پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہیں ہوا۔

”جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے“ (الحدیث)

(پروفیسر محمد طاہر القادری)

قرآن پاک میں جا بہ جا عقیدۂ توحید، ایمانیات، اطاعت الٰہی اور اطاعتِ رسول ﷺ کے ذکر کے فوراً بعد جس موضوع کو بیان کیا گیا ہے، وہ والدین کے حقوق ہیں۔ خاندانی زندگی کی عمارت عائلی نظام میں ماں باپ پر استوار ہوتی ہے۔ سورۃ النساء میں ارشاد ہے ”اے لوگو! اپنے ربّ سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی پھر اسی سے اس کا جوڑا پیدا فرمایا پھر ان دونوں میں سے بہ کثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا۔“ سورۂ اسراء میں فرمایا: ”اور آپ کے ربّ نے حکم فرما دیا ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرو۔“ یہاں اللہ نے اپنی ربوبیت کا ذکر کرنے کے بعد عملی زندگی کے حقوق و واجبات اور فرائض کو بیان کیا ہے اور اس امر کی صراحت فرمائی ہے کہ اس کے سوا اور کوئی پرستش اور عبادت کے قابل نہیں۔ یہ فیصلہ سنانے کے بعد والدین کے ساتھ ہمیشہ بھلائی کا سلوک کرنے کی تلقین کی، اور فرمایا ”والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرو۔“ سورۃ لقمان میں ارشاد ہے ”اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں (نیکی کا) تاکیدی حکم دیا۔“

2- ربّ کریم نے والدین کے حقوق کی ادائیگی پر زور دیا۔ اس کے بعد خصوصیت کے ساتھ ماں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”جسے اس کی ماں تکلیف پر تکلیف کی حالت میں (اپنے پیٹ میں) برداشت کرتی رہی۔“ پہلے حکم میں تاکید مشترک ہے اور دونوں کے ساتھ یکساں نیک سلوک روا رکھنے کی تلقین کی گئی ہے جب کہ دوسرے میں صرف ماں کے لیے تاکید ہے اور انسان کو اس جانب متوجہ کیا گیا ہے کہ اس کی ماں اسے ولادت سے قبل کتنی تکلیف اور

مصیبت کے عالم میں اٹھائے پھرتی رہی۔ وہ تمام مصائب کو خوش طبعی اور خندہ پیشانی سے برداشت کرتی رہی۔ گویا انسان کو اس طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ تمہیں کیا خبر کہ وہ تمہاری خاطر کتنے کرب اور اذیت کی کیفیت سے دوچار ہوتی رہی۔ اسے صرف ایک ہی فکر لاحق تھی کہ تم رحم مادر میں محفوظ رہو۔

3- وضع حمل سے ولادت تک کا عرصہ ماں کے لیے ناقابل بیان حد تک اذیت کا عرصہ ہوتا ہے۔ جسم کی تشکیل کا مرحلہ ماں کے جسم کے اندر بہت سی تبدیلیاں پیدا کر دیتا ہے۔ جب یہ وجود تشکیل پذیر ہو کر بہ تدریج بڑھنے لگتا ہے تو ماں کے دل و دماغ میں عجیب کیفیات اور اندیشے جنم لینے لگتے ہیں۔ وہ نہیں جانتی کہ نو ماہ کی تکلیف اٹھانے کے بعد اس کا بچہ زندہ اور تن درست بھی ہوگا یا نہیں۔ ایسے تفکرات اس پر طاری رہتے ہیں۔ اس نے اپنے بچے کو ابھی تک نہیں دیکھا، لیکن اس کی جان ہلکان اور خون خشک ہوتا رہتا ہے۔ وہ وضع حمل تک بے یقینی کی صلیب پر لٹکی رہتی ہے۔ پھر بھی ان پریشانیوں سے دوچار ہو کر اور بار بار تھکن سے گزر کر بھی وہ نہیں ہارتی بلکہ کتنی ہی راتیں جاگ کر گزار دیتی ہے۔ جب نومولود دنیا میں آ جاتا ہے تو ماں کے جسم کا رواں رواں زبان حال سے شکرانہ بجا لاتا ہے۔ لیکن اس ننھے وجود کی فکر اسے مسلسل بے چین رکھتی ہے۔

4- قرآن کریم پہلے دو سال کے بعد از ولادت دور کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کرتا ہے۔ ''اور جس کا دودھ چھوٹنا بھی دو سال میں ہے۔'' (لقمان) یعنی نو ماہ کی تکلیف کے بعد جب اس کا نونہال اس جہان میں آنکھ کھولتا ہے تو ماں کو اس کی پرورش کی فکر ستانے لگتی ہے۔ وہ اپنی جسمانی صحت اور آرام سے بے نیاز ہو کر اسے اپنا دودھ پلاتی ہے۔ ایسی غذائیں کھاتی ہے جو زیادہ دودھ پیدا کریں، جو اس کے نومولود کو توانائی بخش سکیں۔ اسے اپنی صحت کی کوئی فکر نہیں ہوتی۔ وہ اپنے دودھ کا آخری قطرہ تک نچوڑ کر اسے پلا دینے میں ہی عافیت سمجھتی ہے۔ گویا وہ اپنی جان کے عوض ایک دوسری جان کو پالتی ہے جو کبھی اس کے وجود کا حصہ تھا اور اب ایک الگ وجود کی صورت میں پرورش پا رہا ہے۔ بچے کی پرورش و نگہداشت میں ماں کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ قدرت نے اس میں ممتا کا بہت بڑا خزانہ بھر دیا ہے۔ وہ

اپنے بچے کی زندگی، صحت اور تن درستی کے لیے اپنی جان تک داؤ پر لگانے سے بھی گریز نہیں کرتی۔ کڑاکے کی سرد راتوں میں وہ بچے کو گیلی جگہ سے خشک بستر پر لٹاتی ہے اور خود گیلے بستر پر لیٹتی ہے۔ بچے کی راحت کے لیے خود بے آرامی میں مبتلا ہونا تو گوارہ کر لیتی ہے لیکن بچے کی تکلیف اسے رنجیدہ کر دیتی ہے۔ بالخصوص جب بچہ بیمار ہو تو اس کی پریشانی دیدنی ہوتی ہے۔ ایسے میں باپ بے فکری سے نیند کے مزے لیتا ہے لیکن ماں ساری رات پریشانی کے عالم میں آنکھوں میں گزار دیتی ہے۔ یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ باپ سارا دن فکر روزگار میں مارا مارا پھرتا ہے اور بیمار بچے کے دوا دارو میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا، لیکن ماں کی تو بات ہی کچھ اور ہے۔

5- قرآن مجید میں آیا ہے کہ ''اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا۔ اس کی ماں نے اسے تکلیف سے (پیٹ میں) اٹھائے رکھا اور اسے تکلیف کے ساتھ جنا' اور اس کا (پیٹ میں) اٹھانا اور اس کا دودھ چھڑانا (یعنی زمانہ حمل و رضاعت) تیس ماہ (پر مشتمل) ہے۔'' اس جگہ والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم تاکید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، مگر اس کے فوراً بعد ماں کی ان تکلیفوں کا ذکر کیا گیا ہے جو وہ حمل کے دوران اور اس کے بعد برداشت کرتی ہے۔ اس میں دو سال تک بچے کو دودھ پلانے کے مرحلے کی طرف بھی اشارہ ہے۔ گویا انسان کو بتایا گیا ہے کہ تیری ماں نے تیری نشوونما کی خاطر کتنی تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کیں۔ اس نے پورے تیس ماہ اپنی جان تیرے آرام و آسائش کے لیے کھپائے رکھی اور اپنے آپ کو مسلسل بے سکونی کی حالت میں مبتلا کیے رہی۔ انسان اپنی ماں کی پرورش کے ایک دن کا بھی حق عمر بھر ادا نہیں کر سکتا۔ ایک صحابی نے آنحضور ﷺ سے پوچھا آقا! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے بعد مجھ پر سب سے زیادہ کس کا حق ہے؟ آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا، ''تیری ماں کا۔'' صحابی نے پھر پوچھا، اس کے بعد کس کا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں کا''۔ صحابی نے پھر عرض کیا مگر اس کے بعد کس کا حق ہے؟ نبی اکرمؐ نے تیسری بار بھی یہی ارشاد فرمایا، ''تیری ماں کا حق سب سے زیادہ ہے۔'' جب صحابی نے چوتھی بار یہی سوال دہرایا تو سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس کے بعد تیرے باپ کا

حق ہے۔'' گویا اس ارشادِ نبویؐ کی رو سے ماں کو حقوق کے ضمن میں باپ سے تین درجے مقدم رکھا گیا ہے اور باپ کا حق ماں کے بعد چوتھے درجے پر آتا ہے۔

6- ایک صحابی نبی اکرمؐ کی خدمت میں جہاد میں شرکت کی اجازت حاصل کرنے حاضر ہوا تو آپؐ نے صحابی سے پوچھا کیا تیری ماں زندہ ہے..... صحابی نے عرض کیا زندہ ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے صحابی کو حکم دیا۔'' جاؤ اپنی ماں کی خدمت بجالاتے رہو کہ اس سے تمہیں حج کا ثواب بھی ملے گا عمرے کا بھی اور جہاد کا بھی۔'' صحابی نے تو فقط جہاد کی بات کی تھی، مگر حضورؐ نے بتادیا کہ اگر تو ماں کی خدمت کرے گا تو حج عمرے اور جہاد تینوں کا ثواب ملے گا۔

۷:- ایک دن نبی اکرمؐ منبر پر جلوہ افروز تھے کہ اچانک آپ ﷺ نے ''آمین'' کے الفاظ بلند آواز سے تین دفعہ ادا فرمائے۔ پھر قریب بیٹھے ہوئے صحابہ کرامؓ سے فرمایا، ابھی ابھی جبرائیل میرے پاس آئے تھے، انھوں نے مجھے کہا کہ جس شخص نے اپنے والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا اور ان کی خدمت سے محروم رہا یا ان کی دل آزاری اور تکلیف کا سبب بنا تو وہ اپنے اس عمل میں اللہ کی رحمت سے محروم ہو گیا اور جہنم میں چلا گیا۔ آپ فرما دیجئے کہ اللہ اسے اپنی رحمت سے دور رکھے گا۔ اس پر میں نے ''آمین'' کہہ دیا۔'' دوسری بار آپؐ نے ''آمین'' اس شخص کے بارے میں کہا جس نے اپنی زندگی میں رمضان المبارک کا مہینہ پایا۔ لیکن اس کی برکتوں اور سعادتوں سے محروم رہا اور اپنے گناہ نہ بخشوا سکا۔ تیسری بات جو جبرائیل امین نے کہی اور اس پر نبیؐ نے ''آمین'' کہا، اس شخص کے بارے میں تھی جس کے سامنے حضور ﷺ کا ذکر کیا گیا اور اس نے آپ ﷺ پر درود نہ پڑھا اور وہ اسی حالت میں مر گیا تو گویا وہ اللہ کی رحمت سے دور جہنم میں جا گرا۔

8- حضرت اسماءؓ کے بارے میں روایت ہے کہ ان کی والدہ یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اہلیہ ان سے ملنے آئیں، اس وقت تک انھوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ حضرت اسماءؓ نے نبی ﷺ سے کہا ''میری والدہ مجھ سے ملنے آئی ہیں، میرے لیے کیا حکم ہے؟'' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک! وہ مشرکہ سہی مگر ہیں تو تمہاری والدہ۔ ان کے ساتھ تمہارا رو

مثالی حسن سلوک کا ہونا چاہیے۔'' گویا والدین چاہے کفر و شرک کی راہ پر ہی کیوں نہ ہوں، ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے۔ ان کا دوسرے مذہب پر ہونا اولاد کی طرف سے حسن سلوک میں مانع نہیں ہونا چاہیے۔ ثابت یہ ہوا کہ ماں کی خدمت سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں، اور یہ سارے درجات اور فضیلتیں اسی زینے سے حاصل ہوتی ہیں۔ پس! اگر نماز، روزہ اور حج جیسی عبادات میں کوئی کمی بھی واقع ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں مگر ماں کی خدمت میں تساہل اور غفلت برتنے سے انسان کے سارے اعمال اکارت جانے کا اندیشہ ہے۔ عبادتیں اپنی جگہ بجا لیکن ماں کی خدمت کا کوئی اور بدل نہیں ہو سکتا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔''

اس بات سے یہ پتا چلتا ہے کہ ساری عبادتیں مل کر بھی ماں کی خدمت کے برابر نہیں ہو سکتیں۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ مرتے دم تک اس حق کی ادائیگی میں ہمہ وقت مستعد رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے والدین اور بالخصوص اپنی ماں کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک قرآن کی رُو سے

(علامہ محمد خلیل الرحمٰن قادری)

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم قرآن حکیم میں آٹھ مرتبہ مختلف مقامات پر دیا گیا۔ سورہ بنی اسرائیل میں تو گویا والدین کے ساتھ حسن سلوک اوران کے ادب واحترام کا پورا چارٹر عطا فرما دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ: ''تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو۔ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اگر تمہاری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے سامنے ''اُف'' تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو۔ ان کے ساتھ خوب ادب سے بات کرو۔ ان کے سامنے شفقت اور انکساری کے ساتھ جھکے رہو اور دعا کرتے رہو کہ اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحمتیں نازل فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی (اور صرف ظاہری ادب وتعظیم پر اکتفا نہ کرو بلکہ دل میں بھی ادب واطاعت رکھو) کیونکہ تمہارا ربّ تمہارے دلوں کے رازوں کو بھی جانتا ہے۔ اگر تم سعادت مند بنے تو وہ توبہ قبول کرنے والوں کی خطا معاف فرما دیتا ہے۔'' (بنی اسرائیل) اس بنیادی اہمیت کی حامل آیت مبارکہ میں والدین کے ساتھ ادب واحترام کے حوالے سے سات احکام ارشاد فرمائے گئے ہیں۔

پہلا حکم والدین کے ساتھ حسن سلوک کا ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ والدین کے ساتھ ہمیشہ اعلیٰ درجے کا برتاؤ کیا جائے۔ اللہ ربّ العزت نے مذکورہ آیت مبارکہ میں انسانوں سے اپنی توحید اور بندگی کے بعد دوسرا مطالبہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کا کیا ہے۔ اس سے والدین کے احترام کی اہمیت کا اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے۔ حسن سلوک سے مراد یہ ہے کہ انسان زندگی کے ہر موڑ پر والدین کے ساتھ احسان، شکر مندی، خدمت، اطاعت

گزاری، اور فرمانبرداری والا معاملہ اپنائے۔ والدین کی نافرمانی اور بے ادبی کو رسالت مآب ﷺ نے نہ صرف گناہ کبیرہ قرار دیا بلکہ اسے اللہ کے ساتھ شرکت کے بعد بڑا گناہ شمار فرمایا۔ والدین خواہ کافر ہی کیوں نہ ہوں ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ" (کافر والدین کے ساتھ) دینوی حسن سلوک قائم رکھو۔" البتہ اگر والدین (مومن ہوں یا کافر) شریعت کے مخالف حکم دیں تو اسے نہیں مانا جائے گا۔ کیونکہ صاحب شریعت نے یہ اصول عطا فرما دیا ہے کہ اگر مخلوق کی اطاعت سے اللہ کی نافرمانی کی صورت پیدا ہوتی ہو تو مخلوق کی اطاعت نہ کی جائے۔

دوسرا حکم یہ دیا گیا کہ جب والدین بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے ساتھ اعلیٰ درجے کا برتاؤ کیا جائے۔ ان کی دلداری اور دلجوئی کا شعار اپنایا جائے کیونکہ اس عمر میں انہیں اولاد کی خدمت اور توجہ کی بے حد ضرورت ہوتی ہے۔ دراصل والدین کے بڑھاپے ہی میں تو اولاد کا پتہ چلتا ہے کہ وہ ان کی کس درجہ میں اطاعت گزار اور خدمت کرنے والی ہے۔

تیسرا حکم یہ دیا گیا کہ والدین کے سامنے "اُف" تک نہ کہو یعنی کوئی ایسی بات نہ کرو جس سے ان کو معمولی سی تکلیف بھی پہنچے۔ مفسرین نے لفظ "اف" کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے کہ اس سے مراد ہر قسم کی تکلیف وایذا ہے خواہ وہ کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو۔ خود سرور کائنات ﷺ نے فرمایا ترجمہ: "اللہ کے ہاں اف سے بھی کم درجے کی ایذا ہوتی تو وہ اس سے بھی منع فرما دیتا۔"

چوتھا حکم یہ ارشاد فرمایا کہ ان کو کسی بات پر نہ جھڑکا جائے اور نہ ڈانٹا جائے۔ گویا اللہ رب العزت نے والدین کو جھڑکنا اور ڈانٹنا حرام قرار دے دیا ہے۔ والدین اور اولاد میں ایک نسل کا خلاء Generation gap ہوتا ہے جس کے باعث کئی معاملات میں اولاد کی سوچ والدین سے نہیں ملتی اس لیے اکثر اولاد جوانی کے جوش میں ان سے درشت لہجے میں بات کرنے پر اتر آتی ہے بلکہ بعض ڈانٹ ڈپٹ اور جھڑکنے سے بھی نہیں کتراتے۔ اللہ رب العزت نے دوٹوک انداز میں اولاد کو اس طرز عمل سے روک دیا ہے۔

پانچواں حکم یہ ہے کہ والدین کے ساتھ نہایت نرمی اور محبت کے لہجے میں گفتگو کریں۔ حضرت سعید بن حسیبؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح کوئی غلام اپنے مالک سے بات کرتا ہے اس سے بڑھ کر نرم لہجے میں والدین کے ساتھ بات کی جائے۔ اگر کسی مرحلہ پر اولاد کا نقطۂ نظر اپنے والدین سے مختلف بھی ہو تو اولاد کو چاہیے کہ وہ نرمی اور محبت کے ساتھ والدین کے سامنے اپنا نقطہ نظر رکھے۔ والدین سے یہ امید رکھنی چاہیے کہ وہ بلاوجہ ان کی کسی بات کو مسترد نہیں کریں گے بلکہ وہ تو اولاد کے لیے سراپا شفقت ہوتے ہیں وہ اولاد کا برا سوچ ہی نہیں سکتے۔

چھٹا حکم یہ ہے کہ اولاد والدین کے سامنے کمال تواضع، عاجزی اور انکساری کے ساتھ رہے۔ اس بات کا امکان ہوتا ہے کہ اولاد والدین کی بہترین رہنمائی اور محبت وشفقت کے سبب دنیا میں والدین سے بھی بہتر مقام حاصل کر لے لیکن اولاد کو کسی بھی موڑ پر والدین سے بے نیازی اور برتری کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ والدین کا ہمیشہ شکر مند رہنا چاہیے دراصل شکر مندی اور احسان مندی کا یہی راستہ اولاد کو تواضع اور انکساری سکھلاتا۔ یہ بھی اللہ رب العزت کا خاص انعام ہے کہ اس نے ہمیں اس کا شکر گزار بننے کا سبق دیا تو ساتھ ہی والدین کی شکر گزاری کی بھی تعلیم دے دی۔ ترجمہ: "میرا شکریہ ادا کرو اور اپنے والدین کے شکر گزار بنو۔" (لقمان:14) اس آیت کریمہ میں والدین کے احسانات کا ذکر بھی فرما دیا کہ انہوں نے بالخصوص ماں نے اولاد کے لیے بڑی مشقتیں جھیلی ہیں۔ ضعف پر ضعف برداشت کر کے اولاد کو اپنے پیٹ میں رکھا۔ اور پھر دو برس تک دودھ پلاتی رہی۔ انسان اگر یہ حقیقت اپنے سامنے رکھے تو وہ کبھی بھی والدین کے ساتھ تواضع اور انکساری کے علاوہ کوئی اور طرز عمل اختیار نہ کرے۔

ساتواں حکم یہ ارشاد فرمایا کہ اولاد اپنے رب کے حضور والدین کے لیے دعا کرتی رہے۔ ان کی زندگی ان کے لیے اللہ کی رحمت کی طلبگار رہے اور جب وہ اللہ کو پیارے ہو جائیں تو ان کے لیے مغفرت کی دعا کی جائے۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ترجمہ

''جب بندہ والدین کے لیے دعا چھوڑ دیتا ہے تو اس کے رزق میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔'' اللہ ربّ العزت نے قرآن حکیم میں والدین کے لیے کتنی جامع اور خوبصورت دعا فرمائی ہے: ترجمہ ''اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمتیں نازل فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پروان چڑھایا۔''

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ان قرآنی احکام کو حرز جاں بنائیں اور والدین کے ادب واحترام اور تعظیم واطاعت کو اپنا شعار بنالیں تا کہ ہمارے گھروں پر اس کی خصوصی رحمتوں کا نزول ہو۔

ماؤں کا مقام اسلام کی نگاہ میں!

اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کا تاکیدی حکم دیا۔ اس کی ماں نے اسے تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور اس کو تکلیف سے جنم دیا۔ (سورۃ الاحقاف)

اور ہم نے انسان کو جسے اس کی ماں تکلیف پر تکلیف سہہ کر پیٹ میں اٹھائے رکھتی ہے (پھر اس کو دودھ پلاتی ہے) اور دو برس میں اس کا دودھ چھڑانا ہوتا ہے (اپنے نیز) اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی ہے کہ میرا بھی شکر کرتا رہ اور اپنے ماں باپ کا بھی (کہ تم کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ (سورہ لقمان)

☆...... ماں کی خدمت اپنے اوپر لازم کر لو کہ جنت رسول اللہ! میرے حسن اخلاق کا والدین میں سب سے زیادہ کون حقدار ہے؟" حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تیری ماں" انہوں نے دوسری اور تیسری بار پھر یہی پوچھا تو آپ ﷺ نے پھر یہی فرمایا "تیری ماں" جب ان صحابی نے چوتھی بار یہی سوال دہرایا تو حضور ﷺ نے فرمایا "تیرا باپ"

☆...... نبی کریم ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ جب ماں باپ اکٹھے آواز دیں تو پہلے کس کی آواز پر لبیک کہوں آپ ﷺ نے فرمایا "ماں کی"۔

مفکرین کے اقوال

☆ ...... ماں سے ہمدردی کی توقع رکھنے کی بجائے ماں کا ہمدرد ہونا چاہیے۔ (ارسطو)

☆ ...... ماں کی محبت کبھی بھی دکھاوے کے لیے نہیں ہوتی۔ (نپولین)

☆ ...... جو جنت کا طالب ہے اسے چاہیے کہ ماں کی خدمت کرے۔ (سعدی)

☆ ...... مجھے ماں اور پھولوں میں کوئی فرق نہیں۔ (نادر شاہ)

☆ ...... بچے کے لیے سب سے اچھی جگہ ماں کا دل ہے۔ (شیکسپیئر)

☆ ...... دنیا میں ماں سے زیادہ ہمدرد ہستی کوئی ہے ہی نہیں۔ (خلیل جبران)

☆ ...... اچھی مائیں اپنے عروسی جوڑے اور زیورات اپنی بچیوں کے لیے سنبھال کر رکھتی ہیں، کاش حکمرانوں کے اذہان پر فکر مادر کی حکمرانی ہوتی، ان کی اپنی توانائی کی نہیں۔

☆ ...... ماں کے بغیر گھر قبرستان ہے۔ (اورنگ زیب عالمگیر)

☆ ...... ماں کا مقدس چہرہ بچے کی کل کائنات ہے۔ (واصف علی واصف)

☆ ...... ماں سے بڑھ کر کوئی استاد نہیں۔ (افلاطون)

☆ ...... میری ماں کی دعائیں ہمیشہ میرے ساتھ رہتی ہیں۔ (ابراہام لنکن)

☆ ...... ایک بچے کے لیے ماں کی محبت کا کوئی نعم البدل نہیں۔ (اگاتھی کرسٹی)

☆ ...... میری ماں دنیا کی سب سے خوبصورت عورت تھی، میں جو کچھ بھی ہوں ان کی وجہ سے ہوں۔ (جارج واشنگٹن)

☆ ...... جب آپ ماں ہوتی ہیں تو کبھی خود کو تنہا محسوس نہیں کرتیں۔ (صوفیہ نورین)

☆ ...... پوری دنیا میں حسین بچہ صرف ایک ہے اور ہر ماں کے پاس حسین ترین بچہ موجود

ہوتا ہے۔(چینی کہاوت)

☆...... تم دراصل کچھ نہیں سمجھے جب تک کوئی معاملہ اپنی ماں سے بیان نہ کرسکو۔(البرٹ آئن سٹائن)

☆...... گہوارے میں ماں جو گیت سناتی ہے وہ کفن تک ساتھ چلتا ہے۔(ٹیپو سلطان)

☆...... ماں تمہارے دکھ کو اس وقت بھی پہچانتی ہے جب تم نے اسے محسوس بھی نہیں کیا ہوتا۔(ظہیر الدین بابر)

☆...... دنیا کی خوبصورت چیزیں درجنوں اور سینکڑوں میں اچھی لگتی ہیں بہت سے گلاب بہت سے ستارے بہت سے طلوع وغروب اور دھنک بہن بھائی رشتہ دار لیکن ماں صرف ایک کافی ہوتی ہے۔(ملکہ نور جہاں)

☆...... اہم ترین کام جو ایک باپ اپنے بچوں کے لیے کرسکتا ہے وہ یہ ہے کہ ان کی ماں سے محبت اور مہربانی کا سلوک کرے۔(علامہ اقبالؒ)

☆...... اس وقت کو یاد کرو جب تم ایک مجبور جسم کی طرح لیٹے رہتے تھے اور تمہاری ماں کی نظریں تمہاری طرف پیار سے لگی رہتی تھیں اس دل کا خیال کرو جس نے تم کو آرام بخشنے کی خاطر خود زخم برداشت کئے ہمیشہ ماں کے تقدس کی تعریف کیا کرو۔(شیلے)

حیاتِ دنیا

اور یہ دنیا کی زندگی کھیل کود کے سوا کچھ نہیں، اور بے شک آخرت کا گھر ہی
(اصل) زندگی ہے، کاش وہ جانتے ہوتے۔ (العنکبوت: 64)

قسم ہے انجیر کی، اور زیتون کی، اور طور سینا کی اور اس امن والے شہر کی، البتہ ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا۔ پھر ہم نے اسے سب سے نیچی (پست ترین) حالت میں لوٹا دیا، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے تو ان کے لیے ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔ پس تو اس کے بعد روز جزا و سزا کو کیوں جھٹلاتا ہے؟ کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے۔ (سورۃ التین)

قسم زمانہ کی، بے شک انسان خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے، اور انہوں نے ایک دوسرے کو حق کی وصیت (تلقین) کی اور صبر کی وصیت (تلقین) کی۔ (سورۃ العصر)

جب زمین زلزلہ سے ہلا ڈالی جائے گی، اور اپنے بوجھ باہر نکال ڈالے گی، اور کہے گا انسان اس کو کیا ہو گیا؟ اس دن وہ اپنے حالات بیان کرے گی، کیونکہ تیرے ربّ نے اسے حکم بھیجا ہوگا۔ اس دن لوگ گروہ در گروہ باہر نکلیں گے تا کہ وہ ان کے عمل ان کو دکھا دے، پس جس نے کی ہوگی ایک ذرہ برابر نیکی، وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے کی ہوگی ایک ذرہ برابر برائی وہ اسے دیکھ لے گا۔ (سورۃ الزلزال)

بے شک ہمارے ذمہ ہے راہ دکھانا اور بے شک دنیا اور آخرت ہمارے ہاتھ میں

ہے۔ پس میں تمہیں ڈراتا ہوں بھڑکتی ہوئی آگ سے۔ اس میں صرف بد بخت داخل ہوگا، جس نے جھٹلایا اور منہ موڑا۔ اور عنقریب اس سے پرہیز گار بچالیا جائے گا جو اپنا مال دیتا ہے۔۔ (اپنا دل) پاک صاف کرنے کو اور کسی کا اس پر احسان نہیں جس کا بدلہ دے، مگر اپنے بزرگ و برتر رب کی رضا چاہنے کو اور وہ عنقریب راضی ہوگا۔ (سورۃ الیل)

اے لوگو! تم اپنے ربّ کی عبادت کرو، جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو جو تم سے پہلے ہوئے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ (البقرہ 21)

حقوق والدین قرآن وسنت کے حوالہ سے

ارشاد باری تعالیٰ!

اور تیرے رب نے حکم فرمادیا کہ اس کے سواء کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ سے حسن سلوک کرو، ان میں سے ایک یا وہ دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں نہ کہو، ''اف'' (بھی) اور انہیں نہ جھڑکو، اور ان دونوں کے ساتھ ادب سے بات کرو۔ اور ان کے لیے عاجزی کے ساتھ بازو جھکا دو مہربانی سے (دعا کرو) اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسے انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔ (سورۃ بنی اسرائیل ۲۳،۲۴)

ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اس نے آپ سے اپنے باپ کی شکایت کی، شاید اس وقت عرش ہل گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے باپ کو طلب کیا۔ ابھی باپ اللہ کے رسول کے پاس نہیں آیا تھا، کہ جبرائیل آگئے اور آپ ﷺ کو سارے حالات بتادیے۔ اس کا باپ آیا اور روتے ہوئے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ میرے ساتھ جھگڑا کرتا ہے۔ جو مال میں نے زندگی میں کمایا ہے اور اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں یہ اس مال کا مالک بن گیا ہے۔ میں اس مال میں سے اپنے غریب رشتہ داروں کو دینا چاہتا ہوں یہ مجھ سے لڑتا ہے جھگڑتا ہے۔ بوڑھے کی باتیں سن کر رحمت دوعالم ﷺ رونے لگے اور بوڑھے کے بیٹے سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم اور تیرا سب مال تیرے باپ کا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ والدین یا تو جنت کے دروازے ہیں یا جہنم کے ان کے ساتھ احسان (نیکی) کرو۔

حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟ ارشاد فرمایا! ماں باپ ہی تمہاری جنت ہیں۔ اور ماں

باپ ہی دوزخ۔ یعنی ان کے ساتھ حسن سلوک کر کے تم جنت کے مستحق ہوگے اور ان کے حقوق پامال کر کے دوزخ کا ایندھن بنو گے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی والد کی خوشی میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔ (ترمذی ابنِ حبان حاکم)

ماں باپ کو ایک نظر شفقت کے ساتھ دیکھنے پر حجِ مقبول کا ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی)

• ماں باپ کے نافرمان کو موت سے پہلے اس جہان میں بھی ضرور سزا ملتی ہے۔ (بخاری)

ماں باپ کے نافرمان پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کردی ہے۔ (بخاری)

بارہ احکام

سورہ بنی اسرائیل کے رکوع دو اور تین میں چند احکامات ارشاد فرمائے۔ کم وبیش یہی باتیں سورۃ الفرقان اور سورہ لقمان میں بھی بیان فرمائیں۔ مگر مختلف انداز سے اس سے قرآن پاک کے معجزانہ انداز بیان کا اندازہ بھی ہوسکتا ہے۔ وہی باتیں بار بار بیان کرتے ہیں لیکن ہر بار نئے انداز اور نئے پیرائے میں۔ فرمایا:

(۱) اور تیرے ربّ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی اور والدین سے احسان (حسنِ سلوک) کرو۔ (۲۳)

(۲) حکم یہ دیا" اور قرابت دار کو اس کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو بھی۔"

(۳) اور مال بے جا نہ اڑا۔

(۴) اور اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو۔

(۵) کسی کو ناحق قتل نہ کرو۔

(۶) یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ سوائے اس کے کہ اس کے جوان ہونے تک اس کا انتظام کرنا مقصود ہو۔

(۷) عہد پورا کرو اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(۸) ناپ تول پورا دو۔

(۹) بغیر علم حاصل کیے کسی بات کے پیچھے نہ لگ جاؤ۔ سمع بصر اور فواد ہر ایک کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (کہ آیا تم نے ان کا صحیح استعمال کیا تھا یا نہیں؟"

علم انہی تین ذرائع سے حاصل ہوتا ہے۔ پہلے انسان کوئی بات سنتا ہے، پھر مشاہدہ سے اسے پرکھتا ہے، پھر ذہن سے اس پر غور کرتا ہے اور اس سے صحیح نتائج اخذ کرتا ہے علم کے

مقابلے میں "ظن" ہے۔

(۱۰) حکم یہ فرمایا کہ "اور زمین میں اکڑتا ہوا نہ چل، نہ تو زور سے پاؤں مار کے زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ (اکڑ اکڑ کر) پہاڑوں کی بلندیوں تک پہنچ سکتا ہے۔"

(۱۱) اس کے بعد فرمایا "یہ سب ایسی برائیاں ہیں جو تیرے ربّ کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں۔"

(۱۲) آخر میں فرمایا "یہ وہ حکمت (کی باتیں) ہیں جو تیرے ربّ نے تیری طرف وحی کی ہیں اور (حکمت کی بنیاد یہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بناؤ۔ ورنہ تم پھینکے جاؤ گے جہنم میں ملامت کیے گئے راندہ کیے گئے صرف احکام ہی نہیں دیئے بلکہ ساتھ ساتھ ان کی حکمت بھی بیان فرمائی ہے۔

نصیحت

ایک شخص نے حضرت ابراہیم ادھمؒ سے نصیحت چاہی۔ آپ نے فرمایا بندھے ہوئے کو آزاد کر دے اور آزاد کو باندھ دے۔ اس نے عرض کیا "میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا فرمایا اپنی بند تھیلیاں کھول دے اور کھلی ہوئی زبان بند کر دے۔"

فرمایا: "اگر تم منظور کرو تو چھ باتیں بتاتا ہوں۔

(۱) یہ کہ جب حق تعالیٰ کی نافرمانی کرو تو خدا کی دی ہوئی روزی نہ کھاؤ، اس نے کہا پھر کہاں سے کھاؤں؟ فرمایا "زیبا نہیں کہ جس کی روزی کھاؤ اس کی نافرمانی کرو؟

(۲) یہ کہ جب گناہ کرنے کا ارادہ کرو تو اللہ تعالیٰ کی بادشاہت سے باہر نکل کر گناہ کرو، اس نے عرض کیا ساری کائنات اسی کی ہے کوئی کہاں جائے؟ آپ نے فرمایا یہ نامناسب ہے کہ اسی کے ملک میں رہ کر گناہ کیا جائے۔

(۳) گناہ کرو تو ایسی جگہ کرو جہاں وہ دیکھ نہ سکے، اس نے عرض کیا یہ تو ناممکن ہے کیونکہ وہ دلوں کے بھید تک سے واقف ہے۔ آپ نے فرمایا، جب رزق اس کا کھاتے

ہو رہتے اس کے ملک میں ہو، اس کے سامنے گناہ کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

(۴) یہ کہ جب موت کا فرشتہ آئے تو اس سے کہنا کہ ذرا توبہ کرنے کی مہلت دے دے، اس نے عرض کی، یہ ناممکن ہے وہ کب میرا کہا مانے گا؟ فرمایا جب یہ حالت ہے تو اس کے آنے سے پہلے توبہ کر لینی چاہیے۔

(۵) یہ کہ جب قبر میں منکر نکیر آئیں تو انہیں وہاں سے باہر نکال دینا، اس نے عرض کی، یہ میں کیسے کر سکتا ہوں؟ فرمایا پھر ان کے سوالوں کے جواب دینے کے لیے تیار رہو۔

(۶) یہ کہ قیامت کے دن حساب کتاب کے بعد جب گناہ گاروں کو دوزخ کی طرف بھیجا جائے گا اس وقت تم دوزخ میں جانے سے انکار کر دینا۔ اس نے عرض کی، یہ ناممکن ہے، فرمایا تو پھر گناہ مت کرو۔''

لوگوں نے آپ سے پوچھا'' کیا سبب ہے اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول نہیں فرماتے؟

فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کو مانتے ہو، مگر اس کی اطاعت نہیں کرتے۔ (۲) رسول ﷺ کو جانتے ہو مگر ان کی متابعت نہیں کرتے۔ (۳) قرآن کریم پڑھتے ہو مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔ (۴) اللہ تعالیٰ کی نعمتیں استعمال کرتے ہو مگر اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔ (۵) جانتے ہو کہ دوزخ گنہگاروں کے لیے ہے مگر اس سے ذرا نہیں ڈرتے۔ (۶) شیطان کو دشمن سمجھتے ہو مگر اس سے بچتے نہیں۔ (۷) موت کو برحق سمجھتے ہو مگر آخرت کا کوئی سامان نہیں کرتے۔ (۸) خویش و اقارب کو اپنے ہاتھوں زمین میں دفن کرتے ہو، مگر عبرت نہیں پکڑتے، تمہاری دعا کیونکر قبول ہو سکتی ہے؟

علامہ ابن اقیمؒ لکھتے ہیں: جنت کی کنجی لا الہ الا اللہ کی شہادت دینا ہے۔ نماز کی کنجی طہارت ہے، نیکی کی کنجی سچ ہے، علم کی کنجی حسن سوال ہے، نصرت و کامیابی کی کنجی صبر ہے، مزید نعمت کی کنجی شکر ہے، ولایت کی کنجی اللہ تعالیٰ کی محبت اور ذکر ہے، فلاح کی کنجی تقویٰ ہے، توفیق کی کنجی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہے۔

حصہ ششم

والدین اور اولاد کے حقوق وفرائض

قرآن وسنت کی روشنی میں

والدین کے حقوق وفرائض

والدین کے 143 حقوق وفرائض اور اولاد کے 153 حقوق وفرائض پر مفسرین اور سیرت نگاروں نے سیر حاصل بحث فرماتے ہوئے ضخیم کتابیں تالیف وتصنیف فرمائی ہیں۔ ان کے مطالعے کے لئے وقت چاہیے اور فہم وفراست بھی، آج کے دور میں یہ دونوں ضروری امور ناپید ہیں۔ آج کی سائنسی ایجادات نے انسان کے لئے جہاں زندگی میں کئی طرح کی آسائشیں مہیا کی ہیں وہاں بہت سے اسلامی شعائر سے بھی نابلد کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کی نوجوان اولاد نسبتاً زیادہ بے راہ رو ہو رہی ہے۔ خاندانی اجتماعی نظام درہم برہم ہو رہا ہے۔ افراتفری۔ انتشار وافتراق کا دور دورہ ہے۔ میڈیا بالخصوص الیکٹرانک میڈیا ٹیلی ویژن وغیرہ عریانی اور فحاشی پھیلانے میں بڑا گھناؤنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اسلامی اصولوں کے تحت زندگی بسر کرنے کیلئے نوجوان نسل کی آگہی کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں۔ یہ تو اللہ کی خاص مہربانی ہے کہ چند دینی جماعتیں اس میدان میں قابلِ قدر خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ جن پر مغربی میڈیا بنیاد پرستی، دہشت گردی اور مذہبی شدت پسندی وغیرہ کے الزامات لگا رہا ہے۔ یہود ونصاریٰ مسلم ممالک پر غاصبانہ قبضہ جما رہے ہیں۔ ان حالات میں ہماری نوجوان نسل کو قرآن وسنت کے احکامات پر عمل کر کے اپنی زندگیاں سنوارنے کی اشد ضرورت ہے۔ مؤلف نے اس ضمن میں نہایت ضروری اور اہم امور جن کا زیادہ تر تعلق

عمر رسیدہ والدین سے ادب واحترام کے ساتھ پیش آنے کا ہے زیادہ وضاحت کرنے کی سعی کی ہے- اللہ تبارک تعالیٰ منظور فرمائے- آمین- اس ضمن میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے:-

(i) ریاض الصالحین- امام ابوزکریا محی الدین النوویؒ ایک جلیل القدر امام اور بلند پایہ محدث گزرے ہیں آپ کی متعدد تصانیف میں سے ریاض الصالحین ایک بہترین تصنیف ہے جس کے ذریعہ ہر دور میں علماء ومورخین اشاعت دین اور اصلاح اعمال واخلاق کی تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے- آپ نے روزمرہ کی زندگی سے متعلق ایک نئے انداز کے ساتھ احادیث نبوی کو جمع کیا- احادیث کو بیان کرنے سے پہلے متعلقہ مضمون کے بارے میں قرآنی آیات کے حوالے بھی دیئے ہیں تاکہ قارئین کرام دونوں طریقوں سے مستفید ہو سکیں- مولف نے امام صاحب کی مذکورہ کتاب میں سے زیر نظر کتاب میں صرف انہی احادیث کا انتخاب کیا ہے جن کا تعلق زیر نظر کتاب "لا اُف" سے ہے-

(ii) علامہ شبلی نعمانیؒ اور ان کی وفات کے بعد سید سلیمان ندوی جامع دارالمصنفین اعظم گڑھ (بھارت) نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سات جلدیں شائع کیں جن کے ذریعہ عالم کائنات میں سب سے بڑا مقدم فرض اور سب سے زیادہ مقدس خدمت یہ سمجھی گئی ہے کہ نفوس انسانی کے اخلاق وتربیت کی اصلاح وتکمیل کی جائے اور پھر تمام عالم میں ان کی عملی تعلیم رائج کی جائے- اس مقصد کے حصول کا عام طریقہ وعظ و پند ہے- اس سے زیادہ مؤثر طریقہ یہ ہے کہ فنِ اخلاق میں اعلیٰ درجہ کی کتابیں لکھی جائیں اور عوام میں پھیلائی جائیں- یہی طریقے ہیں جو ابتدا سے آج تک تمام دنیا میں جاری و

ساری ہیں اور آج اس انتہائی ترقی یافتہ دور میں بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا جا سکتا- اسی نظریہ کے پیش نظر مولف نے سیرت کی ان کتب سے زیر مطالعہ کتاب میں اصلی موضوع سے متعلقہ ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے خوشہ چینی کی ہے اس امید پر کہ اس کے پڑھنے سے خاندانی نظام میں اولاد کی بغاوت کی وجہ سے جو بگاڑ پیدا ہو رہا ہے اس کی اصلاح ہو جائے تو میری یہ کاوش خود میرے لیے باعثِ نجات ہو جائے گی- آیئے پہلے امام نوویؒ کی احادیث سے استفادہ کرتے ہیں:-

والدین سے حسن سلوک:-

ترجمہ:-(1) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ تم اللہ کی عبادت اختیار کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو، اور اہل قرابت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی، اور غریب غرباء سے بھی اور پاس والے پڑوسی سے بھی اور دور والے پڑوسی اور ہم مجلس اور مسافر کے ساتھ بھی اور ان سے بھی جو تمہارے مالکانہ قبضہ میں ہیں (النساء پارہ نمبر ۵)-

(2) اور خدا فرماتا ہے' کہ تم خدا سے ڈرو، جس کے نام سے ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو، اور قرابت سے بھی ڈرو (نساء پارہ نمبر ۴)-

(3) نیز فرمایا، جو لوگ جوڑتے ہیں اسے جس کے متعلق حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ جوڑا جائے اور ڈرتے رہتے ہیں اپنے ربّ سے اور خائف رہتے ہیں سخت حساب سے (رعد 13، پارہ نمبر 21)-

(4) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ

نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے (عنکبوت، پارہ نمبر ۲۰)۔

(5) اور خدا فرماتا ہے اور تیرے رب نے حکم کر دیا ہے، کہ بجز اس کے اور کسی کی عبادت مت کرو، اور اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو، اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں ہی بڑھاپے کو پہنچ جائیں، اور ان کو کبھی ہاں سے ہوں بھی مت کرنا، اور نہ ہی ان کو جھڑکنا، اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا، اور ان کے سامنے شفقت و انکساری سے جھکے رہنا اور کہنا کہ اے میرے رب ان پر رحمت فرمایئے، جیسا کہ انہوں نے مجھ کو بچپن میں پرورش کیا (بنی اسرائیل پارہ نمبر ۱۵)۔

6- نیز فرمایا، کہ ہم نے انسان کو اس کے والدین کے متعلق تاکید کی ہے، کہ اس کی ماں نے ضعف پر ضعیف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا اور دو برس تک اسے دودھ پلایا، تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر (لقمانؑ پارہ نمبر ۲۱)۔

7- حضرت ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، کہ اللہ رب العزت کو سب سے محبوب کون سا عمل ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا، نماز کا اس کے وقت میں پڑھنا، میں نے عرض کیا اس کے بعد کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا والدین کے ساتھ بھلائی کرنا میں نے عرض کیا، پھر اس کے بعد کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا (بخاری و مسلم)۔

8- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کے عمل کی مکافات (بدلہ) نہیں دے سکتا، مگر یہ کہ اس کو غلام پائے پھر اس کو خریدے اور پھر اسے آزاد کر دے (اس کو مسلم نے روایت کیا ہے)۔

9- حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، تو اسے چاہیے، کہ اپنے مہمان کا احترام کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو اس کو چاہیے، کہ صلہ رحمی کرے اور

جو شخص اللہ رب العزت اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو اس کو چاہیے کہ بھلائی کی بات کہے یا خاموش رہے (بخاری و مسلم)۔

10- حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ خدا تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا، اور جب اس سے فارغ ہوئے تو رحم (رشتہ) کھڑا ہوا، اور عرض کیا، کہ کیا یہ جگہ اس شخص کے کھڑے ہونے کی ہے، جو تیرے ذریعہ سے قطع رحم سے پناہ مانگے (یعنی میں تجھ سے اس امر کی پناہ مانگتا ہوں) اللہ نے فرمایا ہاں کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ جو تجھ کو قائم رکھے اس کے ساتھ میں احسان کروں اور جو تجھ سے بے تعلقی کرے اس سے میں بھی قطع تعلق کروں رحم نے کہا میں راضی ہوں اللہ نے کہا بس یہ جگہ تیرے لئے ہے، پھر حضور نے فرمایا، کہ اگر تم (ثبوت) چاہو تو یہ آیت پڑھو (ترجمہ) سو اگر تم کنارہ کش رہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے، کہ تم دنیا میں فساد مچا دو، اور آپس میں قطع قرابت کرو، یہی ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی پھر ان کو بہرا کر دیا، اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا (بخاری و مسلم) اور بخاری کی ایک روایت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (کیا تو راضی نہیں) کہ میں اس سے احسان کروں، جو تجھ کو برقرار رکھے اور اس سے بے تعلقی کروں جو تجھ سے قطع تعلق کرے۔

11- حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، کہ یا رسول اللہ ﷺ میری طرف سے حسن سلوک و محبت کا کون زیادہ حقدار اور مستحق ہے آپ ﷺ نے فرمایا، تیری ماں! اس نے عرض کی، پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا، تیری ماں! اس نے عرض کی، پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا، تیری ماں! اس نے عرض کیا، پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا باپ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور ایک روایت میں ہے، کہ یا رسول اللہ ﷺ! میری طرف سے حسن سلوک و محبت کا کون زیادہ حقدار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تیری ماں! پھر تیری ماں! پھر تیری ماں!!! پھر تیرا باپ! پھر تیرے قریبی رشتہ دار! پھر تیرے قریبی رشتہ دار!!

۱۲- حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں، کہ آپ ﷺ نے فرمایا غبار آلود ہو ناک اس شخص کی پھر خاک آلود ہو ناک اس کی پھر مٹی میں ملے اس کی ناک

(تین مرتبہ یہ فرمایا) یعنی حقیر (ذلیل ہو) کہ جس نے اپنے والدین میں سے ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پایا (پھر ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہیں ہوا (مسلم)۔

13- حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، کہ ایک شخص نے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے قرابتدار ایسے ہیں، کہ میں ان کے ساتھ سلوک کرتا ہوں، لیکن وہ نہیں کرتے، اور میں ان سے احسان کرتا ہوں اور وہ برائی کرتے ہیں، اور میں بردباری سے کام لیتا ہوں، اور وہ جہالت سے پیش آتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، اگر تو ایسا ہی ہے، جیسا کہ تو نے بیان کیا، تو گویا کہ تو ان کو گرم راکھ کھلاتا ہے اور تیرے ساتھ ہمیشہ اللہ کی مدد ہے، وہ ان کی اذیتوں اور شر کو دفع کرنے والا ہے، جب تک کہ تو اسی صفت پر قائم رہے (مسلم)۔

14- حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ جو شخص اس بات کو محبوب اور پسند کرے، کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو، اور اس کی عمر دراز ہو جائے تو اسے چاہیے، کہ صلہ رحمی کرے (اس کو بخاری اور مسلم نے ذکر کیا)۔

15- حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، کو مدینہ کے اندر حضرت ابو طلحہؓ سب انصار سے زیادہ مالدار تھے، اور بستان بیرحاء ان کو اپنے تمام مال سے زیادہ پسند تھا، اور یہ باغ مسجد (نبویؐ) کے سامنے تھا، رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے، اور اس باغ کا عمدہ پانی پیا کرتے تھے، انسؓ بیان کرتے ہیں، کہ جب یہ آیت نازل ہوئی، کہ "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" کہ تم خیر کامل کو کبھی حاصل نہ کر سکو گے، یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے، تو حضرت ابو طلحہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور پھر عرض کیا، کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ (ترجمہ) کہ تم خیر کامل کو کبھی حاصل نہ کر سکو گے، یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے، اور مجھ کو اپنے مال میں سے باغ سب سے زیادہ پسند ہے، لہٰذا اسی کو خوشنودی خدا حاصل کرنے کے لئے خیرات کرتا ہوں اور اس کے ثواب اور اجر کا اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہوں، لہٰذا جس طرح آپ کو اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال ہو، آپ اس میں تصرف کریں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، آہاہا (اچھا اچھا) یہ تو مفید مال ہے اور میں نے تمہارا قول

سن لیا اب میں مناسب سمجھتا ہوں، کہ تم اپنے اقرباء کو یہ باغ دے دو ابو طلحہؓ نے کہا میں ایسا ہی کرتا ہوں، چنانچہ حسب الحکم حضرت ابو طلحہؓ نے وہ باغ اپنے رشتہ داروں، اور چچازادوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔

16- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں، کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، اور عرض کیا، کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ سے بیعت کرتا ہوں، جہاد اور ہجرت پر، اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کا طلب گار ہوں آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تمہارے ماں باپ سے کوئی کوئی زندہ ہے اس نے عرض کیا، جی ہاں! بلکہ دونوں زندہ ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، پس کیا تو ثواب کا حق تعالیٰ سے طلبگار ہے، اس نے عرض کیا، جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا، کہ اپنے ماں باپ کے پاس جاؤ، اور ان ہی کی خدمت اچھی طرح کرو، (بخاری و مسلم) اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں، اور بخاری و مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے، کہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا، اور جہاد کی اجازت چاہی، آپ نے فرمایا، کیا تیرے والدین زندہ ہیں، اس نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا ان ہی کی (خدمت میں) جہاد کر۔

17- حضرت عبداللہ بن عمروؓ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں، کہ آپ ﷺ نے فرمایا احسان کا بدلہ احسان سے ادا کرنے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں، بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے، کہ جب اس سے رشتہ قطع کیا جائے، تو وہ جوڑے (بخاری)۔

18- حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ رحم (رشتہ) عرش الٰہی میں معلق ہے، اور (بطور دعا کے) کہتا رہتا ہے، کہ جو شخص مجھ کو ملائے گا، اس کو اللہ تعالیٰ ملائے گا اور جو مجھے قطع کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قطع کرے گا (بخاری و مسلم)۔

19- ام المومنین حضرت میمونہؓ بنت الحارث سے منقول ہے، کہ انہوں نے ایک باندی آزاد کی، اور حضور اکرم ﷺ سے اجازت طلب نہیں کی، اس لئے جب وہ دن آیا کہ جس میں حضور اکرم ﷺ حضرت میمونہؓ کے پاس تشریف لایا کرتے تھے تو حضرت میمونہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا، کہ میں نے اپنی باندی آزاد کر

دی، آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تم نے اسے آزاد کردیا حضرت میمونہؓ نے عرض کیا جی ہاں! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ اگر تم اس باندی کو اپنے ماموؤں کو دے دیتیں تو یہ تمہارے لئے زیادہ ثواب کا باعث ہوتا (بخاری ومسلم)۔

20- حضرت اسماء بنت ابوبکر الصدیقؓ بیان کرتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں میری والدہ مجھ سے کچھ طلب کرنے کے لئے (مکہ سے مدینہ) آئیں اور وہ مشرکہ تھیں تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، کہ میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ مجھ سے کچھ طلب کرنے کی خواہشمند ہے، کیا میں اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کروں، فرمایا ہاں اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کرو (بخاری ومسلم)۔

21- حضرت زینب الثقفیہؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی نقل کرتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ اے عورتوں کی جماعت صدقہ وخیرات کرو، خواہ اپنے زیورات ہی سے کیوں نہ ہو، وہ بیان کرتی ہیں، کہ (یہ حکم سنکر) میں عبداللہ بن مسعودؓ (اپنے خاوند) کے پاس آئی، اور ان سے آکر عرض کیا، کہ آپ غریب اور نادار آدمی ہیں، اور آنحضرت ﷺ نے ہم کو صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے، لہٰذا آپ حضور اقدس ﷺ سے جاکر دریافت کر لیجیے، کہ اگر یہ چیز کافی ہو جائے تو میں آپ ہی کو صدقہ دے دوں، ورنہ پھر کسی اور کو دے دوں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا، بلکہ تم خود جاکر دریافت کرو چنانچہ میں چلی، تو دیکھتی کیا ہوں، کہ رسول اللہ ﷺ پر عظمت وجلال چھایا ہوا تھا، اس لئے ہم دونوں میں سے کسی کو اندر جانے کی جرأت نہیں ہوئی، اتنے میں حضرت بلالؓ باہر تشریف لائے تو ہم نے ان سے کہا، کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاکر اطلاع دیجیے، کہ دو عورتیں باب عالی پر حاضر ہوئی ہیں، اور دریافت کررہی ہیں، کہ اگر ہم اپنے شوہروں کو اور ان یتیموں کو صدقہ وخیرات دے دیں، جو ہماری پرورش میں ہیں، تو کیا یہ چیز کافی ہوسکتی ہے، لیکن حضورؐ کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں، یہ سنکر بلالؓ آنحضرت ﷺ کے پاس تشریف لے گئے، اور آپ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا، تو آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا، کہ کون عورتیں ہیں؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا، کہ ایک انصاری عورت ہے، اور دوسری زینبؓ ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ یہ کون سی

زینب ہے؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا، کہ عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ ان کو دوہرا ثواب ملے گا، ایک قرابت داری کا ثواب اور دوسرے صدقہ کا ثواب (اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے)۔

22- حضرت ابوسفیانؓ صخر بن حرب اپنی طویل حدیث میں جو کہ واقعہ ہرقل میں ذکر کرتے ہیں، کہ ہرقل نے ابوسفیان سے دریافت کیا، کہ وہ تم کو کس چیز کے کرنے کا حکم دیتے ہیں یعنی رسول اللہ ﷺ، ابوسفیانؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا، کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں، کہ ایک اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ، اور جو تمہارے باپ دادا کہتے ہیں، اس سے باز آجاؤ، اور ہم کو نماز اور سچائی اور پاک دامنی اور صلہ رحمی کرنے کا حکم فرماتے ہیں (اس حدیث کو بخاری و مسلم نے ذکر کیا ہے)۔

23- حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ عنقریب تم ایسی زمین کو فتح کرو گے جس میں قیراط کا تذکرہ ہوتا ہوگا، اور ایک روایت میں ہے کہ عنقریب تم مصر کو فتح کرو گے، اور وہ ایسی سرزمین ہے، کہ اس میں قیراط زیادہ بولا جاتا ہے لہٰذا اس زمین والوں کے ساتھ بھلائی کے ساتھ پیش آنا، اس لئے کہ ان کے لئے ذمہ اور رشتہ داری ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ جب تم مصر میں داخل ہو جاؤ، تو وہاں کے باشندوں سے بھلائی کرنا، اس لئے کہ ان کا ذمہ بھی ہے، اور قرابت بھی، یا یہ الفاظ فرمائے، کہ ان کا ذمہ بھی ہے، اور رشتہ داری بھی (مسلم)۔ امام نووی بیان کرتے ہیں، کہ حدیث میں قرابت جو اہل مصر سے بیان کی گئی ہے، کہ حضرت ہاجرہ اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ان میں سے ہیں، اور ''صہر'' یعنی ننھیال کا رشتہ اس سے اس چیز کی طرف اشارہ ہے، کہ حضور اکرم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی والدہ اہل مصر میں سے ہیں۔

24- حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، کہ جب یہ آیت ''وانذر عشیرتک الاقربین'' نازل ہوئی (یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے) تو آنحضرت ﷺ نے قریش کو بلایا، چنانچہ سب عام و خاص جمع ہو گئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا، کہ اے عبدشمس کی اولاد! اے کعب بن لوی کی اولاد! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ، اے کعب بن مرہ کی اولاد! اپنی

جانوں کو دوزخ) کی آگ سے بچاؤ، اے ہاشم کی اولاد! اپنی جانوں کو آگ سے محفوظ رکھو، اے فاطمہؓ اپنے آپ ﷺ کو آگ سے بچالے اس لئے کہ تم لوگوں کے واسطے اللہ تعالیٰ کے دربار میں میرا کچھ قابو نہیں چلے گا (ہاں یہ ضرور ہے، کہ تم سے رشتہ داری ہے، لہٰذا اس کے چھینٹے میں تم کو دے رہا ہوں (یعنی حسب مرتبہ تم سے سلوک کرتا رہوں گا) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

25- حضرت ابوعبداللہ عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بلند آواز سے بغیر کسی اخفاء کے اعلان فرماتے ہوئے سنا، کہ فلاں کی اولاد میری دوست اور رشتہ دار نہیں ہے، بلکہ میرا دوست تو اللہ تعالیٰ اور نیک لوگ ہیں، لیکن ان سے رشتہ داری ہے، تو اس کو تروتازہ رکھوں گا (اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے) اور الفاظ حدیث بخاری کے ہیں۔

26- ابوایوب خالد بن زید الانصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلایئے، جو کہ مجھے جنت میں داخل کردے، اور دوزخ سے دور رکھے، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو، اور (پانچ وقت کی) نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو، اور صلہ رحمی کرو (اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے)۔

27- حضرت سلمان بن عامرؓ آنحضرت ﷺ سے نقل فرماتے ہیں، کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ جب تم میں سے کوئی شخص روزہ افطار کرے تو اس کو چاہیے کہ کھجور سے افطار کرے، کیونکہ اس میں برکت ہے، اور اگر کسی کو کھجور میسر نہ ہو تو پھر پانی سے افطار کرے، اس لئے کہ وہ پاک کرنے والا ہے، اور فرمایا، کہ مسکین پر خیرات کرنا صدقہ ہے، اور رشتہ دار کے لئے دو باتیں ہیں، ایک صدقہ، اور دوسرا صلہ رحمی، امام ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا، اور اس کی تحسین فرمائی۔

28- حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں، کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی، اور میں اس کو پسند کرتا تھا، اور حضرت عمرؓ اس سے کراہت فرماتے تھے، تو مجھ سے فرمایا، کہ اس کو طلاق

دے دو، میں نے انکار کر دیا، لہٰذا حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا تو آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا، کہ اسے طلاق دے دو، امام ابوداؤد اور ترمذی نے اس حدیث کی تخریج کی اور امام ترمذی نے فرمایا، یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

29- حضرت ابوالدرداءؓ بیان کرتے ہیں، کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا، اور کہا، کہ میرے ایک بیوی ہے اور میری ماں اس کو طلاق دینے کا حکم دیتی ہے، حضرت ابوالدرداءؓ نے بیان کیا، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے، کہ والد جنت کے دروازوں میں سے مضبوط ترین دروازہ ہے، سو اگر تم چاہو، تو اس دروازہ کو ضائع کر دو، اور اگر چاہو، تو اس کی حفاظت کرو، امام ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور اس کی تحسین اور تصحیح فرمائی۔

30- حضرت براء بن عازبؓ رسول اللہ ﷺ سے نقل فرماتے ہیں، کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ خالہ بمنزلہ ماں کے ہے امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا، اور فرمایا، کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے، نیز حضرت عمرو بن عبسہؓ فرماتے ہیں، کہ میں مکہ میں نبوتؐ کے ابتدائی دنوں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، تو میں نے عرض کیا کہ آپ کون ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بھیجا ہے میں نے عرض کیا، کہ کیا چیز دے کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ صلہ رحمی کرنے اور بتوں کو توڑنے کا حکم دے کر مبعوث فرمایا، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی جائے، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے، اور امام بخاری نے پوری حدیث بیان کی، واللہ اعلم۔

حضرت علقمہؓ کا واقعہ

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت علقمہؓ بڑے عابد اور سخی تھے۔ آپ پر جان کنی کا وقت آیا تو جان نکلتی اور نہ زبان پر کلمہ شریف جاری ہوتا۔ سخت مشکل میں تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لئے تشریف

لے گئے اُن کی والدہ سے حالات پوچھے تو ماں جی نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! میرا یہ بیٹا بڑا بے ادب اور گستاخ تھا۔ میں اس سے بڑی دکھی ہوں۔ اپنی بیوی کو مجھ پر فضیلت دیتا تھا۔ میں اس سے قیامت تک ناراض ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اسے معاف نہ کرو گی تو اس کی جان یونہی اٹکی رہے گی۔ ماں جی نے کہا حضور کیا عرض کروں۔ دل نہیں مانتا اس کی زیادتیوں کی حد ہو گئی تھی۔ میں اسے کیسے معاف کر دوں۔ تب حضور علیہ الصلوٰۃ نے صحابیوں سے فرمایا لکڑیاں لا کر اسے جلا دو۔ جب واقعی ایسا ہونے لگا تو ماں جی نے عرض کی کہ اسے جلتا دیکھ نہ سکوں گی۔ آخر ماں ہوں۔ میں نے معاف کیا۔ اُسی وقت علقمہؓ کی روح جسم سے پرواز کر گئی۔ اِنا للہ و اِنا الیہ راجعون۔ گستاخ اولاد کے لئے جائے عبرت ہے۔ حضرت شیخ سعدیؒ نے بھی فرمایا ہے کہ

خدمتِ مادر و پدر کن صبح و شام، تا کہ باشی در دو عالم نیک نام

الحاصل

والدین کی عزت، خدمت و اطاعت اور فرمانبرداری حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں یکساں ضروری اور لازمی قرار دی گئی ہے، بلکہ شریعتوں میں ان کا درجہ اللہ تعالیٰ کے بعد انسانی رشتوں میں سب سے بڑا بتایا گیا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ان کی اطاعت کی تاکید کی گئی ہے، جیسا کہ آیات قرآنی اور احادیث بالا اس پر شاہد ہیں اور جو حضرات والدین کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں، اور ان کے حقوق کو بجالاتے ہیں، اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں، تو حق تعالیٰ اس کے صلہ میں ان کے سارے گناہ معاف فرما دیتے ہیں، اور اپنی خوشنودی کی لازوال نعمتیں ان کو عطا فرماتے ہیں۔

والدین کا حق

والدین یعنی ماں باپ کی عزت، خدمت اور اطاعت حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں یکساں ضروری قرار دی گئی ہے بلکہ تینوں میں اُن کا درجہ خدا کے بعد انسانی رشتوں میں سب سے بڑا بتایا گیا ہے اور خدا کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ان کی اطاعت کی تاکید کی گئی ہے۔ تورات میں توحید کی تعلیم کے بعد ہے:

''تو اپنے ماں باپ کو عزت دے تا کہ تیری عمر اس زمین پر جو خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے دراز ہو۔'' خروج ۲-۱۲) پھر دوسری جگہ ہے: ''تم میں سے ہر ایک اپنی ماں اور باپ سے ڈرتا رہے۔'' (احبار ۱۹-۳) انتہا یہ ہے کہ تورات نے قانوناً یہ حکم نافذ کیا کہ ''اور جو کوئی اپنے باپ یا اپنی ماں پر لعن کرے مار ڈالا جائے گا۔ اس نے اپنے باپ یا ماں پر لعنت کی ہے اس کا خون اسی پر ہے۔'' (احبار ۲۰-۹) ''اور وہ جو اپنی ماں باپ پر لعنت کرے مار ڈالا جائے۔'' (خروج ۲۱-۱۷)

حضرت عیسیٰؑ نے انجیل میں انہی احکام کو دہرایا اور اس بات پر زور دیا کہ ان احکام کی صرف لفظی تعمیل نہ کی جائے بلکہ ان کے روح و معنی کا خیال کیا جائے۔ فرمایا:

> ''کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ اپنے ماں باپ کی عزت کر اور جو ماں یا باپ پر لعنت کرے جان سے مارا جائے۔ پر تم کہتے ہو کہ جو کوئی اپنے باپ یا ماں کو کہے کہ جو کچھ مجھے تجھ کو دینا واجب تھا سو خدا کی نذر ہوا اور اپنے باپ یا ماں کی عزت نہ کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ پس تم نے اپنی روایت سے خدا کے حکم کو باطل کیا۔ ((ا) متی ۱۵-۱۴)

2- نبوتِ محمدیؐ جس کی بعثت ہی اخلاق کی تکمیل کے لئے ہوئی ہے، اس نے تورات

وانجیل کی طرح نہ صرف والدین کی عزت اور اُن سے ڈرتے رہنے کی تاکید کی بلکہ اس مسئلہ کے ہر گوشے کی تفصیل کی اور ہر ممکن سوال کا تشفی بخش جواب دیا۔

اس نے سب سے پہلے ماں اور باپ کی مشترکہ حیثیت کی بھی تفصیل کی اور بتایا کہ ماں اور باپ میں بھی سب سے بڑا درجہ ماں کا ہے۔عورت کی فطری کمزوری، بے چارگی اور حمل وضعِ حمل اور تربیتِ اولاد کی تکلیفوں کو ہنسی خوشی برداشت کرنا، ماں کی بڑائی، اس کی سب سے پہلے دل دہی کرنے اور اس کی فرمانبرداری کرنے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ترجمہ: اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے واسطے تاکید کی۔اس کی ماں نے اس کو تھک تھک کر اپنے پیٹ میں رکھا اور دو برس تک دودھ پلایا۔اور ہم نے انسان کو تاکید کی کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرے۔اس کی ماں نے اس کو تکلیف کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور تکلیف کے ساتھ جنا۔پیٹ میں رکھنا اور دودھ پلا کر چھڑانا تیس مہینے ہیں (الاحقاف:۱۵)

3- آنحضرت صلیٰ اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں اس کی مزید تاکید کی۔ایک شخص نے خدمتِ اقدس میں آ کر دریافت کیا کہ "یا رسولؐ اللہ سب سے زیادہ میرے حسنِ سلوک کا مستحق کون ہے؟" فرمایا "تیری ماں" "پوچھا پھر کون" ؟ فرمایا "تیری ماں"۔اس نے عرض کی "پھر کون؟" فرمایا "تیری ماں"۔ تین دفعہ آپؐ نے یہی جواب دیا۔چوتھی دفعہ پوچھنے پر ارشاد ہوا "تیرا باپ (۱)"۔ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار بڑے بڑے گناہوں کا ذکر کیا اور سرِ فہرست ماں کی نافرمانی کو قرار دیا اور فرمایا کہ تمہارے خدا نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام کی ہے (۲)۔ایک دفعہ ایک شخص نے آ کر عرض کی کہ "یا رسولؐ اللہ! میں نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے۔کیا میرے لئے کوئی توبہ ہے؟" فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے؟" جواب دیا نہیں۔" دریافت کیا کیا خالہ ہے" ؟ گزارش کی ہے۔فرمایا تو اس کے ساتھ نیکی کر۔یہی اس کی توبہ بتائی۔ایک اور صحابی نے دریافت کیا کہ "رسولؐ اللہ! میں نے جہاد میں شرکت کا ارادہ کیا ہے اور آپؐ سے مشورہ چاہتا ہوں۔" فرمایا "کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟" جواب اثبات میں دیا۔فرمایا "تو اُسی سے چمٹے رہو کہ جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے"۔

4- ان تعلیمات سے اندازہ ہوگا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں مخلوقاتِ انسانی میں جنسِ لطیف ہی کی ایک صنف کو سب سے بڑی برتری حاصل ہے- اور یہ برتری بالکل فطری ہے- انسان سب سے زیادہ اپنے وجود میں جن کا ممنون ہے اور جو اس کی تخلیق کی مادی علّت ہیں وہ خالقِ اکبر کی علّتِ فاعلہ ذات کے بعد ماں اور باپ ہیں- لیکن باپ کی مادی علّیت چند لمحوں اور چند قطروں سے زیادہ نہیں مگر ماں وہ ہستی ہے جس نے اس کی ہستی کو اپنا خون پلا پلا کر بڑھایا اور نو مہینے تک اس کی مشکل سہہ کر اور سختی اٹھا کر اپنے پیٹ میں رکھا- پھر اس کے جننے کی نا قابلِ برداشت تکلیف کو ہنسی خوشی برداشت کیا- پھر اس نو پید مضغۂ گوشت کو اپنی چھاتیوں سے لگا کر اپنا خون پانی کر کے پلایا اور اس کی پرورش اور غور و پرداخت میں اپنی ہر راحت قربان، اپنا ہر آرام ترک اور اپنی ہر خواہش نثار کر دی- ایسی حالت میں کیا ماں سے بڑھ کر انسان اپنے وجود میں مخلوقات میں کسی اور کا محتاج ہے؟ اس لئے شریعتِ محمدیؐ نے اپنی تعلیم میں جو بلند سے بلند مرتبہ اس کو عنایت کیا ہے وہ اس کی سزاوار ہے-

5- ماں کے ساتھ جو دوسری ہستی بچہ کی تولید و تکوین میں شریک ہے وہ باپ ہے- اور شک نہیں کہ اس کی نشو و نما اور تربیت میں ماں کے بعد باپ ہی کی جسمانی و مالی کوششیں شامل ہیں- اس لئے جب بچہ ان کی محنتوں اور کوششوں سے قوت کو پہنچے تو اس پر فرض ہے کہ اپنی اس ماں باپ کی کوششوں سے حاصل کی ہوئی قوت کا شکرانہ ماں باپ کی خدمت کی صورت میں ادا کرے- چنانچہ اسلام نے نہ صرف پہلے صحیفوں کی طرح ان کی عزت کرنے اور ان سے ڈرتے رہنے" کے وعظ پر اکتفا کی بلکہ اُن کی خدمت، اُن کی اطاعت، اُن کی امداد، اور اُن کی دلدہی، ہر چیز فرض قرار دی بلکہ یہاں تک تاکید کی کہ ان کی کسی بات پر اُف تک نہ کرو، اُن کے سامنے ادب سے جھکے رہو، اُن کی دعاؤں کو اپنے حق میں قبول سمجھو، انہی کی خدمت انسان کا سب سے بڑا جہاد ہے بلکہ انہی کی خوشنودی سے خدا کی خوشنودی ہے- قرآنِ پاک میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، نیکی اور خدمت کی تاکید بارہ مختلف آیتوں میں نازل ہوئی ہے اور اکثر موقعوں پر یہ تعلیم توحید اور خدا پرستی کی تعلیم کے

بعد ہی آئی ہے کہ پہلے تخلیق انسانی کی علّت فاعلی اور دوسری علّت مادّی ہے- سب سے پہلی آیت سورۂ بقرہ میں ہے جس میں تورات کے حکم کی طرف بھی اشارہ ہے- فرمایا: ترجمہ:- اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ تم نہ پوجو گے مگر اللہ کو- اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو- یہ آیتِ پاک گو اُس حکم کا اعادہ ہے جو توراۃ کی آیتوں میں ہے لیکن یہاں توراۃ کی طرح صرف ماں باپ کی عزت اور ڈر کے محدود لفظ نہیں بلکہ نیکی کرنے کا وسیع المعنی لفظ رکھا گیا ہے جس سے تعلیم کے مفہوم میں بڑی وسعت آ گئی ہے اور ہر قسم کی خدمت اطاعت اور عزت کا مفہوم اِن کے اندر پیدا ہے- اسی سورہ میں دوسری جگہ والدین کی مالی خدمت اور امداد کی نصیحت ہے: ترجمہ:- فائدہ کی جو چیز تم کرو وہ ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے لئے- سورۂ النساء میں توحید کے حکم اور شرک کی ممانعت کے بعد ہی والدین کے ساتھ بھلائی کی تاکید کی جاتی ہے: ترجمہ:- اور اللہ کو پوجو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ- اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو- کفار کو جنہوں نے اپنے وہم و خیال اور رسم و رواج سے حلال و حرام کی ہزاروں رسمی و خیالی باتیں پیدا کر لی تھیں اللہ تعالیٰ خطاب کر کے فرماتا ہے کہ یہ کھانے پینے کی چیزیں حرام نہیں، آؤ ہم بتائیں کہ حقیقت میں حرام چیزیں کیا ہیں- خدا کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کے ساتھ نیکی سے پیش نہ آنا: ترجمہ:- کہہ (اے پیغمبر) آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں کہ تمہارے پروردگار نے تم پر کیا حرام کیا ہے، یہ کہ اِس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا- (الانعام ۱۵۱)

6- معراج کے احکام دوازدہ گانہ میں خدا کی توحید کے بعد والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی تعلیم اس اہتمام کے ساتھ دی جاتی ہے کہ اُن کے سامنے اُف بھی نہ کرو، عاجزی سے پیش آؤ، اُن کے حق میں دعاءِ خیر کرو اور بڑھاپے میں اُن کی خدمت کرو- فرمایا: ترجمہ:- اور تیرے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنا اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُنھ بھی نہ کہو اور نہ ان پر خفا ہو اور ان سے ادب سے بولو- اور ان کے لئے

اطاعت کا بازو محبت سے جھکاؤ اور کہو کہ اے میرے پروردگار تو ان پر رحمت فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھے پالا۔(بنی اسرائیل:۲۳-۲۴)

خدا کی دائمی اور غیر متبدل شریعت میں شرک سے زیادہ بُری چیز کوئی نہیں قرار دی گئی۔ اس پر بھی اگر کسی کے ماں باپ مشرک ہوں تو اس حالت میں بھی اُن کی خدمت سے ہاتھ اُٹھانا روا نہیں بجز اس کے اگر وہ اس کو شرک کی دعوت دیں تو اُن کی اس بات کو قبول نہ کیا جائے۔ ارشاد ہوا: ترجمہ:- اور ہم نے انسان کو جتا دیا کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور اگر وہ تجھ کو مجبور کریں کہ تو خدا کے ساتھ اس کو شریک کر جس کا تجھ کو علم نہیں تو اُن کا کہا نہ مان۔ تم سب کو میرے پاس لوٹ کر آنا ہے تو میں تم کو تمہارے کرتوت سے آگاہ کروں گا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اگر تمہارے بُت پرست ماں باپ تم کو بُت پرستی کی دعوت دیں تو صرف اُن کی اس دعوت کو قبول نہ کرو لیکن اُن کی دنیاوی خدمت، اور حسنِ سلوک میں کوئی فرق نہ آنے پائے بلکہ وہ اس جہالت میں بھی اپنی جگہ پر قائم رہے۔ فرمایا: ترجمہ:- اور ہم نے انسان کو جتا دیا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اس کی ماں نے اس کو تھک تھک کر پیٹ میں رکھا اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑایا کہ وہ میرا اور اپنے ماں باپ کا احسان مانے۔ میرے ہی پاس پھر آنا ہے۔ اگر وہ دونوں اس پر تجھ کو مجبور کریں کہ میرے ساتھ اس کو شریک کر جس کو تو نہیں جانتا تو ان کا یہ کہنا نہ مان اور دنیا میں ان کے ساتھ بھلائی سے گزران کر۔ (لقمان:۱۴-۱۵)

7- اس اہتمام کو دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ ماں باپ کی احسان مندی کا ذکر خود اپنی احسان پذیری کے ساتھ کرتا ہے اور اس شرک پرستی کی دعوت کے قبول پر اولاد کو بزور مجبور کرنے کے باوجود صرف اسی قدر کہا جاتا ہے کہ مذہب کے باب میں ان کی بات اولاد نہ مانے مگر دوسری دنیاوی باتوں میں اُن کا ادب، ان کی اطاعت اور ان کی خدمت کا وہی عالم رہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو دیکھئے کہ باوجود اس کے کہ ان کا باپ مسلمان نہ تھا مگر اپنے وعدہ کی بناء پر خدا سے دعا مانگی جس سے غالباً ان کی مراد یہ ہوگی کہ وہ ایمان لا کر حسنِ خاتمہ پر مرے: ترجمہ:- اے میرے پروردگار مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے۔ (ابراہیم:۴۱)

حضرت نوحؑ نے بھی یہی دُعا کی: ترجمہ:- اے پروردگار مجھے اور میرے ماں

باپ کو بخش دے۔ (نوح:۲۸) اس لئے والدین کے حسنِ خاتمہ اور مغفرت کی دُعا مانگنا انبیا علیہم السلام کی پیروی ہے۔

8- آخری بات یہ ہے کہ وہ لوگ جو والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے ہیں، اُن کی خدمت بجالاتے ہیں اور اُن کے لئے خدا سے دعائے خیر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس نیکی کے بدلہ میں ان کے سارے گناہ معاف کر دیتا اور اپنی خوشنودی کی لازوال دولت ان کو عطا فرماتا ہے: ترجمہ:- اور ہم نے انسان کو تاکید کر کے کہہ دیا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔ اس کی ماں نے اس کو تکلیف کر کے پیٹ میں اٹھایا اور تکلیف کر کے جنی اور پیٹ میں رکھنا اور دودھ چھڑانا تیس مہینے ہیں، یہاں تک کہ وہ بچہ سے بڑھ کر جوان ہوا اور چالیس برس کا ہوا۔ اس نے کہا کہ میرے پروردگار مجھ کو توفیق دے کہ تیرے اس احسان کا شکرادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا اور اس کی کہ میں وہ کام کروں جس کو تو پسند کرے۔ اور میری اولاد نیک کر، میں تیری طرف لوٹ کر آیا اور میں تیرے فرمانبرداروں میں ہوں۔ یہی وہ ہیں جن کے اچھے کام ہم قبول اور اُن کے بُرے کاموں سے درگزر کرتے ہیں۔ یہ جنت والوں میں ہوں گے۔ یہ سچائی کا وہ عہد ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا۔ (الاحقاف:۱۵۔۱۶)

9- ان آیتوں نے والدین اور خصوصاً ماں کی خدمت واطاعت ورضامندی کو وہ پانی بتایا ہے جس سے گناہوں کی فرد دُھل کر صاف ہو جاتی ہے۔ احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی منشائے الٰہی کو مختلف عبارتوں اور طریقوں میں ادا فرمایا ہے۔ کبھی فرمایا ہے کہ ''ماں کے پاؤں کے نیچے جنت (۱) ہے''۔ کبھی ارشاد ہوا ''رب کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے۔'' کسی نے پوچھا ''یارسول اللہ! میرے حسنِ معاشرت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے''؟ فرمایا ''تیری ماں''۔ ''دریافت کیا پھر کون''؟ فرمایا ''تیری ماں''۔ عرض کی ''پھر کون'' ''تیری ماں''۔ گذارش کی ''پھر کون''؟ چوتھی بار فرمایا ''تیرا باپ اور اس کے بعد جو اس کے قریب ہے پھر جو اس کے قریب ہے۔'' ایک دفعہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مجلسِ اقدس میں تشریف فرما تھے۔ جاں نثار حاضر تھے۔ فرمایا ''وہ خوار ہوا۔ وہ خوار ہوا، وہ

خوار ہوا۔ ''صحابہ نے پوچھا'' کون یا رسول اللہ؟'' ''ارشاد ہوا'' وہ جس نے اپنے ماں باپ کو یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور پھر ان کی خدمت کر کے، جنت نہ حاصل کر لی۔'' ایک اور مجلس میں صحابہ نے دریافت کیا کہ تمام کاموں میں خدا کو ہمارا کون سا کام زیادہ پسند آتا ہے؟ فرمایا ''وقت پر نماز پڑھنا۔ عرض کی پھر کون سا؟'' ارشاد ہوا'' ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا''۔ دریافت کیا'' پھر کون سا''؟ فرمایا'' خدا کی راہ میں محنت اٹھانا'' (جہاد)۔

10۔ ایک دفعہ آپؐ نے والدین کی اطاعت کے ثواب کو ایک نہایت مؤثر حکایت میں بیان فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ تین مسافر راہ میں چل رہے تھے کہ اتنے میں موسلا دھار پانی برسنے لگا۔ تینوں نے بھاگ کر ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی۔ قضارا ایک چٹان اوپر سے ایسی گری کہ اس سے اس غار کا منہ بند ہو گیا۔ (اب ان کی بے کسی و بے چارگی اور اضطراب بے قراری کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ اُن کو موت سامنے کھڑی نظر آتی تھی) اس وقت انہوں نے پورے خضوع کے ساتھ دربارِ الٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ ہر ایک نے کہا کہ اس وقت ہر ایک کو اپنی خالص نیکی کا واسطہ خدا کو دینا چاہیے۔ ایک نے کہا بارِ الٰہی تو جانتا ہے کہ میرے والدین بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ میں بکریاں چراتا تھا اور انہی پر ان کی روزی کا سہارا تھا۔ میں شام کو جب بکریاں لے کر گھر آتا تھا تو دودھ دوھ کر پہلے اپنے والدین کی خدمت میں لاتا تھا۔ جب وہ پی چکتے تب اپنے بچوں کو پلاتا تھا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں بکریاں چرانے کو دور نکل گیا لوٹا تو میرے والدین سو چکے تھے۔ میں دودھ لے کر ان کے سرہانے کھڑا ہوا نہ اُن کو جگاتا تھا کہ اُن کی راحت میں خلل آ جاتا اور نہ ہٹتا تھا کہ خدا جانے کس وقت اُن کی آنکھیں کھلیں اور دودھ مانگیں بچے بھوک سے بلک رہے تھے مگر مجھے گوارا نہ تھا کہ میرے والدین سے پہلے میرے بچے سیر ہوں۔ میں اسی طرح پیالہ میں دودھ لئے رات بھر سرہانے کھڑا رہا۔ اور وہ آرام کرتے رہے۔ خداوندا! اگر تجھے معلوم ہے کہ میں نے یہ کام تیری خوشنودی کیلئے کیا تو اس غار کے منہ سے چٹان کو ہٹا دے۔ یہ کہنا تھا کہ چٹان کو خود بخود جنبش ہوئی اور غار کے منہ سے تھوڑا سرک گئی۔ اس کے بعد باقی دو مسافروں

کی باری آئی اور انہوں نے بھی اپنے نیک کاموں کو وسیلہ بنا کر دُعا کی اور غار کا منہ کھل گیا۔

11- اسلام میں جہاد کی اہمیت جو کچھ ہے وہ ظاہر ہے۔مگر والدین کی خدمت گزاری کا درجہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ان کی اجازت کے بغیر جہاد بھی جائز نہیں کہ جہاد کے میدان میں سر ہتھیلی پر رکھ کر جانا ہوتا ہے اور ہر وقت جان جانے کا امکان رہتا ہے۔اس لئے والدین کی اجازات کے بغیر ان کو اپنے اس جسم و جان کو کھونے کا حق نہیں جس کو ان کی خدمت گزاری کے لئے وقف ہونا چاہیے تھا۔اسی لئے ابھی اوپر گزر چکا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک کاموں میں جہاد کا درجہ والدینؒ کی خدمت گزاری کے بعد رکھا۔ایک دفعہ ایک صحابی نے خدمتِ اقدس میں آ کر شرکتِ جہاد کی اجازت طلب کی۔دریافت فرمایا کہ تمہارے ماں باپ بھی ہیں؟ عرض کی ''جی ہاں''۔ارشاد ہوا ''تو پھر انہی کی خدمت کا فریضہ جہاد ادا کرو۔''

12- قرآنِ پاک کی صریح آیتوں میں خدا کی اطاعت کے ساتھ ساتھ جس طرح والدین کی اطاعت کا ذکر ہے احادیث میں بھی اس کا وہی درجہ رکھا گیا ہے۔صحابہ سے فرمایا کہ تم پر خدا نے ماؤں کی نافرمانی حرام کی ہے''۔ایک دفعہ صحابہ سے جو خدمت میں حاضر تھے دریافت کیا کہ کیا تم کو بتاؤں کہ دنیا میں سب سے بڑے گناہ کیا ہیں؟ انہوں نے عرض کی ''ضرور یا رسول اللہ!'' فرمایا ''خدا کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا''۔آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے، سیدھے ہو کر برابر ہو گئے اور فرمانے لگے اور ''جھوٹی گواہی اور ہاں جھوٹی گواہی۔''

13- تورات میں حقوقِ والدین کے متعلق جو بعض ایسے احکام دئے گئے جو بے حد سخت تھے وحی محمدیؐ نے بعض حیثیتوں سے اُن میں تخفیف کر دی ہے اور بعض حیثیتوں سے اور زیادہ سخت کر دیا ہے۔مثلاً توراۃ کا یہ حکم تھا کہ جو کوئی اپنے ماں باپ پر لعنت کرے وہ قتل کر دیا جائے۔ اسلام نے اس گناہ کو دنیا کی قانونی سزا کے بجائے اُخروی سزا کا موجب قرار دیا جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ توبہ و استغفار سے معاف ہو سکتے ہیں اور مجرم کو اپنے فعل پر نظر ثانی کی تا زندگی مہلت ملتی ہے۔لیکن اگر اس نے اس مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا تو پھر عذاب بھی ہے جو دنیاوی

سزا سے زیادہ سخت ہے۔ اسلام کے قانون میں ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ اگر کوئی سنگ دل باپ اپنی اولاد کے قتل کا مرتکب ہو تو بعض حالتوں میں وہ اس کے قصاص میں قتل نہ ہوگا بلکہ کسی اور سزا کا مستحق ہوگا۔ کیونکہ باپ کو اپنے اولاد سے جو فطری محبت ہوتی ہے اس کا مقتضا یہی ہے کہ اس کے فعل کو بالقصد کی بجائے اتفاقی سمجھا جائے تا آنکہ اس کے برخلاف کوئی قوی شہادت موجود نہ ہو۔

14- اسی سلسلہ میں ایک اور نکتہ کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ تورات نے ایک طرف والدین کو یہ اہمیت دے کر دوسری طرف بیوی کے سامنے اُن کو بالکل بے قدر کر دیا ہے۔ لکھا ہے:

> اس واسطے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑے گا اور اپنی جورو سے ملا رہے گا اور وہ ایک تن ہوں گے۔ (پیدائش ۲-۲۴)

15- حضرت عیسیٰ نے بھی جو گو دا نجیل کے بیان کے مطابق، ماں باپ اور بیوی تینوں سے نا آشنا تھے تاہم جیسا کہ انجیل کے موجودہ نسخہ میں ہے ماں باپ کے مقابلہ میں بیوی کی طرف داری اور حمایت کی اور اسی لئے طلاق کو ناجائز قرار دیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ اگر بیوی اور والدین کے درمیان ناقابلِ حل اختلاف ہو اور اس لئے ان دونوں میں سے کسی کو مجبوراً ترجیح دینی پڑے تو کیا صورت اختیار کی جائے۔ اسلام کا حکم ہے کہ اس حال میں بھی والدین کی اطاعت کرو کہ بیوی کا تعلق ایسا ہے جس کو قانون اور عہد نے پیدا کیا ہے جو ٹوٹ کر جڑ سکتا اور مٹ کر بدل سکتا ہے۔ لیکن والدین کا فطری تعلق ناقابلِ شکست اور ناقابلِ تغیر ہے۔ حضرت ابن عمرؓ کی ایک بیوی تھیں جن سے وہ راضی تھے مگر ان کے پدر بزرگوار حضرت عمرؓ کو بہو پسند نہ تھیں۔ اس اختلاف نے خانگی جھگڑے کی صورت اختیار کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمرؓ کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے باپ کی اطاعت کریں۔ (سبحان اللہ)

اولاد کا حق

اصولی تعلیم: جس طرح ماں باپ کے حقوق اولاد پر ہیں اسی طرح اولاد کے بھی کچھ حقوق ماں باپ پر ہیں اور یہ وہ عنوان ہے جس کا سراغ دوسری آسمانی کتابوں میں نہیں ملتا۔ اور اس سے یہ سمجھنا چاہیے کہ اسلام سے پہلے والدین کو تو اپنی اولاد پر غیر محدود اختیارات حاصل تھے مگر اولاد کا باپ پر کوئی حق تسلیم نہیں کیا گیا تھا اور اس کو والدین کی بزرگی کے خلاف سمجھا گیا تھا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو مذہب لے کر تشریف لائے اُس کی شریعت میں حقوق کے مسئلہ میں بڑوں چھوٹوں کی تفریق نہیں وہ جس طرح چھوٹوں پر بڑوں کے جائز حقوق تسلیم کرتا ہے اسی طرح وہ چھوٹوں کے بھی بڑوں پر مناسب حقوق قائم کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہایت چھوٹے سے فقرہ میں وہ اصول بتایا ہے جو ان تمام حقوق کا نہایت جامع متن ہے۔ اُن حقوق کی جس قدر تشریح کی جائے یہ فقرہ اُن سب پر محیط ہے۔ فرمایا: ترجمہ: جو ہمارے چھوٹے پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑے کا ادب نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ بڑے چھوٹے کے ساتھ شفقت سے پیش آئیں اور چھوٹے بڑے کا ادب اور لحاظ کریں۔ یہ وہ اصول ہے جس پر چھوٹوں اور بڑوں کے باہمی حقوق کی بنیاد اسلام میں قائم کی گئی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ ترازو ٹھیک اور سیدھی رہے تو ہر انسانی جماعت میں چھوٹوں، بڑوں، افسروں، ماتحتوں، آقاؤں، نوکروں، بزرگوں اور عزیزوں کے درمیان کسی قسم کی ناگواری اور آزردگی پیدا نہ ہونے پائے۔ جب کبھی چھوٹوں اور بڑوں میں کسی قسم کی ناگواری پیش آئی ہے تو اس کا سبب یہی ہوا ہے کہ ترازو کے ان دونوں پلڑوں میں توازن قائم نہیں رہا ہے۔ حکیموں اور مقننوں کے بنائے ہوئے نظم و انتظام کے سارے مشرح و مفصل قانون اور قاعدوں کا بے پایاں دفتر جو کام نہیں کر سکتا وہ نبی

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ دو مختصر سادہ فقرے بڑی خوبی سے انجام دے سکتے ہیں اور دیتے ہیں۔ اگر واقعاً کسی جماعت میں یہ ترازو بے نظام ہو جائے تو بڑے بڑے قانونوں کا بارِگراں بھی پھر اُس کو برابر نہیں کرسکتا۔ اولاد کا سب سے پہلا حق اپنے والدین پر یہ ہے کہ جب خدا نے ان کی اولاد کی زندگی کا واسطہ ان کو بنایا ہے تو وہ بالقصد اس کے نقشِ زندگی کے مٹانے کا سبب نہ بنیں بلکہ اس کی حیات کی تکمیل اور اس کی نشو ونما کی ترقی کے وہ تمام ذریعے مہیا کریں جو ان کی قوت اور استطاعت میں ہے یہی سبب ہے کہ اسلام نے حمل کو بالقصد ضائع کرنے (اسقاط) کو گناہ قرار دیا ہے اور ذریعۂ حمل کے ضائع کرنے (عزل) کو اچھا نہیں سمجھا ہے اور پیدا ہونے کے بعد اس کے مار ڈالنے کی جاہلانہ رسم کو جڑ پیڑ سے اکھاڑنے کی پوری کوشش کی ہے۔

2- اولاد کشی کا انسداد:

عرب کے سفاکانہ مراسم میں سب سے زیادہ بے رحمی اور سنگ دلی کا کام معصوم بچوں کو مار ڈالنا اور لڑکیوں کو زندہ گاڑ دینا تھا۔ یہ بے رحمی کا کام والدین خود اپنی خوشی اور مرضی سے انجام دیتے تھے۔ اس رسم کے جاری ہونے کے کئی اسباب تھے۔ ایک تو مذہبی تھا یعنی والدین اپنے بچوں کو اپنے دیوتاؤں کی خوشنودی کے لئے خود ذبح کر کے ان پر چڑھا دیتے تھے۔ منت مانتے تھے کہ فلاں کام ہوگا تو اپنے بچہ کی قربانی کریں گے۔ یہ قابلِ نفرت رسم نہ صرف عرب میں بلکہ بہت سی بت پرست قوموں میں جاری تھی۔ رومتہ الکبریٰ کے عظیم الشان متمدن قانون میں ''اولاد کو مار ڈالنے کا باپ کو بالکل اختیار تھا اس قتل کی کوئی باز پرس نہ تھی اور اولاد کشی کا علانیہ کثرت سے رواج تھا۔'' ہندوستان کے راجپوتوں میں یہ دردناک منظر لڑکیوں کی شادی کی شرم و عار سے بچنے اور بیواؤں کی ستی کی صورتمیں اور لڑائیوں میں جوہر کی صورت میں رائج تھا۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ بتوں، دیوتاؤں، دیویوں کی خوشی اور نذرانے کے لئے ان معصوموں کی جانیں بہت آسانی سے لی جاتی تھیں۔ قرآن پاک کی اس آیت میں نہ صرف عرب بلکہ تمام دُنیا کی قوموں کے اسی عقیدہ کو باطل کیا گیا ہے:

ترجمہ: (جس طرح کھیتوں اور جانوروں میں خدائے برحق کے ساتھ ان کے دیوتاؤں نے اپنا حصہ لگالیا ہے) اسی طرح بہت سے مشرکوں کوان کے دیوتاؤں نے یہ بات خوب صورت کر کے دکھائی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو قتل کر دیں تا کہ یہ دیوتا اُن کو ہمیشہ کے لئے ، ہلاک کر دیں اوران کے دین کوان پر مشتبہ کر دیں- اور اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے- تو ان مشرکوں کو اور جو کچھ خدا پر وہ افترا کرتے ہیں کہ خدا نے ان کو ایسا حکم دیا ہے اس کو چھوڑ دے- (الانعام:۲۷)- اسی سلسلہ میں آگے چل کر خدا فرماتا ہے: ترجمہ: گھاٹے میں ہیں وہ جنھوں نے اپنی اولاد کو نادانی سے بے جانے قتل کیا- (الانعام: ۱۴۰) اس ہولناک گناہ کے ارتکاب کا دوسرا سبب عربوں کا عام فقر و فاقہ تھا- وہ سمجھتے تھے کہ اولاد ہوگی تو اس کے کھانے پینے کا سامان کرنا ہوگا اس لئے وہ اس کے خون سے اپنا ہاتھ رنگ کر اس فرض سے سبکدوش ہوتے تھے- نبوتِ محمدیؐ نے ان کو یہ بتایا کہ ہر بچہ اپنا رزق اور اپنی قسمت ساتھ لے کر آتا ہے- ایک انسان دوسرے انسان کو نہیں کھلاتا بلکہ وہ خدا ہی ہے جو سب کو کھلاتا ہے اور وہی ہر جاندار کی روزی کا میر ساماں ہے: ترجمہ: اور زمین پر کوئی جاندار نہیں لیکن یہ کہ اس کی روزی کا فرض خدا ہی پر ہے- اس لئے جاہل عربوں کو تعلیم دی گئی: اور اپنی اولاد کو فقر و فاقہ کے خوف سے مار نہ ڈالا کرو- ہم ہی ہیں جو ان کو اور تم کو دونوں کو روزی دیتے ہیں- ان کا مار ڈالنا بے شبہ بڑا گناہ ہے- (بنی اسرائیل:۳۱)

3- قتلِ اولاد کے جرم کو اتنی اہمیت دی گئی کہ اس کی ممانعت کو شرک کی ممانعت کے پہلو بہ پہلو جگہ دی گئی- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ ان عربوں کو جنھوں نے اپنی طرف سے بہت سی چیزیں حرام بنالی ہیں بتادو کہ اصلی چیزیں انسان پر کیا حرام ہیں: ترجمہ کہہ دے اے پیغمبر! آؤ میں تم کو پڑھ کر سناؤں کہ تمہارے پروردگر نے تم پر کیا حرام کیا ہے- خدا کا کسی کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور مفلسی کے ڈر سے اپنے بچوں کو نہ مار ڈالو- ہم تم کو اور اُن کو دونوں کو روزی دیتے ہیں- (الانعام:۱۵۱) ایک دفعہ ایک صحابی نے دریافت کیا "یارسولؐ اللہ! سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟" فرمایا "شرک"- پوچھا "اس کے بعد" فرمایا "والدین کی نافرمانی"- پھر عرض کی "اس کے بعد-" فرمایا "یہ

کہ تم اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔'' یہ جواب حقیقت میں آیتِ بالا کی تفسیر ہے۔ انہی تعلیمات اور نبوت کے اس پرتوِ فیض نے دلوں میں یہ یقین پیدا کر دیا کہ رازق خدا ہے۔ اسی کے ہاتھ میں رزق کی کنجی ہے۔ ہر بچہ اپنے رزق کا آپ سامان لے کر آتا ہے۔ اس ایمان اور یقین نے اس جرم کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا اور عرب کی سر زمین اس لعنت سے ہمیشہ کے لئے پاک ہوگئی۔ اولاد کشی کی تیسری صورت جو سب سے زیادہ قابلِ افسوس تھی وہ لڑکیوں کا زندہ دفن کر دینا تھا کہ لڑکیاں شرم و عار کا باعث سمجھی جاتی تھیں۔ جب گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تو باپ کو سخت رنج ہوتا اور وہ لوگوں سے منہ چھپاتا پھرتا تھا۔ اہلِ عرب کا عقیدہ تھا کہ فرشتے خدا کی لڑکیاں ہیں۔ قرآن نے کہا کہ تم کو لڑکی ہو تو تمہاری شرم کا باعث ہو اور خدا کو لڑکیوں کا باپ کہو تو شرم نہ آئے۔ ترجمہ: اور جب اُن میں کسی کو اس کے ہونے کی خوشخبری دی جائے جس کی وہ رحمت والے خدا پر تہمت باندھتے ہیں تو اندر ہی اندر غصہ کے مارے اس کا منہ سیاہ پڑ جاتا ہے۔ (الزخرف:۱۷) رفتہ رفتہ یہ حالت پہنچی کہ اس شرم و عار کے مجسمہ کو پردۂ خاک میں چھپا کر باپ اس مصیبت سے نجات پانے کی فکریں کرتے۔ قرآنِ مجید نے اہلِ عرب کی اس حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے: ترجمہ: اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوش خبری دی جاتی ہے تو اس کا منہ کالا پڑ جاتا ہے اور غصہ کے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے اِس خوش خبری کے رنج سے وہ لوگوں سے منہ چھپاتا پھرتا ہے کہ آیا ذلت اٹھا کر اس کو اپنے پاس رہنے دے یا اس کو مٹی میں چھپا دے۔ (یعنی زندہ دفن کر دے) (النحل:۵۸-۵۹)

3- یوں تو اس رسمِ بد کا رواج تمام عرب میں تھا مگر اخبارِ عرب کے بعض واقف کہتے ہیں کہ ایک خاص سبب سے بنوتمیم میں اس کا رواج سب سے زیادہ تھا۔ بنوتمیم کے رئیس قیس بن عاصم نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اقرار کیا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے آٹھ دس لڑکیوں کو زندہ دفن کیا ہے۔ یہ رسم جس شقاوت اور سنگ دلی کے ساتھ انجام دی جاتی تھی اس کا حسرت ناک نقشہ ایک صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خود اپنی آپ بیتی سنا کر اس طرح کھینچا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بے چین ہوگئے۔ دارمی میں وضین تبع

تابعی سے ایک موقوف روایت ہے کہ ایک شخص نے آ کر خدمتِ اقدس میں عرض کہ کہ "یا رسولؐ اللہ! ہم لوگ جاہلت والے تھے بتوں کو پوجتے تھے اور اولاد کو مار ڈالتے تھے۔ میری ایک لڑکی تھی۔ جب میں اس کو بلاتا تو دوڑ کر میرے پاس آتی۔ ایک دن وہ میرے بلانے پر خوش خوش دوڑی آئی۔ میں آگے بڑھا اور وہ میرے پیچھے پیچھے چلی آئی۔ میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ جب ایک کنوئیں کے پاس پہنچا جو میرے گھر سے کچھ دور نہ تھا اور لڑکی اس کے قریب پہنچی تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کنوئیں میں ڈال دیا۔ وہ ابا ابا کہہ کر پکارتی رہی اور یہی اس کی زندگی کی آخری آواز تھی۔" رحمتِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اس پر درد افسانہ کو سن کر آنسو ضبط نہ کر سکے۔ ایک صحابی نے اُن صاحب کو ملامت کی کہ تم نے حضورؐ کو غمگین کر دیا۔ فرمایا "اس کو چھوڑ دو کہ جو مصیبت اس پر پڑی ہے وہ اس کا علاج پوچھنے آیا ہے" پھر اُن صاحب سے فرمایا "ہاں میاں! تم اپنا قصہ پھر سے سناؤ۔" انہوں نے دوبارہ پھر بیان کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت ہوئی کہ روتے روتے ریش مبارک تر ہو گئی۔ پھر فرمایا "جاؤ کہ جاہلیت کے گناہ اسلام کے بعد معاف ہو گئے۔ اب نئے سرے سے اپنا عمل شروع کرو۔"

قبیلہ بنی تمیم کے رئیس قیس بن عاصم جب اسلام لائے تو انہوں نے عرض کی کہ "یا رسولؐ اللہ! میں نے اپنے ہاتھ سے آٹھ لڑکیاں زندہ دفن کی ہیں۔" فرمایا "اے قیس! ہر لڑکی کے کفارہ میں ایک غلام آزاد کرو۔" عرض کی "یا رسولؐ اللہ میرے پاس اونٹ ہیں"۔ فرمایا "اے قیس! ہر لڑکی کے کفارہ میں ایک اونٹ قربانی کرو۔"

5- مردوں کے علاوہ یہ کس قدر تعجب انگیز ہے کہ خود عورتیں بھی اس جرم میں مردوں کی شریک تھیں۔ مائیں خود اپنی لڑکیوں کو اپنے ہاتھ سے اس قربانی کے لئے حوالہ کرتی تھیں۔ ابن الاعرابی جاہلیت کے ایک شاعر کا ایک شعر سناتا ہے: ترجمہ: (زندہ دفن ہونے والے بچہ نے اپنی ماں کے ظلم سے بھی وہ تکلیف نہیں اٹھائی جو ذہل اور عامر نے اٹھائی)۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی خدمت میں ایک عورت نے آ کر کہا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ اپنے لڑکے کی قربانی کروں گی۔ فرمایا "ایسا نہ کرو، بلکہ کفارہ دے دو۔"

6- اسلام سے پہلے اس رسم کے انسداد کے لئے صرف اسی قدر ہوا کہ ایک دو نیک

آدمیوں نے ایسی لڑکیوں کو قیمت دے کر ان کے والدین سے خرید لیا اور اُن کی پرورش کی۔ چنانچہ مشہور شاعر فرزدق کے دادا صعصعہ نے اس میں بڑا نام پیدا کیا تھا۔ اسلام کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو عرض کی ''یا رسولؐ اللہ! میں نے اسلام سے پہلے تین سو ساٹھ لڑکیوں کو خرید کر موت سے بچایا ہے کیا مجھ کو اس کا ثواب ہوگا''؟ فرمایا! ''ہاں تم کو اس کا ثواب ملے گا کہ خدا نے تم کو مسلمان بنا کر تم پر احسان کیا ہے۔ اسی طرح زید بن عمرو بن نفیل جو بعثتِ نبویؐ سے پہلے دینِ ابراہیمی کے پیرو تھے وہ بھی اس قسم کی لڑکیوں کو اپنی آغوشِ شفقت میں لیتے تھے اور اُن کی پرورش کرتے تھے جب وہ بڑی ہو جاتی تھیں تو وہ اُن کے باپ کو کہتے تھے کہ کہو تو میں تم کو واپس کر دوں چاہے اُن کو میرے ہی پاس رہنے دو یہ شخصی کوششیں تھیں جو ملک میں بار آور نہ ہوئیں لیکن بعثتِ محمدیؐ کی رحمتِ عام کی جب بہار آئی تو ان شقاوتوں کے موسم پر ہمیشہ کے لئے خزاں چھا گئی۔

7۔ لوگ عموماً لڑکیوں کے وجود کو بلا اور مصیبت سمجھتے تھے۔ نبوت محمدیؐ نے اس بلا اور مصیبت کو ایسی رحمت بنا دیا کہ وہ نجاتِ اخروی کا ذریعہ بن گئیں۔ فرمایا ''جو کوئی ان لڑکیوں میں سے کسی لڑکی کی مصیبت میں مبتلا ہوا اور پھر اس کے ساتھ محبت و مہربانی کا سلوک کرے تو وہ دوزخ کے عذاب سے اس کو بچالے گی۔ وہ اس کے اور دوزخ کے درمیان پردہ بن کر حائل ہو جائے گی۔'' نیز فرمایا ''جو دو لڑکیوں کی بھی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائیں تو قیامت میں میرا اور اُس کا مرتبہ'' دو انگلیوں کو اُٹھا کر فرمایا کہ ''یوں برابر ہوگا۔'' غور کیجئے کہ وہی حقیر ہستی جو پہلے شرم و عار کی موجب تھی عہد محمدیؐ میں آ کر عزت اور سعادت کا وسیلہ بن گئی۔ ان اخلاقی نصیحتوں کے علاوہ اس رسم کے انسداد کے لئے آپ نے عورتوں اور مردوں سے بیعت لی۔ صلح حدیبیہ کے بعد حکم ہوا کہ جو عورتیں اسلام لائیں اُن سے توبہ کی جو بیعت لی جائے اس میں ایک دفعہ یہ بھی ہو وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَا دَھُنَّ کہ ''وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی۔'' چنانچہ اس حکم کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے خصوصیت کے ساتھ اس کی بیعت لی۔ فتحِ مکّہ کے دن جب عورت مرد جوق در جوق اسلام کے لئے حاضر ہو رہے تھے تو آپؐ نے عورتوں سے خاص طور سے اس کا اقرار لیا اور انہو نے اقرار

کیا۔عید کے اجتماعِ عام میں عورتوں کے مجمع میں آپؐ تشریف لائے اور دوسری باتوں کے علاوہ اس کا بھی عہد لیا کہ وہ قتلِ اولاد کی مرتکب نہ ہوں گی۔دوسرے موقعوں پر بھی جو خواتین دربارِ رسالت میں حاضر ہوتیں ان سے بھی اس کا عہد لیا جاتا تھا۔بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشِ نظر عرب کی جو ابتدائی اصلاحیں تھیں ان میں ایک چیز یہ بھی تھی۔چنانچہ بیعتِ عقبہ میں سب سے پہلے انصار سے جن باتوں پر عہد لیا گیا تھا اُن میں ایک یہ بھی تھا کہ ''وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے۔حضرت عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ دربارِ رسالت میں حاضر تھے۔آپؐ نے فرمایا کہ ''ہم سے اس پر بیعت کرو کہ تم کسی کو خدا کا شریک نہ ٹھہراؤ گے، چوری نہ کرو گے، بدکاری نہ کرو گے اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے جو اس عہد کو پورا کرے گا تو اس کا معاوضہ خدا پر ہے اور اگر کسی نے ان میں سے کسی فعل کا ارتکاب کیا اور اس کو قانونی سزا دی گئی تو یہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے گا۔اور اگر اس کا یہ گناہ دنیا میں مخفی رہا تو خدا کو اختیار ہ چاہے بخش دے چاہے عذاب دے۔'' صحابہ سے فرمایا کہ ''خدا نے تم پر ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا حرام کیا ہے۔'' ان تمام تدبیروں کے علاوہ قرآنِ پاک کی ایک مختصر سی آیت نے عرب کی ان تمام قساوتوں ان تمام سنگ دلیوں اور ان تمام سفاکیوں کو مٹانے میں وہ کام کیا جو دنیا کی بڑی بڑی تصنیفات نہیں کر سکتی تھیں۔قیامت کی عدالت گاہ قائم ہے، مجرم اپنی اپنی جگہ کھڑے ہیں، غضبِ الٰہی کا آفتاب اپنی پوری تمازت پر ہے، دانائے غیب قاضی اپنی معدلت کی کرسی پر ہے، اعمال نامے شہادت میں پیش ہیں کہ ایک طرف سے ننھی ننھی معصوم بے زبان ہستیاں خون سے رنگین کپڑوں میں آ کر کھڑی ہو جاتی ہیں۔شہنشاہ قہار کی طرف سے سوال ہوتا ہے، اے ننھی معصوم جانو! تم کس جرم میں ماری گئیں: ترجمہ: یاد کرو جب (قیامت میں، زندہ دفن ہونے والی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ تو کس جرم میں ماری گئی۔(التکویر: ۸-۹) کس درجہ بلیغ اور مؤثر طرزِ ادا ہے۔اس کا یہ اثر تھا کہ یا تو لوگ لڑکیوں کو خود اپنے ہاتھوں سے دفن کر دیتے تھے یا یہ زمانہ آیا کہ ادائے عمرہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے روانہ ہونے کا قصد کرتے ہیں، سید الشہداء حمزہؓ کی یتیم بچی امامہ جو مکہ میں رہ گئی تھی چچا چچا کہتی دوڑی آتی

ہے۔ حضرت علیؓ ہاتھوں میں اُٹھا لیتے اور حضرت فاطمہؓ زہرہ کے حوالہ کرتے ہیں کہ یہ لو تمہارے چچا کی بیٹی ہے۔ حضرت علیؓ کے بھائی حضرت جعفر طیارؓ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ بچی مجھ کوملنی چاہیے کہ یہ میرے چچا کی لڑکی ہے اور اس کی خالہ میرے گھر میں ہے۔ حضرت زیدؓ آگے بڑھ کر کہتے ہیں کہ حضور! یہ لڑکی مجھ کوملنی چاہیے کہ حمزہؓ میرے مذہبی بھائی تھے۔ حضرت علیؓ کا دعویٰ ہے کہ یہ میری بہن بھی ہے اور پہلے میری ہی گود میں آئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دل خوش کن منظر کو دیکھتے ہیں پھر سب کے دعوے مساوی دیکھ کر اس کو یہ کہہ کر اس کی خالہ کی گود میں دے دیتے ہیں کہ ''خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے۔'' کیا یہ وہی جنس نہ تھی جس کی ہستی شرم و عار کا موجب تھی، جس کی پیدائش کی خبر سن کر باپ کے چہرہ کا رنگ سیاہ پڑ جاتا تھا اور وہ لوگوں کے مجمع میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتا تھا۔ یا یہ حال ہے کہ ایک ایک لڑکی کی پرورش کے لئے دفعتہً چار چار گودیں خالی ہو جاتی ہیں اور فیصلہ مشکل ہوتا ہے۔ وہی اولاد جو پہلے بلا اور مصیبت تھی آنکھوں کی ٹھنڈک کا ذریعہ بنتی ہے: ترجمہ: (جنت ان کو بھی ملے گی جو......) اور جو کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے ہم کو آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت فرما۔ (الفرقان: ۷۴) اور آخر وہ زمانہ آیا کہ ایک بدوی شاعر کو طنزاً کہنا پڑا: ترجمہ: پیغمبر کی بعثت کے بعد تو یہ کثرت ہے کہ سب لڑکیاں ہی لڑکیاں ہیں۔

8- رضاعت و حضانت: اولاد کے جینے کا حق تسلیم کرانے کے بعد پہلا فرض یہ ہے کہ اس کی نشو و نما اور دودھ پلانے کے حق کو تسلیم کیا جائے اور جب تک وہ خود سے کھانے پینے کے قابل نہ ہو جائے اس کی خبر گیری کی جائے اور اس کے بعد اس کی نابالغی کے زمانہ تک اس کی نگرانی اور اس کے خرچ کی کفالت کی جائے۔ چنانچہ اسلام نے ان دونوں باتوں کا بوجھ والدین پر اور خاص طور سے جہاں تک مصارف کا تعلق ہے تنہا باپ پر رکھا ہے۔ رضاعت اور حضانت کے عنوان سے اس کی تشریح فقہ کی کتابوں میں مل سکتی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ بچہ کو شیر خوارگی کے عالم میں ماں دودھ پلائے۔ اور اگر ماں نہ ہو یا ماں کسی قانون (طلاق وغیرہ) کے سبب سے شوہر سے علیحدہ ہو چکی ہو تو باپ پر اس کی رضاعت کا سامان کرنا اور اس کی اُجرت ادا کرنا فرض قرار دیا گیا۔ اور اس شیر خوارگی کی پوری مدت بھی دو برس کی

مقرر کردی گئی ہے: ترجمہ: اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں یہ مدت اس کے لئے ہے جو چاہے کو رضاعت کی مدت پوری کرے۔ اور لڑکے والے (باپ) پر ان دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق واجب ہے۔ (البقرۃ: ۲۳۳) اور شیر خوارگی کے دنوں میں ماں کے علاوہ کوئی دوسری عورت بھی اگر اپنا دودھ پلا کر اس کی زندگی کا سہارا بنے تو اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے قانوناً اس کی اہمیت کو قبول کیا۔ اور اس کا درجہ بھی ماں کے قریب قریب قائم کر کے اس کی اولاد کو بھی بھائی اور بہن کے رشتہ کا منصب عطا کیا ہے۔ فرمایا: ترجمہ: اور تمہاری وہ مائیں تم پر حرام ہیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا اور تمہاری دودھ شریک بہنیں۔ (النساء: ۲۳) دکھانا یہ ہے کہ ان ننھے بچوں کی نشوونما کی خدمت اسلام میں وہ عزت اور احترام رکھتی ہے کہ نسبی رشتہ داریوں کے قریب قریب پہنچ جاتی ہے۔ اوپر کی پہلی آیت میں جب دودھ پلانے والی کے کھانے اور کپڑے کی ذمہ داری باپ پر ڈالی گئی ہے تو ظاہر ہے کہ بچپن تک بچے کے کھانے کپڑے کی ذمہ داری بھی باپ ہی پر ہے۔ اور باپ نہ ہو تو دادا پر اور اس کے بعد درجہ بدرجہ ورثا پر ہے۔

9۔ تعلیم و تربیت: ظاہری اور جسمانی نشوونما کے بعد اولاد کی باطنی و روحانی تربیت کا درجہ ہے۔ قرآنِ پاک نے ایک مختصر سے فقرہ میں جو صرف چار لفظوں سے مرکب ہے اس حق کو ایسے جامع طریقہ سے ادا کر دیا ہے کہ اس کی تفصیل و تشریح میں دفتر کے دفتر لکھے جا سکتے ہیں۔ فرمایا: ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔ (التحریم: ۶) اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچانا بزرگِ خاندان کا فرض ہے۔ یہ آگ جہنم کی آگ ہے مگر اس سے مقصود اُن تمام برائیوں، خرابیوں اور ہلاکتوں سے اُن کی حفاظت ہے جو بالآخر انسان کو دوزخ کی آگ کا مستحق بنا دیتی ہیں۔ اس طرح گھر کے سردار پر اولاد کی اخلاقی تربیت، دینی تعلیم اور نگہداشت کا فرض عائد کیا ہے۔ خدا نے اُن لوگوں کی تعریف فرمائی جو اپنے بیوی بچوں کے حق میں دعائے خیر کیا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بارِ الٰہا! تو اُن ظاہر و باطن کا حسن، صورت و سیرت کی خوبی، اور دین و دنیا کی بھلائی دے کر میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا۔ فرمایا: ترجمہ: اور (جنت کے مستحق وہ بھی ہیں) جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے

پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولادوں کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت فرما۔ (الفرقان: ۷۴) مقصود یہ ہے کہ اولاد کو نیک اور سعادت مند بنانے کی کوشش کے ساتھ ساتھ اس کی نیکی و سعادت مندی کی دعا بھی مانگتے رہنا چاہیے۔ ایک سورہ میں خدا ارشاد فرماتا ہے کہ نیک بندے جس طرح اپنے ماں باپ کے حق میں مغفرت کی دُعا مانگتے ہیں اور اُن کی خدمت کی توفیق چاہتے ہیں اسی طرح وہ اپنی اولاد کے حق میں اپنی کوششوں کی کامیابی کی بھی دُعا کرتے ہیں: ترجمہ: اور (اے اللہ!) میرے لئے میرے کاموں کو میری اولاد میں صالح بنا۔ میں اپنے گناہوں سے تیری طرف باز آیا اور میں فرمانبرداروں میں ہوں۔ (الاحقاف: ۱۵) اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کو ہر طرح صالح اور کارآمد بنانے کی تدبیر اور دعا بھی ایک اچھے باپ کا فرض ہے۔

10- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب میں وحیِ الٰہی کے مقصود کو تعلیم ربانی پا کر مختلف طریقوں سے واضح فرمایا۔ ایک اعرابی اقرع بن حابس دربارِ نبویؐ میں آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ کو پیار کر رہے تھے۔ اس کو یہ بات ادب اور وقار کے خلاف معلوم ہوئی۔ اس نے کہا کیا آپؐ بچوں کو پیار کرتے ہیں! میرے دس بچے ہیں میں نے اُن میں سے کسی کو پیار نہیں کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نظر اٹھائی پھر فرمایا ''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔'' دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا ''اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحم و شفقت کو نکال لیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔'' ان دونوں کا منشا یہ ہے کہ بچوں کے ساتھ محبت و شفقت سے پیش آنا چاہیے کہ جو اپنے بچوں پر رحم نہیں کرتا خدا اس پر رحم نہیں کرتا۔ ایک دفعہ ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ کے پاس ایک غریب عورت سائل بن کر آئی۔ اس کے ساتھ اس کی دو کمسن بچیاں بھی تھیں۔ اس وقت کاشانہ نبوی میں ایک کھجور کے سوا کھانے کو کچھ اور نہ تھا اِمّ المومنینؓ نے وہی ایک کھجور اس کے نذر کر دی۔ ماں کی ماتا نے گوارا نہ کیا کہ وہ کھجور آپ کھالے اور ان ننھی جانوں کو اِس سدِّ رمق سے محروم رکھے۔ اس نے اس کھجور کے دو آدھے ٹکڑے کر کے دونوں بچیوں کو ایک ایک ٹکڑا دے دیا۔ حضرت عائشہؓ کو غریب ماں کی محبت کے اس منظر کو دیکھ کر تعجب ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب

تشریف لائے تو یہ واقعہ عرض کیا۔ حضورؐ نے سن کر فرمایا جب کسی کو لڑکیوں کی کوئی مصیبت پیش آئے اور وہ اُن کے ساتھ نیکی کرے تو وہ دوزخ کی آگ سے اس کے لئے آڑ بن جائیں گی۔'' نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ عمر تمیز کو پہنچ جائیں تو قیامت کے دن اُس کا یہ رتبہ ہوگا کہ وہ اور میں (دو انگلیوں کو جوڑ کر فرمایا) اس طرح ملے ہوئے ہوں گے'' اس رتبہ کی بلندی کا کوئی اندازہ ہوسکتا ہے؟ ایک اور موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ باپ کا اپنے بچہ کو کوئی ادب سکھانا ایک صاع صدقہ سے بہتر ہے۔ ایک دفعہ یہ فرمایا کہ کوئی باپ اپنے بچہ کو اس سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کو اچھی تعلیم دے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ وہ لڑکے کو لڑکی پر صرف جنس کے اختلاف کے سبب ترجیح نہ دے۔ ارشاد ہوا کہ جس کے لڑکی ہو اور وہ اس کو زندہ باقی رہنے دے اور اسکی توقیری نہ کرے اور نہ اس پر لڑکے کو ترجیح دے تو خدا اُسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ باہم لڑکوں میں بھی چھوٹے اور بڑے کے حقوق کا امتیاز شریعت محمدیؐ میں قائم نہیں۔ اسی لئے دنیا کی اکثر شریعتوں اور قانونوں کے برخلاف اسلام میں بڑے اور پہلوٹے کے امتیازی حقوق نہیں کہ ہر ایک کو ان میں سے اپنے باپ کے ساتھ برابر کی نسبت ہے یہاں تک کہ اگر لڑکوں میں سے کسی ایک کو بلا وجہ کوئی ایسا عطیہ دیا جائے جو دوسرے کو نہ ملا ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ظلم سے تعبیر فرمایا۔ ایک دفعہ کا قصہ ہے کہ ایک صحابی نے اپنے لڑکوں میں سے کسی ایک کو ایک غلام ہبہ کیا اور چاہا کہ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت ہو۔ انہوں نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر اپنی خواہش ظاہر کی۔ دریافت کیا کہ کیا تم نے اپنے سب بچوں کو ایک ایک غلام دیا ہے؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا ''تو میں ایسے ظالمانہ عطیہ پر گواہ نہ بنوں گا۔'' اس سے اُس قانون کی جو اسرائیلیوں، رومیوں، ہندوؤں اور دوسری پرانی قوموں میں رائج تھا اور اب بھی ہے کہ صرف بڑا لڑکا جائیداد کا مالک بنے یا اس کو کوئی ترجیحی حق ہو، اصلاح کر دی گئی اور باپ کی نظر میں اس کے تمام لڑکوں کو برابر کا منصب حاصل ہوا اور چھوٹوں پر ظلم کا جو مسلسل قانونی طریقہ جاری تھا اس کا خاتمہ ہوا۔

حصہ ہفتم

صلہ رحمی - اہلِ قرابت کے حقوق

ماں باپ شوہر زن اور اولاد کے بعد درجہ بدرجہ اہلِ قرابت کا حق ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے ایک رشتہ دار کی کفالت کرتے تھے لیکن جب اس نے حضرتِ عائشہ صدیقہؓ کی تہمت میں حصہ لیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مالی امداد بند کر دی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم آیا کہ صاحب احسان و کشائش، قرابت والوں محتاجوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کی مدد نہ دینے کی قسم نہ کھائیں۔ بلکہ چاہیے کہ ان کے قصور معاف اور درگزر کریں۔ اللہ درگزر کرنے والا ہے۔ صلہ رحمی کی بہت سی صورتیں ایسی ہیں کہ ان سے قطع رحم ہوتا ہے۔ یہ صلہ رحمی ہے۔ یہ انسان کا احسان نہیں بلکہ اس کا فرض اور حق بتایا گیا ہے اور یہ حق ادا نہ کرنا قطع رحم (رحم کاٹنا) ہے اور جو یہ حق ادا نہ کرے وہ فاسق ہے حضور پاکؐ نے اس کی یوں تشریح فرمائی۔ استعارہ رحم (شکم مادر کا نام) رحمان (اللہ) سے مشتق ہے۔ اس لئے محبت والے خدا نے رحم کو خطاب کر کے فرمایا جس نے تجھ کو ملایا اس کو میں نے ملایا اور جس نے تجھ کو کاٹا اس کو میں نے کاٹا۔ رحم انسانی عرشِ الٰہی کو پکڑ کر کہتا ہے، جو مجھے ملائے اس کو خدا ملائے جو مجھے کاٹے اس کو خدا کاٹے۔ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا تو رحمِ انسانی نے اس رحمت والے خدا کا دامن تھام لیا۔ خدا نے فرمایا ٹھہر جا، یہ اس کا مسکن ہوگا، جو تیری گرہ کاٹنے سے بچے گا کیا تو اس سے خوش نہیں۔ جو تجھ کو ملائے اس کو میں اپنے سے ملاؤں، جو تجھ کو کاٹے اس کو میں کاٹوں۔ یعنی رحم مادر اور اس رحمان کے رحم (و کرم) کے درمیان حرفوں کا یہ اشتراکِ محبت کے معنوی اشتراک کے بھید کو فاش کرتا ہے۔ رحم اور رحمان جو صلہ رحمی یعنی قرابت کا حق ادا نہ کرے گا۔ وہ جنت میں داخل نہ ہوگا یعنی جنت میں اس کا داخلہ اس وقت تک رکا رہے گا۔ جب تک اس کا گناہ معاف نہ ہو۔ یا وہ اس سے پاک نہ ہو۔ صلہ رحمی۔ یعنی (۱) ضرورتمند

اقربا اور رشتہ داروں کی مالی مدد ذریعہ محبت و مال میں کثرت- (۲) اور خدا کی دی ہوئی عمر میں اقربا کی- خدمت عمر میں برکت اور زیادتی کا باعث ہے-" بخاری و مسلم- اقربا سے کسی حالت میں بھی چشم پوشی نہ کی جائے- قرابت اور نساب کے تعلقات میں فرق نہ آنے پائے-" جو شخص رشتہ داروں کے حقوق ادا نہیں کرتا اس کا رشتہ قائم تو رہتا ہے، مگر محبت ٹوٹ جاتی ہے- حدیث "اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایمان باللہ کے بعد رشتہ قرابت کو جوڑنا ہے-" (کنز العمال)- تعلقات کی اصلاح روزہ، صدقہ اور نماز کے درجے سے بھی بالاتر درجے کی حیثیت رکھتی ہے-" ترمذی- "تعلقات کی خرابیوں سے بچو یہ نیکیوں کو زائل کر دیتی ہے-" ترمذی- "صلہ رحم واجب اور قطع رحم حرام"- (حدیث)

صلہ رحمی کا بدلہ صلہ رحمی سے دینا کوئی بڑی بات نہیں بلکہ قطع رحمی کا بدلہ بھی صلہ رحمی سے دیا جائے- اپنے ظالم رشتہ دار پر عنایتوں کی بارش کر دینی چاہیے-

قطعِ رحمی اور والدین کی نافرمانی کی حرمت کا بیان!

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، قریب ہے کہ اگر تم پشت پھیر جاؤ تو زمین میں فساد مچاؤ گے، اور اپنے رحموں کو قطع کرو گے، تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے، پس ان کو بہرا بنا دیا اور ان کی آنکھوں کو بینائی سے محروم کر دیا، (محمد- پارہ نمبر ۲۶)- دوسری جگہ ارشاد ہے، کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد کو وعدہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں، اور جس سے ملنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، اس کو قطع کر دیتے ہیں، اور زمین میں فساد مچاتے پھرتے ہیں، ایسے ہی لوگوں پر لعنت ہے- اور ان کے لئے بہت برا ٹھکانہ ہے- (رعد، پارہ نمبر ۱۳)- ایک اور مقام پر فرمایا، اور آپ کے پروردگار نے اُس بات کا حکم دیا، یہ کہ نہ عبادت کرو، مگر اللہ کی، اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو، اگر ان دونوں میں سے کوئی یا دونوں ہی بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو ہوں تک نہ کہو، اور نہ ہی ان کو جھڑکنا، اور ان سے عت کے ساتھ بات کرنا، اور رحمت کی وجہ سے ان سے عاجزی سے پیش آنا، اور یہ دعا کرنا، کہ اے ہمارے رب ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھ کو بچپن میں پرورش کیا تھا (بنی اسرائیل 15: 24-23)

2- حضرت ابوبکرہ نفیع بن الحارثؓ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ کیا میں تم نہ بتلاؤں، کہ سب سے بڑھ کر کبیرہ گناہ کون سا ہے؟ تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا، خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، اور ماں باپ کی نافرمانی رنا، اور حضور ﷺ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے، پھر بیٹھ گئے اور فرمایا جھوٹی بات کہنا، اور جھوٹی گواہی دینا، برابر یہ الفاظ حضور اکرم ﷺ دہراتے رہے، یہاں تک کہ ہم (اپنے دل میں) کہنے لگے کہ کاش آپ ﷺ خاموش ہو جائیں (اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)-

3- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے

ارشادفرمایا، کہ کبیرہ گناہ میں سے اللہ رب العزت کے ساتھ کسی کوشریک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور انسان کو (ناحق) مار ڈالنا، اور قسم جھوٹی کھانا (اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے)۔

امام نووی ''یمین غموس'' کے معنی بیان کرتے ہیں، کہ وہ ہے جس کو انسان جان کر جھوٹ بول کر کھاتا ہے، اسی لئے اس کو ''غموس'' بولتے ہیں، کیونکہ قسم کھانے والا اس کے گناہ میں غرق ہوتا ہے۔

4- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ یہ ہے، کہ انسان اپنے والدین کو گالی دے، صحابہؓ نے عرض کیا، کہ یارسول اللہ ﷺ کیا آدمی اپنے والدین کو گالی دے سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں! ایک آدمی دوسرے کے والد کو گالی دیتا ہے، تو یہ اس کے والد کو گالی دیتا ہے، اور یہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے، تو یہ اس کی ماں کو گالی دے گا (بخاری ومسلم) اور ایک روایت میں یہ ہے کہ کہاز مین سے بڑا گناہ یہ ہے، کہ آدمی اپنے والدین کو لعنت کرے، عرض کیا گیا، یا رسول اللہ ﷺ آدمی کیسے اپنے والدین پر لعنت کرسکتا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ کسی انسان کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے والد کو گالی دیتا ہے، اور یہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے، تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

5- حضرت ابومحمد جبیر بن مطعمؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جنت میں قاطع داخل نہ ہوگا، سفیان راوی نے اپنی روایت کے اندر یہ الفاظ بیان کئے ہیں، کہ رشتوں کو قطع کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا (بخاری ومسلم)۔

6- حضرت ابوعیسی مغیرہ بن شعبہؓ آنحضرت ﷺ سے نقل فرماتے ہیں، کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ حق تعالیٰ نے تم پر ماں باپ کی نافرمانی کرنا، اور کنجوسی کرنا، اور دوسرے کے مال کو ناحق طلب کرنا، اور لڑکیوں کو زندہ درگور کردینا حرام کردیا ہے، اور قیل قال (بے بہودہ گفتگو) اور کثرت سوال اور مال کے ضائع کرنے کو مکروہ قراردیا ہے (اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کیا)

امام نووی فرماتے ہیں ''منعا'' سے مراد جو چیز اس پر واجب ہو اس کو روکے رکھنا، اور ''ہات'' کے معنی جو چیز اس کی نہیں ، اس کو طلب کرنا، اور ''وادالبنات'' لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینا، اور ''قیل وقال'' سے مراد جو چیز سنے اس کو بیان کر دے، اور کہے، کہ ایسا کہا گیا، اور فلاں شخص نے یہ کہا، جس بات کی نہ تو صحت کا علم اور نہ اس کا یقین، آدمی کو جھوٹ کے لئے بس یہی بات کافی ہے، کہ کچھ سنے اس کو دوسروں کے سامنے بیان کر دے اور ''اضاعتہ المال'' سے مراد ہے، اس کا ایسے مصارف کے اندر خرچ کر دینا، کہ جس کی اجازت دینا اور آخرت کے امور میں سے کسی میں بھی نہیں ہے، اور حفاظت کی قدرت اور امکان ہونے کے باوجود اس کی حفاظت کو چھوڑ دینا، اور ''کثرت سوال'' سے یہ مراد ہے، کہ جس چیز میں حاجت اور ضرورت نہیں اس میں عاجزی ظاہر کرنا اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول نقل کیا گیا، کہ جو تجھ کو قطع کرے گا، میں بھی اس کو قطع کروں گا، اور دوسری حدیث ہے، کہ رحم کہتا ہے کہ جو مجھ سے قطع کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قطع کرے گا۔

باپ کے دوستوں سے بھلائی کی فضیلت اور والدہ، رشتہ دار، بیوی اور ان تمام اشخاص کے ساتھ بھلائی کرنا کہ جن کا احترام واکرام کرنا مستحب ہے!

1- حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ بھلائیوں میں سے بہترین بھلائی یہ ہے، کہ انسان اپنے والد کے دوست کے ساتھ حسنِ سلوک کرے (مسلم)۔

2- حضرت عبداللہ بن دینار حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کرتے ہیں، کہ عبداللہ بن عمرؓ کو ایک شخص مکہ کے راستہ میں ملا، آپ نے اس کو سلام کیا، اور عبداللہ بن عمرؓ جس گدھے پر سوار تھے، اسی پر اس کو سوار کر لیا، اور اپنے عمامہ اتار کر اس کو دے دیا، ابن دینار بیان

کرتے ہیں، کہ ہم نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے، دیہاتی لوگ تو تھوڑی سی چیز سے راضی ہو جاتے ہیں، تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا، کہ اس کا باپ (میرے باپ) حضرت عمر بن الخطابؓ کا دوست تھا، اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے، کہ سب بھلائیوں میں سے اچھی بھلائی یہ ہے، کہ آدمی اپنے باپ کے دوست کے ساتھ بھلائی کرے (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے)۔

3- (اور ایک روایت میں ہے کہ) حضرت ابن دینار، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کرتے ہیں، کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس ایک گدھا تھا جب مکہ جاتے اور اونٹ کی سواری سے اُکتا جاتے تو آرام لینے کے لئے اس گدھے پر سوار ہو جاتے تھے، اور ایک عمامہ تھا، جو سر پر باندھ لیتے، حسب معمول ایک روز اسی گدھے پر سوار تھے، کہ ایک اعرابی گزرا، ابن عمرؓ نے فرمایا، کہ کیا تم فلاں بن فلاں نہیں ہو، اس نے کہا جی ہاں! حضرت ابن عمرؓ نے اس کو اپنا گدھا دے دیا، اور کہا اس پر سوار ہو جاؤ، اور اپنا عمامہ بھی دے دیا، اور کہا، اس کو اپنے سر پر باندھ لو، ساتھیوں میں سے بعض حضرات نے عرض کیا، کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت کرے، آپ نے اس اعرابی کو وہ گدھا دے دیا جس پر آپ آرام لیتے تھے، اور عمامہ بھی دے دیا، جس کو اپنے سر باندھ لیتے تھے، تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے، آپ ﷺ فرما رہے تھے، کہ سب سے بڑی نیکی اور فرمانبرداری یہ ہے، کہ آدمی اپنے باپ کے انتقال کے بعد اس کے دوستوں کے گھر والوں سے اچھا سلوک کرے، اس شخص کا باپ (میرے باپ) عمر بن الخطابؓ کا دوست تھا (مسلم)۔

4- حضرت ابی اسید (ہمزہ کے پیش اور سین کے زبر کے ساتھ) مالک بن ربیعہ الساعدیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کہ قبیلہ بنو سلمہ کا ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا، کہ یا رسول اللہ ﷺ! ماں باپ کے ساتھ سلوک و نیکی کرنے کے لئے میرے لئے کچھ باقی ہے، کہ میں ان کے مرنے کے بعد اس کو کروں، آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں! ان کے لئے دعا کرنا، اور ان کے واسطے استغفار کرنا، اور ان کے بعد ان کے وعدوں کو پورا کرنا، اور ان کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی

کرنا، کہ یہ صلہ رحمی کرنا، ان ہی کے رشتوں کی وجہ سے ہے اور ماں باپ کے دوستوں کی عزت کرنا (ابوداؤد)۔

5- حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں، کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی ازواج میں سے کسی سے اتنا رشک نہیں ہوا، جتنا کہ حضرت خدیجہؓ سے ہوا، اور میں نے کبھی ان کو دیکھا بھی نہیں تھا، لیکن رسول اللہ ﷺ ان کا تذکرہ بہت فرمایا کرتے تھے، اور بسا اوقات بکری ذبح کرتے، تو اس کے علیٰحدہ علیٰحدہ ٹکڑے کرتے اور پھر اس کو حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں میں بھیجتے، تو میں آپ سے کبھی کبھی کہتی کہ گویا دنیا میں حضرت خدیجہؓ کے علاوہ اور کوئی عورت ہی نہ تھی، تو آپ ﷺ فرماتے، کہ وہ ایسی ایسی تھیں (یعنی ان کی تعریف کرتے) اور فرماتے، کہ ان سے میری اولاد بھی ہے (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں ہے، کہ آپ بکری کو ذبح فرماتے، اور حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں میں ہدیہ بھیجتے، جتنی کہ اس میں گنجائش ہوتی اور ایک روایت میں ہے، کہ جب بکری ذبح کرتے تو فرماتے کہ خدیجہؓ کی سہیلیوں میں اس کو بھیج دو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت خدیجہؓ کی بہن ہالہ بنت خویلد نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ کو حضرت خدیجہؓ کا اذن طلب کرنا یاد آ گیا، تو آپ ﷺ ان کی محبت سے بے خود ہو گئے، اور فرمایا، کہ اے اللہ ہالہ بنت خویلد ہوں۔

لفظ ''فارتاح'' ھاء کے ساتھ ہے، اور حمیدی کی جمع بین الصحیحین میں ''فارتاع'' عین کے ساتھ ہے، یعنی مضطرب ہو گئے۔

6- حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، کہ میں جریر بن عبداللہ کے ساتھ ایک سفر کے اندر نکلا تو حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ میری خدمت کرنے لگے (درآنحالیکہ وہ مجھ سے عمر میں بڑے تھے) لہٰذا میں نے ان سے کہا، آپ ایسا نہ کیجیے، تو جریر کہنے لگے، کہ میں نے انصار کو دیکھا، کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بہت کچھ (خدمت و تعظیم) کرتے ہیں (کہ بیان نہیں ہو سکتا) لہٰذا میں نے قسم کھالی ہے، کہ ان حضرات میں سے کسی کے ساتھ نہ رہوں گا، مگر یہ کہ اس کی خدمت کروں گا (بخاری و مسلم)۔

قطع رحمی

(دنیا و آخرت کا خسارہ)

قرآن اور حدیث میں ایک طرف تو صلۂ رحمی کی تاکید آئی ہے، ساتھ ہی قطع رحمی کے گناہ کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے۔ قطع رحمی کا مطلب ہے: رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنا، ان سے بدسلوکی کرنا، ان سے ملنا جلنا بند کر دینا، ان کی مالی اور مادی مدد سے ہاتھ کھینچ لینا۔ ایسا کرنے والے جنت کے حق دار نہیں ہیں۔ رسول کریم نے ارشاد فرمایا، "رشتے داری رحمان کی ایک شاخ ہے، پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (اے رشتہ داری) جو تجھے جوڑے گا میں اس سے جڑوں گا اور جو تجھے کاٹے گا میں اُس سے کٹ جاؤں گا۔" یعنی جو قطع رحمی کرے گا، اللہ اُس سے دور ہو جائے گا۔ قرآن کہتا ہے، "جو لوگ اللہ کے عہد کو مضبوط باندھنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اس رشتے کو کاٹتے ہیں جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، یہی لوگ خسارہ اُٹھانے والے ہیں۔" (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۷)

"اور تم سے عین متوقع ہے کہ جب تم روگردانی کرتے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرو، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی، سو انھیں گونگا کر دیا اور آنکھوں کو اندھا کر دیا۔" (سورۂ محمد آیت نمبر ۲۲-۲۳) "اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا کیا اور ان دونوں سے بے شمار مرد اور عورت پھیلا دیئے۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے (اپنے حقوق) طلب کرتے ہو۔ اور رشتوں کو توڑنے سے بچو۔ بے شک اللہ تم پر نگراں ہے۔" (سورۃ النساء آیت نمبر ۱) رسول کریمؐ نے ارشاد فرمایا، "رشتے داروں سے تعلق

توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا-" نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، "سرکشی اور قطع رحمی سب گناہوں سے زیادہ اس بات کی مستحق ہیں کہ ان کا ارتکاب کرنے والے کو اللہ دنیا میں بھی سزا دے، علاوہ اس سزا کے جو اس نے اس کے لیے آخرت میں رکھی ہے-" عام طور پر غیروں سے تعلقات اتنے خراب نہیں ہوتے جتنے رشتے داروں سے ہو جاتے ہیں- معمولی بات فتنہ بن جاتی ہے، اسلام دُعا تک ختم ہو جاتی ہے- وصیت کر دی جاتی ہے کہ ہمارے جنازے میں بھی یہ رشتے دار شرکت نہ کرے- یہ حقیقت ہے کہ رشتے داروں کے ساتھ تعلقات درست رکھنے کے لیے بڑے صبر اور درگزر کی ضرورت ہوتی ہے- بعض اوقات چھوٹی چھوٹی غلط فہمیوں کی وجہ سے تعلق ختم ہو جاتے ہیں- اتنی واضح ہدایات کی موجودگی میں قطع رحمی آج عام ہے- دنیا دار تو الگ رہے دین داروں میں بھی یہ وبا عام ہے- قطع رحمی میں قصور دینی تعلیم وشعور کے فقدان کا بھی ہے- رسول کریمؐ نے قطع تعلق کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا، "کسی بھی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین رات سے زیادہ قطع تعلق کیے رکھے کہ دونوں راستے میں ایک دوسرے سے ملیں تو منہ پھیر لیں، اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے-" حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک حلقے کی صورت میں حضورؐ کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے تھے- آپؐ نے ارشاد فرمایا، "مجمع میں کوئی شخص قطع رحمی کرنے والا ہو تو وہ اُٹھ جائے، وہ ہمارے پاس نہ بیٹھے-" مجمع میں سے صرف ایک صاحب اُٹھے اور تھوڑی دیر بعد واپس آ کر بیٹھ گئے- حضورؐ نے اُن سے دریافت فرمایا، "کہاں گئے تھے؟" انہوں نے عرض کیا، "آپ کا ارشاد سن کر میں اپنی خالہ کے پاس گیا تھا- انہوں نے مجھ سے قطع تعلق کر رکھا تھا- میں اُن سے صلح کر کے واپس آ گیا ہوں-" حضورؐ نے ارشاد فرمایا، "تم نے بہت اچھا کیا- بیٹھ جاؤ! اس قوم پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی قطع رحمی کرنے والا نہ ہو-"

2- آج مسلمانوں کی جو حالت ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری غالب اکثریت نے صلۂ رحمی کی تعلیم وہدایت بالکل بھلا دیا ہے- حضور کا ارشاد ہے، "کوئی نیکی جس کا ثواب بہت جلد ملتا ہو، صلۂ رحمی سے بڑھ کر نہیں ہے- اور کوئی گناہ جس کا وبال دنیا و آخرت میں ملے، قطع

رحمی سے بڑھ کر نہیں۔'' ایک دوسری جگہ حضور پاک کا ارشاد ہے،''وہ شخص صلۂ رحمی کرنے والا نہیں جو برابر کا معاملہ کرے۔صلۂ رحمی کرنے والا تو وہ ہے جو دوسرے کے توڑنے پر صلۂ رحمی کرے۔'' یعنی اگر دوسرے کی طرف سے بے التفاتی، بے نیازی اور قطع تعلق ہو تو ہم اسے جوڑنے کی فکر کریں۔ یہ نہ دیکھیں کہ وہ کیسا برتاؤ کرتا ہے۔ یہ سوچیں کہ ہماری ذمے داری کیا ہے۔حضورؐ نے ارشاد فرمایا،''غریب پر صدقہ کرنا صرف صدقہ ہے اور رشتے دار پر صدقہ کرنا صدقہ بھی ہے اور صلۂ رحمی بھی۔'' رشتے داروں پر صدقہ کرنا عام غرباء پر صدقہ کرنے سے مقدم ہے۔ ایک بار حضرت میمونہؓ نے ایک باندی آزاد کی۔حضورؐ نے ان سے فرمایا،''اگر تم اسے اپنے ماموں کو دے دیتیں تو زیادہ ثواب ملتا۔'' حضرت طلحہؓ کو اپنا باغ سب سے زیادہ عزیز تھا۔انہوں نے اس کے بارے میں حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا، ''میں اسے راہِ خدا میں خیرات کرتا ہوں۔'' حضورؐ نے ارشاد فرمایا،''واہ واہ! یہ تو مفید مال ہے اگر تم یہ باغ اپنے رشتے داروں کو دے دو۔'' اس پر انہوں نے عرض کیا،''اے اللہ کے رسولؐ میں ایسے ہی کرتا ہوں۔'' اور انہوں نے اس باغ کو اپنے رشتے داروں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔

3- یہ ہے اصل درجے کی نیکی اور صلۂ رحمی! لیکن آج حالات مختلف ہیں۔ ہم اجنبیوں اور غیروں کو رشتے داروں پر فوقیت دیتے ہیں۔ ہمیں غیروں کی ضروریات تو نظر آتی ہیں لیکن رشتے داروں کو ہم یکسر نظرانداز کر دیتے ہیں۔ اپنوں کو غیروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا بھی قطع رحمی ہی ہے۔ ایسا کرتے ہوئے ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ قطع رحمی کرنے والا جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔ اسی طرح قرض میں پھنسے ہوئے رشتے دار بھی مالی مدد کے مستحق ہوتے ہیں۔ اس مرحلے پر خوش حال رشتے داروں کی آزمائش ہوتی ہے۔ بے شک ہم نماز، روزہ اور حج جیسی عبادات تو کر رہے ہیں لیکن ان کے ساتھ ساتھ قطع رحمی کے مرتکب ہو کر ہم اپنی نیکیاں ضائع کر رہے ہیں۔ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں یہ جان لینا چاہیے کہ صلۂ رحمی صرف زبانی جمع خرچ کا نام نہیں، بلکہ یہ عملی اقدامات کا متقاضی ہے۔ صاحب استطاعت لوگ اپنے مال پر صرف اپنی ذات اور اپنے بال بچوں ہی کا حق نہ سمجھیں، بلکہ اپنے

ضرورت مند اور سفید پوش رشتے داروں کا حق بھی تسلیم کریں۔ اپنے خاندان کے لوگوں کو مشکل میں تنہا نہ چھوڑیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، ''اے اللہ کے رسولؐ، میرے کچھ رشتے دار ہیں۔ میں اُن سے صلۂ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع رحمی کرتے ہیں، میں اُن سے حسن سلوک کرتا ہوں، وہ مجھ سے بُرائی کرتے ہیں، میں اُن سے حلم سے پیش آتا ہوں، وہ میرے ساتھ جہالت کا سلوک کرتے ہیں۔'' اس پر نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا، ''اگر تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے کہا تو گویا انھیں گرم راکھ پھنکا رہا ہے اور جب تک تو اس حالت پر قائم رہے گا، خدا کی طرف سے ان کے خلاف ایک مددگار تیرے ساتھ رہے گا۔''

اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا، اوران کے فضائل ومناقب کا بیان!

ترجمہ:-(1) خدا فرماتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے، کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے، اور تم کو ہر طرح ظاہر، اور باطن پاک وصاف رکھے (احزاب، پارہ نمبر۲۲)۔

2- دوسری جگہ ارشاد ہے، کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرے، تو ان کی یہ تعظیم کرنا، اللہ تعالیٰ سے دل کے ساتھ ڈرنے سے ہوتا ہے (حج، پارہ نمبر۱۷)۔

3- حضرت یزید بن حیانؓ بیان کرتے ہیں، کہ میں اور حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم، حضرت زید بن ارقمؓ کے پاس گئے، جب ہم تینوں ان کے پاس بیٹھ گئے، تو حصین بن سبرہ نے حضرت زید بن ارقمؓ سے کہا، کہ اے زید! البتہ تم نے بہت بھلائی اور خیر حاصل کی ہے، آپ نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی، اور حضور پاک ﷺ کی احادیث پاک کو سنا، اور آپ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا، اور آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، البتہ اے زید! تم نے بہت بڑا شرف اور خیر حاصل کی ہے اے زید! ہم سے بیان کیجیے جو کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، حضرت زید بن ارقمؓ بولے، اے بھتیجے! خدا کی قسم! میری عمر زیادہ ہوگئی، اور میرا زمانہ قدیم ہو گیا، اور بعض وہ چیزیں جو کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھیں، وہ فراموش ہو گئیں، سو جو میں تم سے بیان کروں، تم اس کو (بسر وچشم) قبول کرو، اور جو نہ بیان کروں، اس کے بیان کرنے پر مجھے مجبور نہ کرو، پھر زید بن ارقمؓ نے فرمایا، کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر مقام خما کے چشمہ یا پانی پر جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع

ہے خطبہ دیا، اول خدا کی حمد وثنا بیان کی، اور پھر لوگوں کو نصیحت کی، اور ثواب وعذاب کو یاد دلایا، پھر بعد حمد وثنا کے فرمایا، اما بعد اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ، میں بھی تمہارے جیسا انسان ہوں، اور وہ وقت قریب ہے، کہ میرے رب کا بھیجا ہوا فرشتہ اور قاصد میرے پاس آ جائے اور میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو قبول کرلوں اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں پہلی چیز کتاب اللہ ہے، جس میں ہدایت اور نور ہے، تم خدا کی کتاب کو پکڑ لو، اور اس پر مضبوطی سے کے ساتھ قائم رہو، تو آپ نے اللہ کی کتاب کی کافی رغبت دلائی، اور عمل پر متوجہ کیا، پھر فرمایا، دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں، میں تم کو خدا سے ڈراتا ہوں اور اس کو یاد دلاتا ہوں، کہ میرے اہل بیت کو نہ بھولنا پھر دوبارہ تم کو خدا سے ڈراتا ہوں کہ میرے اہل بیت کا خیال رکھنا (یہ سن کر) زید بن ارقمؓ سے حصین بن سبرہ نے کہا، کہ حضورﷺ کے اہل بیت کون ہیں، کیا آپ کی ازواج آپ کے اہل بیت سے نہیں ہیں، زید بن ارقمؓ نے فرمایا کہ آپ کی ازواج بھی آپ کے اہل بیت سے ہیں، اور لیکن آپ کے اہل بیت وہ ہیں کہ جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام کیا گیا، حصین نے کہا، کہ وہ کون ہیں، فرمایا وہ حضرت علیؓ، عقیلؓ، جعفرؓ اور حضرت عباسؓ کی اولاد ہے۔ حصین نے کہا کیا ان سب پر صدقہ حرام کیا گیا ہے، زید بن ارقمؓ نے کہا، جی ہاں! اور ایک روایت میں ہے کہ میں تمہارے اندر دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جانے والا ہوں، ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے اور وہ اللہ کی رسی ہے، جو شخص خدا کی کتاب کی اطاعت کرے گا، راہ راست پر رہے گا اور جو اس کو چھوڑ دے گا وہ گمراہ ہوگا (مسلم)

نوٹ: سلف صالحین اور حضرت علمائے کرام نے یہ مسلک اختیار فرمایا ہے کہ حضور اکرمﷺ کی آل اطہار اور ازواج مطہرات کی تعظیم وتوقیر کرنا اور ان کی خدمات بجالانا، ان سے حسن عقیدت رکھنا اور ان سے محبت کرنا بھی درحقیقت آنحضرتﷺ کی توقیر اور مرتبہ میں داخل ہے، جیسے کہ احادیث کثیرہ اس پر شاہد ہیں کہ جن میں حضور اکرمﷺ نے اس بات کی ترغیب وترہیب فرمائی ہے۔

صلۂ رحمی کی ایک مثال

(بڑے بھائی کے نام ایک خط)

برادر جان برابر - ماں جائے بھائی - سلامت باشید

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ - مزاج گرامی؟ رب کعبہ کے حضور محبوب ربّ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے عاجزانہ دُعا ہے کہ آپ کو صحتِ کلی کے ساتھ عمر دراز عطا ہو اور آپ کا سایہ عاطفت ہم پر تا قیامت قائم و دائم رہے - آمین - آپ کی صحت کے متعلق تشویش رہتی ہے - دل سخت اداس اور غمناک ہے - چاہتا ہوں خود حاضر ہو کر آپ کی خدمت کروں - مگر پھر آپ کے تنہا پسند مزاج اور طبیعت کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے - جہاں تک علاج معالجہ کا تعلق ہے اس میں تو وہاں بھی کوئی کمی نہیں - آپ کی رفیقۂ حیات دل و جان سے تیمارداری فرما رہی ہیں اور بچے بھی ماشاءاللہ خدمت گزار اور تابع فرمان ہیں - تاہم چھوٹے بھائی ہونے کے ناطے مجھ پر بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں - اس لئے آپ میرے اس خط کو بنظرِ غائر پڑھیں اور اپنے ماں جائے چھوٹے بھائی کے جذبات اور احساسات کا اندازہ لگائیں اور مجھے بھی خدمت کا موقعہ دیں - بندہ گاڑی لے کر خود چلا آئے گا اور آپ کو اپنے ہمراہ لے آئے گا - آفاقہ ہونے پر پھر خود واپس چھوڑ جائے گا - مجھے امید ہے آپ مایوس نہیں فرمائیں گے - اجازت ملنے پر تعمیل ہوگی - اِنشاءاللہ -

2- برادرم! آپ جانتے ہیں ہم نے اس دنیا میں بڑے نشیب و فراز دیکھے ہیں - جسم و جان کے رشتہ کی بقاء اور ناساعد حالات کے مقابلے کے لئے بڑی جدوجہد کرنی پڑی - کن کن مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑا - آپ تو بخوبی جانتے ہیں - گویا ؎

عمر گزری ہے غم اُٹھانے میں
زخم کھائے ہیں بہت زمانے میں

۲-آپ کا اکلوتا چھوٹا بھائی ہوں' والد گرامی کی وفات کے بعد اب آپ ہی باپ کی مانند ہیں-عمر بھر آپ کا پیار اور شفقت نصیب رہی- آپ مجھ سے نو سال بڑے ہیں- ہمارے درمیان کبھی کوئی رنجش یا ناخوش گوار واقعہ پیدا نہیں ہوا-بعض اوقات مجھے خیال آتا ہے کہ آپ کہیں ذاتی طور پر مقروض تو نہیں؟ صلۂ رحمی کا سب سے پہلا حق اپنوں ہی سے شروع ہوتا ہے-اگر کوئی غیروں کی مالی مدد کرے اور اپنوں کو نظر انداز کر دے تو اللہ کے ہاں یہ فعل پسندیدہ نہیں- آپ کی اپنی ذات پر اگر کوئی قرضہ یا خاص ضرورت ہو تو حکم فرمائیں- انشاءاللہ بلا تاخیر تعمیل ہو گی-

سب کو سلام و پیار- دعا گو (آپ کا برادرِ خورد)

بھائی کا جواب

برادرم! سلامت تا قیامت

السلام علیکم رحمت اللہ برکاتہ- آپ کا محبت بھرا خط ملا پڑھ کر آپ کی صحت اور خیرخریت کا پتہ چلا آپ کی دعاؤں سے بندہ کی صحت بھی پہلے سے اب ٹھیک ہے- ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق دوائی کھا رہا ہوں- کمزوری بہت ہوگئی ہے' بڑی مشکل سے مسجد میں جا کر امامت کراتا ہوں-

کس کو پتا ہے جہان، میں حیات کتنی ہے
قضا کسی کو نہ چھوڑے گی بات اتنی ہے

واقعی میں سوا لاکھ کا مقروض ہوں' بچوں نے زمین کے عوض ٹریکٹر نکلوایا تھا- اُسے بیچ کر رقم کھا پی گئے ہیں- محکمہ اب مجھے تنگ کرتا ہے- کئی قسطیں دے چکا ہوں مگر سود جان نہیں چھوڑتا' اگر ۳۰ جون تک یہ رقم ادا نہ کی گئی تو سود اور بڑھ جائے گا- اس لیے ایک لاکھ پچیس ہزار دے دیں تاکہ اس قرض سے نجات مل جائے- (آپ کا بڑا بھائی)

نوٹ:

الحمدللہ! بڑے بھائی کے خط آنے پر ایک لاکھ پچیس ہزار کی رقم بذریعہ بینک ڈرافٹ بھیج دی گئی- اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل یہ خدمت قبول فرمائے- آمین- وماتوفیقی اِلاباللہ (مولف)

باب ہشتم

حرفِ آخر

مجھے اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا پوری طرح سے اعتراف ہے۔ عالم ہوں نہ فاضل، محدث ہوں نہ مفسر، ادیب ہوں نہ مفکر، ہاں البتہ دردِ دل ضرور رکھتا ہوں۔ معاشرے کے کئی سلگتے ہوئے مسائل پر گہری نظر رکھتا ہوں۔ زیر نظر کتاب کے مطالعہ سے اس امر کا ثبوت بھی مل جائے گا۔ ایک پروفیسر دوست نے جب اپنے بیٹے کی گستاخی کی داستانِ دل گداز سنائی بڑا دکھ ہوا۔ تب سے یہ خیال دل و دماغ پر چھا گیا کہ ہوسکتا ہے یہ حادثہ بیٹے کی اسلامی شعائر سے بے خبری کی وجہ سے ہوا ہو، مگر جب بندہ نے ادھر اُدھر جھانکا اور اخبارات میں بالخصوص ''عاق نامہ'' کے بے شمار اشتہار پڑھے اور کئی دیگر دل دوز اسی طرح کی خبریں پڑھیں تو پتا چلا کہ یہ بیماری تو عام ہے۔ تب خیال آیا کہ اس موضوع پر قرآن و حدیث کے حوالہ سے کچھ لکھنا چاہیے تا کہ بے راہ رو اولاد توبہ کر کے اپنی آخرت سنوار سکے۔

2- انسانی رہنمائی کے لیے تبلیغ اور ہدایت کا سلسلہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید سے شروع فرمایا ہے جس کے بعد اپنے آخری نبی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ ذمہ داری سونپتے ہوئے فرمایا:

يَآيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط

ترجمہ: ''اے رسول ﷺ! پہنچا دیجئے جو اتارا گیا ہے آپ کی طرف آپؐ کے پروردگار کی طرف سے۔'' (سورہ المائدہ 67:5)

3- پھر اسی سورہ کی آیت نمبر 99 کا ترجمہ بھی ملاحظہ ہو:

ترجمہ: نہیں ہمارے رسولؐ پر کوئی ذمہ داری سوائے پیغام پہنچانے کے

اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کر رہے ہو اور جو چھپا رہے ہو۔"
اس کے بعد خود رسول اکرم ﷺ نے بھی فرما دیا۔
بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً ط
ترجمہ: "میری طرف سے پہنچا دو خواہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔"

4- مذکورہ بالا احکامات کی تعمیل میں مولف نے والدین کے حقوق و فرائض اور اولاد کے حقوق جو قرآن و حدیث میں وارد ہوئے ہیں انھیں اسی کتابی شکل میں تدوین کر دیا ہے تا کہ کسی کی بے راہ روا اولا د راہِ راست اختیار کر کے اپنی آخرت سنوار لے۔

5- زیر نظر کتاب کی تدوین و تالیف کا یہ مقصد بھی ہے کہ زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ معاشرے کی دوسری برائیوں کا جائزہ بھی لیا گیا ہے۔ مثلاً خاندانی نظام میں پہلے سی محبت رہی نہ وہ مروت ہی رہی۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کے قرآنی احکامات اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان ارشادات جن کا تعلق بالواسطہ خاندانی نظام سے ہے ان سے نہ صرف اولاد ہی باغی ہے بلکہ والدین بھی کماحقہ، اپنے حقوق و فرائض سے غافل ہیں۔ گویا دونوں طبقے سرتابی اور روگردانی کر رہے ہیں آج اگر اولاد باغی ہے تو اس میں والدین بھی کلیتہً بے قصور نہیں گردانے جا سکتے اس لیے کہ والدین کا بھی فرض ہے کہ وہ اولاد کی تعلیم و تربیت اسلامی شعائر کے مطابق نہیں کرتے۔ اس لیے ساتھ ساتھ دوسری جانب تابع فرمان نیک اور صالح اولاد کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ احکامات الٰہیہ اور ارشاداتِ رسول ﷺ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے عمر رسیدہ والدین کے سامنے "اُف" بھی نہ کریں تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچے رہیں۔

6- بندہ نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ زیر نظر کتاب "لا اُف" میں قرآن و حدیث کے حوالوں سے دونوں طبقوں کے حقوق و فرائض سے آگاہ کیا جائے میری عمر اس وقت اسی (80) سال ہونے کو ہے گویا۔

گویا کوئی دم کا مہمان ہوں اے اہلِ محفل
چراغِ سحر ہوں بجھا چاہتا ہوں

-7 کسی کتاب کی تدوین و تالیف اور پھر اشاعت ایک نہایت مشکل کام ہے۔ الحمد اللہ! یہ کام بوجوہِ احسن پورا ہوا۔ اللہ کریم اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل اس کتاب کے ذریعہ ہر دو طبقے اصلاح احوال فرمالیں تو میری یہ کاوش رائیگاں نہ جائے گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

-8 قرآن کریم کی اس دعا کے ساتھ رخصت چاہتا ہوں۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی
وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحاً تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ، اِنِّیْ
تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (الاحقاف:15)

ترجمہ: اے میرے ربّ! توفیق دیجئے مجھ کو میں شکر ادا کرتا رہوں آپ کی نعمتوں کا جو آپ نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائیں اور (توفیق دیجئے) کہ میں ایسے نیک کام کرتا رہوں جن سے آپ راضی ہو جائیں اور میری اولاد کو بھی نیک بنا کر مجھے (راحت اور ٹھنڈک) پہنچائیے۔ میں آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں اور تابع فرمان (مسلم) بندوں میں سے ہوں۔"

یادگارِ سعیدی

اُس وقت بھی زمانے میں ہو گی مری کتاب
میرا یہ جسم خاک میں جس وقت مل گیا
مَیں نے جہاں میں نقش یہ چھوڑا ہے یادگار
یہ سوچ کر کہ دہر کو حاصل نہیں بقاء
شاید کہ کوئی صاحبِ دل اس کو دیکھ کر
اس بندۂ غریب کے حق میں کرے دعا

مؤلف کی کتابوں کا تعارف

۱- خطبات شیر ربانی:

حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کسی تعارف کے محتاج نہیں آپ کی کرامات و حالات پر کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں- اس کتاب میں صرف آپ کے ان خطبات کو جمع کیا گیا ہے جو ۱۹۲۴ء تا ۱۹۲۸ء نماز جمعہ کے دوران دیئے گئے تھے- اس حوالہ سے یہ کتاب منفرد ہے اور قابل مطالعہ ہے- آج سے تقریباً ۸۰ سال پہلے کے معاشی سماجی اور معاشرتی نظام سے آگہی ملتی ہے یہ کتاب حکومت پنجاب اور اکادمی ادبیات اسلام آباد سے منظور شدہ اور انعام یافتہ ہے(Rs. 300/-)

۲- والیانِ ملک اور ابلیس کا مکرو فریب:

محترمی جناب میاں محمد نواز شریف کے وزارتِ عظمیٰ کے عہد میں امام ابن الجوزیؒ کے بتائے ہوئے ان بارہ قسم کے مکروفریب جن سے ابلیس والیان ملک اور صاحبان اختیار و اقتدار کا بیڑہ غرق کرتا ہے مذکورہ کتاب کے ذریعہ ان کو آگاہ کیا گیا تھا- مگر جناب میاں صاحب نے احتیاط نہ برتی اور لانڈھی جیل بھیج دیئے گئے- وہاں یہ کتاب پھر بھیجی گئی جسے آپ نے پڑھا اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے نجات بخشی' یہ بڑی دلچسپ اور معلوماتی کتاب ہے اور ہر کسی کو ضرور پڑھنی چاہیے- حکومت پنجاب اور اکادمی ادبیات اسلام آباد سے منظور شدہ اور انعام یافتہ ہے-(Rs. 260/-)

۳- مسلم خوابیدہ اُٹھ ہنگامہ آرا تو بھی ہو:

محترمی جناب جسٹس ڈاکٹر (ر) منیر احمد مغل صاحب نے پیش لفظ لکھا ہے- خلاصہ اس کتاب کا یہ ہے کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ یہود و نصاریٰ بڑے بزدل اور نا قابل

اعتنا دلوگ ہیں ان سے ڈرنا چاہیے اور نہ دوست بنانا چاہیے-قرآن وحدیث کی روشنی میں اس موضوع پر گرانقدر معلومات مہیا کی گئی ہیں ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے تا کہ یہود و نصاریٰ کے خبثِ باطن کا پتا چل سکے-(Rs. 300/-)

۴- رشتہ ازدواج کا پہلا زینہ – نیک خاوند اور نیک بیوی کا انتخاب قرآن و سنت کی روشنی میں:

یہ کتاب بھی حکومت پنجاب سے منظور شدہ اور اکادمی ادبیات اسلام آباد سے انعام یافتہ ہے- شادی سے قبل بیوی کا انتخاب اور شوہر کا انتخاب کرنے کے لیے حضور اکرم ﷺ نے چار رہنما اصول بتائے ہیں جنہیں پیش نظر رکھ کر والدین کو انتخاب کرنا چاہیے-

''خلاصہ'' اس کتاب کا یہ ہے کہ: (۱) انسانی زندگی میں تین دور بڑے اہم اور نازک آتے ہیں- بچپن اور لڑکپن تو بے فکری کے عالم میں آنکھ جھپکتے گزر جاتا ہے- جوانی دیوانی میں ازدواجی زندگی کا پہلا بڑا اہم اور نازک دور آتا ہے-عملی زندگی کا یہ پہلا دور ہوتا ہے-اگر قرآن وسنت کے بتائے ہوئے رہنما اصولوں کے خلاف بیوی اور شوہر کا بندھن بندھ گیا تو بقیہ زندگی دکھی ہو کر رہ جائے گی- گویا:

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

۲- دوسرا دور خدانخواستہ اگر تلخ ازدواجی زندگی کی نظر ہو گیا تو اسے خوشگوار بنانے کے لیے اسلامی اصولوں سے استفادہ کرنا ضروری ہوگا- اس دور میں بڑے نشیب و فراز آتے ہیں مگر انسان بیچارہ کیا کرے یعنی:

یہ طول سفر یہ نشیب و فراز
انسان کہاں تک سنبھلتا رہے

۳- تیسرے دور تک پہنچتے پہنچتے انسان کے ویسے ہی تمام کس بل نکل جاتے ہیں- جوانی ڈھل جاتی ہے- اعضا کمزور اور مضمحل ہو جاتے ہیں: بڑھاپا چھا جاتا ہے گویا

کتابِ زیست کا ایک اور باب ختم ہوا
شباب ختم ہوا' اک عذاب ختم ہوا

۴- ازدواجی زندگی کے اس آخری دور کو صبر وسکون سے بسر کرنے کے لیے قرآن و سنت سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیے- ان تینوں ادوار کو کامیابی اور مفید انداز سے بسر کرنے کے لیے اس کتاب میں نہایت مفید معلومات فراہم کی گئی ہیں- جس کا مطالعہ کرنا شادی سے قبل اور بعد بھی بے حد مفید ثابت ہوگا-(Rs 300/-)

۵- ارضِ موات:

یہ ایک مختصر مقالہ ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان میں تقریباً چار پانچ کروڑ ایسی بنجر قدیم اراضی غیر کاشتہ پڑی ہوئی ہے جس کی سٹیٹ مالک ہے- اس زمین کو قرآن و سنت کے مطابق خواہش مند کاشتکاروں میں تقسیم کردی جائے تو ہمارا ملک زرعی اجناس کے حوالہ سے خود کفیل ہوسکتا ہے- اس مقالے کی تیاری کی تحریک یہ حدیث نبوی من احیاء ارضاً میتۃ فھیہ لہ یعنی جس شخص نے ایسی مردہ زمین آباد کی تو وہی اس کا مالک ہوگا مگر ہماری حکومت اس اہم مسئلہ سے ہمیشہ غافل رہی- اس لیے آج ہم اجناس خوردنی و دیگر غذائی اشیا کثیر زرمبادلہ کے عوض بھارت اور دیگر ممالک سے درآمد کرنے پر مجبور ہیں-(Rs. 100/-)

۶- حُب رسولؐ اور اس کے عملی تقاضے:

کچھ عرصہ قبل ورلڈ وائیڈ ویژن اسلام آباد کی طرف سے کل پاکستان سطح پر مقابلہ مضمون نگاری کا اہتمام کیا گیا تھا- جس کا اصل عنوان ''عشق رسولؐ '' تھا- مگر بندہ نے حب رسولؐ پر اظہار خیال کیا اس لیے کہ قرآن و حدیث میں لفظ ''عشق'' شاید ہی کہیں آیا ہو- وہ مضمون مقبول ہوا اور میرے نام سرٹیفکیٹ بھی جاری ہوا- عوام کے استفادہ کے لیے اسی مضمون کو وسعت دے کر ایک کتابی شکل میں ڈھال دیا گیا ہے- الحمدللہ! قارئین کرام اسے ضرور پڑھ کر ایمان تازہ کریں- (زیر طبع)

۷- سانحہ کربلا:

اس موضوع پر متعدد کتابیں شائع ہو چکی ہیں- ہر گل را رنگ و بوئے دیگر است'
دراصل اس سانحہ کے قدیمی مورخ ابوحنیفہ الدینوری کی کتاب الاخبار الطوال ہے یہ کتاب سانحہ کربلا کے ابتدائی دور سے تعلق رکھتی ہے- بعد کے مورخین نے زیادہ تر اسی کتاب سے استفادہ کیا ہے- مؤلف نے بھی اس سانحہ کے بیان میں زیادہ تر اسی کتاب پر انحصار کیا ہے- مگر یہ کتاب بڑی معلوماتی اور پڑھنے کے قابل ہے- اسے پڑھنا نہ بھولیے گا- (زیرطبع)

۸- لَا اُفٍ:

اس کتاب کا نام سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۲۳ سے اخذ کیا گیا ہے- جس کا مطلب ہے کہ جوان اولاد کی موجودگی میں جب والدین دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بوڑھا ہو جائے تو ان کے سامنے اُف یعنی "ہوں" بھی نہیں کرنی چاہیے مگر جو کچھ ہو رہا ہے یہ اس آیہ مبارکہ کی کھلی خلاف ورزی ہے- آج یہ مسئلہ گھر گھر کی پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے- مؤلف کے ایک دوست نے اپنی اولاد کے ہاتھوں دکھی ہو کر تمام حالات مجھے بتائے جنہیں بنیاد بنا کر یہ کتاب لکھی گئی ہے- ہر بیٹا بیٹی اور والدین اسے ضرور پڑھیں- شاید کسی کا بھلا ہو جائے تو میری محنت ٹھکانے لگ جائے- (زیرطبع)

۹- غذائی اجناس میں خودکفالت:

ملکی معیشت کے استحکام کی اصل وجہ غذائی اجناس میں خودکفالت ہی ہے- سارا ملک دیکھ رہا ہے ہم غلہ' سبزیاں اور گوشت بھارت سے کثیر زرمبادلہ کے عوض منگوا رہے ہیں- ٦٠ سال کے عرصہ میں ہمارا ملک ابھی تک غذائی اجناس اور اشیائی خورونوش میں خودکفیل نہیں ہو سکا- حکمرانوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے- انہیں حکمرانی کا تب حق حاصل ہے جب وہ اپنی رعایا کے لیے اشیائے خورونوش ضرورت کے مطابق مہیا کریں- مگر ایسا نہیں ہو رہا مؤلف نے اس ضمن میں کئی قابل عمل تجاویز دی ہیں- آپ بھی پڑھیں اور بھرپور انداز سے ان پر عمل کرانے کے لیے حکمرانوں پر زور دیں- (زیرطبع)

۱۰- بھولی بسری نایاب نعتوں کا مجموعہ:

اس موضوع پر وقتاً فوقتاً کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں- سب سے پہلی نعت خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضورﷺ کی شان میں کہی جو قیامت تک بے مثال رہے گی- یعنی قرآن مجید نعتِ رسولؐ ہی تو ہے- پھر دنیا میں نعت گو اور نعت خواں حضرات نے بھی فقید المثال نعتیں تخلیق کیں- ان نعتوں سے متعارف کرایا گیا ہے جو پہلے شاید دیکھی سنی ہوں گی- مثلاً دنیا کی سب سے پہلی نعت خود حضرتِ خدیجہؓ نے کہی- جس کا عربی متن تو نہیں ملا مگر اردو میں ترجمہ ملا ہے- حضرت صدیقہؓ نے عربی میں کمال کی نعتیں کہی ہیں ان کے علاوہ اور بہت سی دیگر نایاب نعتیں جو بھول ہو چکی ہیں ان سب کو مذکورہ کتاب میں یک جا کر دیا گیا ہے اس اُمید پر کہ قارئین کرام پڑھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور مؤلف کے حق میں دُعائے خیر کریں کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور حضورﷺ کی ثناء کے وسیلہ جلیلہ سے روزِ محشر بلا حساب و کتاب بخشش ہو جائے (آمین) (زیرِ طبع)

ملنے کا پتا:

میاں محمد سعید شاد A/403 رحمٰن پورہ کالونی، لاہور

فون: 042-7561894

میاں محمد سعید شاد کی مشہور کتب

حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کے عملی تقاضے

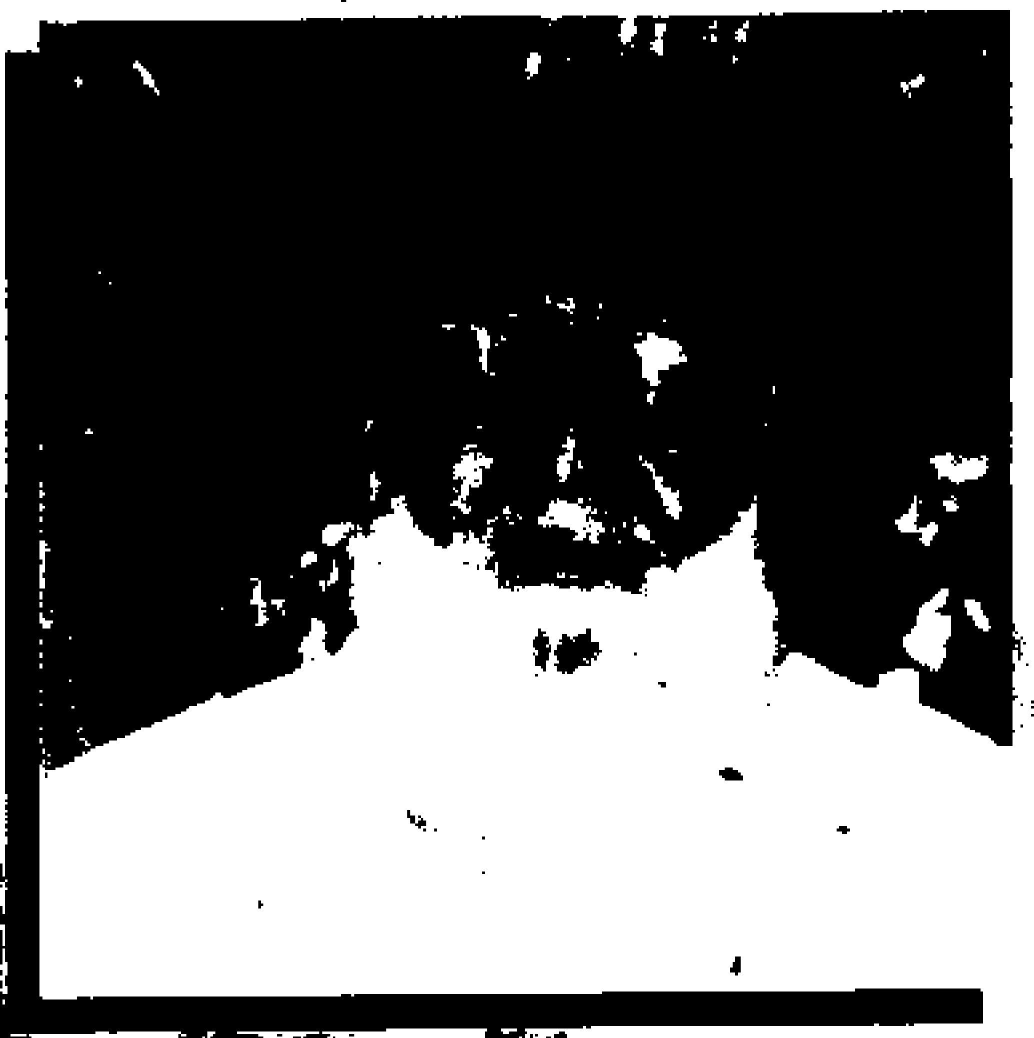
لَا اُفٍّ (والدین کو اف تک نہ کہو)

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا (نعتوں کا مجموعہ)

سانحہ کرب وبلا

رشتہ ازدواج کا پہلا زینہ

خطبات شیر ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ



تعارف

میاں محمد سعید شاد محکمہ تعلیم پنجاب کے [illegible] ان کے [illegible]
میاں خدا بخش ہے حضرت میاں [illegible] کے مرید [illegible]
جنہوں نے چار سال تک حضرت م[illegible]
کی ۔ اور آپ کے خطبات [illegible] خطبات [illegible]
صاحب خود حضرت کرمانو[illegible] آپ [illegible]
ملکہ اللہ تعالیٰ نے [illegible]
مالک نے عطا فرمائی [illegible]

ادارہ الاویس لاہور

IDARAH-AL-AWAIS LAHORE

ادارۃ الاویس ○ لاہور